M.A. LIBRARY, A.M.U.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ نے دیدار دیکھا ہے جمالِ پاک کا — واہ وا کیا مرتبہ ہے صاحبِ لولاک کا

ہے سرِ دیوان جو مطلع اوسکی حمدِ پاک کا — آسمان سے بڑھ گیا رتبہ مرے ادراک کا

ایک شعلہ گرم سے جلے پر طائرِ افلاک کا — الاماں ایسا اثر ہے آہِ آتشناک کا

ایسے امرِ خفتہ میں کوئی بشر سمجھیگا کیا — وہاں پتا لگتا نہیں ہے عقل کا ادراک کا

ایک نالے سے زمین و آسمان تھرا گئے — واہ کیا کہنا ہماری آہِ آتشناک کا

دل بسوزِ آتشِ غم اسقدر پہونچا ہے جی — ہے جہنم کا شرر ہر ذرہ میری خاک کا

خاکساری کا دماغ اب آسمان پر ہوگیا — کس کے دامن پر لگیگا دھبا ہماری خاک کا

آگیا گورِ غریبان کی طرف وہ شہسوار — اب دماغ افلاک پہ پہنچا ہماری خاک کا

بعدِ مردن جی رہا ہے دل میں کیا تو چال — ہمسری خورشید سے کرتا ہے ذرہ خاک کا

ہو وہی گردش وہی اوسکی کدورت رات دن | آسمان بھی کیا بنا ہی میری مشت خاک کا

کیا ٹھکانا گمرہی کا دین و ایمان چھوڑ کر
ہو گیا حسرت کو سودا اک بت بیباک کا

۱۸۲۵۹

دشمن ہوا وہ ظالم بیباک ہمارا | اب کیا ہی ٹھکانا دل صد چاک ہمارا

ہمنے جو اسیری پہ کیا ناز تو بولے | خالی کبھی رہتا نہین فتراک ہمارا

سینہ پہ نہ ہین نیل تہ ہین بال پریشان | پھر سوگ لیا آپ نے کیا خاک ہمارا

تاثیر تری جذبۂ دل جب ہی سر حشر | وہ بول اوٹھین یہی غمناک ہمارا

سیدھی جو ذرا بھی ہون تری ترچھی نگاہین | کچھ کر نہ سکے گردش افلاک ہمارا

کرلے ہدف ناوک انداز کسی دن | وہ صید عجب صید ہو دل ناک ہمارا

اک عمر سے پھرتے ہین ہتیلی پہ لیے سر | تم قصد کرو جلد کہین پاک ہمارا

یکسان ہین تری عشق مین یہان ظاہر و باطن | دل بھی ہی گریبان کی طرح چاک ہمارا

طاعت کے عوض خوب گناہون مین کٹی عمر | کیا دیکھیے ہو حال تہ خاک ہمارا

شہرہ ہی کہ اب داغ یہان لائے ہین تشریف | کیا خوب زمانہ ہی طرب ناک ہمارا

دیتے تھے وہ کیا لاؤ ذرا ہم بھی تو دیکھین | دل چھین کے کہتا ہی یہ بیباک ہمارا

دیوانہ ہوا ایک ہی انداز مین حسرت
دل تھا جو ہر اک کام مین چالاک ہمارا

کیا اب بھی نہ تو نے رحم او بیباک کیا کہنا | اوڑادی ٹھوکرون ہی مین ہماری خاک کیا کہنا

ہوا غیروں سے اونکا وصل جسدم آپ جا پہنچے
تعالی اللہ تمہارا حضرتِ ادراک کیا کہنا

زہے قسمت کہا اوس نے یہ آکر میری مرقد پر
وفا کی خوب تو نے ای دلِ غمناک کیا کہنا

ہوا ہیں برق ہیں سیماب ہیں یا دل ہیں عاشق کے
غضب کے ہوگئے ہیں آپ تو چالاک کیا کہنا

بگولا بنکے مدت تک پھرا ای دشتِ وحشت میں
صبا تو نے اڑائی خوب میری خاک کیا کہنا

ہزاروں تیغیں ہماری صیدِ دل کو چھنکے مارا ہے
قیامت کی بلا کی ہے تمہاری تاک کیا کہنا

ہوا ترکِ تعلق ہی تو کیا موقع شکایت کا
بکھیڑا ہی کیا تم نے ہمارا پاک کیا کہنا

کیا ای دستِ وحشت خوب تو نے صد سے ناصح کی
گریبان کیطرح دل ہی ہمارا چاک کیا کہنا

پریشان فی الحقیقت تجکو سمجھے تھے مگر اب تو
کسی کی بن گیا چلمن دلِ صد چاک کیا کہنا

جو گذری تجھپہ گذری اوس سے تیرا دل ہی واقف ہے
وفای غیر کا مجھ سے بتِ بے باک کیا کہنا

قیامت وصل کی شب میں مجھے یہ اونکا کہنا تھا
کہ تم تو منہ لگانے سے ہی ہو بیباک کیا کہنا

کیا کرتے ہو توبہ پانی پی پی کر یہ کیون حسرت
قیامت کے غضب کے ہو گئے ہو پاک کیا کہنا

خالی نہیں ہے جانبِ فتراک دیکھنا
اے دل نگاہِ فتنۂ قاتل کی تاک دیکھنا

پہنچے وہاں کسی کا نہ پہنچے جہاں خیال
اونی سا اوج صاحبِ لولاک دیکھنا

کرنے لگے ہیں کنہ حقیقت میں ہم دخل
ان حضرتِ بشر کے ہی ادراک دیکھنا

چالیں ہماری فتنۂ دوران سے سیکھلیں
کس رنگ پر ہے گردشِ افلاک دیکھنا

غیروں کی نعش پر نہ بہانا سرشکِ خون
اپنے پرائے دیدۂ نمناک دیکھنا

افسوس تمکو کچھہ مرے مرنے کا غم نہین / ہے نیلگون فلک کی بھی پوشاک دیکھنا

مژگان ہی چشم شعبدہ گر دل کو لیگئی / ہے کسقدر یہ ہات کی چالاک دیکھنا

سنتا ہون تمکو شوق ہے مٹی کے عطر سے / سچ ہے اگر تو ابکے مجھے خاک دیکھنا

زاہد سے گفتگو ہے تو واعظ سے بحث ہے / عالم کلام حسرت بیباک دیکھنا

نالے مین درد دل جو سنایا نہ جائیگا / اوس سنگدل کے دل مین سمایا نہ جائیگا

پتھر بجا ہے دل جو لگایا نہ جائیگا / صدمہ تری ستم کا اوٹھایا نہ جائیگا

ای چارہ گر بلا نہ مرے مرتے دم اوسے / وہ آگیا تو موت سے آیا نہ جائیگا

سمجھے ہین اوسکو حضرت ناصح خدا کا گھر / اوس بزم مین جناب سے جایا نہ جائیگا

فردای حشر وعدۂ دیدار ہو تو ہو / بندے سے اتنی دور تو جایا نہ جائیگا

کیونکر وصال ہو مجھے جلتا ہون رشک سے / مین جاؤنگا تو کب مرا سایا نہ جائیگا

مجھہ بیگنہ کا نامۂ اعمال حشر مین / کیا آپ کو بغور سنایا نہ جائیگا

نیند آگئی جو اوسکو شب وصل قہر ہے / افسانہ غم کا مجھسے سنایا نہ جائیگا

تیرا اگر ہو راز تو دل مین چھپا رہے / حسرت سے درد دل تو چھپایا نہ جائیگا

ہے وہ نقشہ تری یکتائی کا / اوڑ گیا رنگ تماشائی کا

ہو گیا دل کی تمناؤن سے / ایک شہرہ مری رسوائی کا

ٹوٹ کر گر نہ پڑی چرخ کہین
نالہ پہنچا تری شیدائی کا

دو ہی باتون مین کھلا ای ناصح
حال ہمکو تری انائی کا

پاسبان سی ہمین دہشت کیا تھی
پاس تھا آپکی رسوائی کا

روز محشر بھی نہ نکلے وہ ہی
حوصلہ تیرے تمنائی کا

بیخودی تک بھی کہے جاونگا
مجھکو دعوی ہی شکیبائی کا

اک نظر دیکھ لین اوسکی صورت
جنکو دعوی ہی شکیبائی کا

سچ کہو دیکھ کے اوسکو حسرت
اب بھی دعوی ہی شکیبائی کا

ہوا ہی نام خدا شوق عشقبازی کا
طریقہ سیکھ چلے ہین وہ دل نوازی کا

اگرچہ رنگ مین بخت سیہ بدل ہی گئی
جواب کیا ہی تری زلف کی درازی کا

اوٹھائے رہتے ہین چلمن نگاہبان اونکی
نتیجہ دیکھیے کیا ہو نگاہ بازی کا

نیاز مند خدا کے نہون جو اونکے ہوت
بلا سے گر اونہین دعوی ہی بے نیازی کا

نشست گاہ بنی رہ گذر پہ کیون حسرت
جناب کہیں نہین شوق دیدہ بازی کا

ہوا جب شہرۂ صحرانوردی زیر سے شہرانکا
[illegible] پاؤن مجنون کا

کسیکو بادۂ عشرت نہین ہوتا نصیب اسکے
خم گردون بھی گویا ہو گیا ہی خم فلاطون کا

علامت اہل وحشت کی مٹانے سے نہین مٹتی
کہ اب تک گور مجنون پہ شبیہ ہی بید مجنون کا

ملا نا آشنا دل اور دلبر بیوفا مجھکو — شکایت چرخِ کجرو کی نہ شکوہ بختِ واژون کا

پھرا دیکھا اگر فرقت مین ہمنے ساغرِ صہبا — پھرا نظرون مین نقشہ ہوبہو اُس چشمِ میگون کا

بہا ہے اشک ہوکر یہانتک دیدۂ تر سے — مری دل مین نہین باقی نشان بھی قطرۂ خونکا

سخاوت گر یہی ہے آپکی حسرت تو کیا کہنا
خزانہ چاہیے اُس ہمتِ عالی کو قارون کا

تہِ دل ہو بیکس سے نالۂ آتش فشان ہونکا — قیامت نے بھی ڈر کر جسکے صورِ الامان ہونکا

اگر ہونکا تو کیا ہونکا جو کاخِ آسمان ہونکا — عدو کا گھر نہ تو نے نالۂ آتش فشان ہونکا

جلایا دل کو سینہ مین جگر کو جاکے پہلو مین — سراپا مثلِ مشعل مجکو اے سوزِ نہان ہونکا

وہ کہتے ہین الٰہی کیون قیامت ہوگئی برپا — یہ کسکے نالۂ دل نے زمین و آسمان ہونکا

ہوے کیا وہ جہپر آگ شکوے انکے کہنے پر — کسی کے نالۂ سوزان نے دشمن کا مکان ہونکا

خیالِ کینہ و بے رحمیِ صیاد بیجا ہے — ہمارے نالۂ دل نے ہمارا آشیان ہونکا

تمنائے وصالِ شعلہ رویان کھا گئی آخر
کہ سوزِ عشق نے حسرت سا یکہ نوجوان ہونکا

پرتو پڑے جو اوس رخِ گلگون نقاب کا — آئینہ مین بھی رنگ ہو پیدا شراب کا

حیرت فزا ہے عکس کسیکی نقاب کا — آئینہ ہوگیا ہے جو شیشہ آفتاب کا

پھر پردہ در ہے حُسن کسی بیحجاب کا — ہے بند بند درہم و برہم نقاب کا

سوچا نہ کچھ برا بھی مرے اضطراب کا — قاصد کا سر جواب ہے خط کے جواب کا

اودن مگر کہین ہو پرسش نہوگا جواب کا — اندیشہ کیا ہے پرسشِ یوم الحساب کا

ناحق کسی کے عشق مین بدنام کردیا — خانہ خراب ہو دلِ خانہ خراب کا

اندوہ و یاس و حسرت و بیم و ہراس مین — ملتا نہین پتا کہین آرام و خواب کا

کوچہ سے دور اور قریبِ عدو سہی — انداز آتو جائے اونہین اجتناب کا

اگلا سا وہ زمانہ وہ دورِ فلک کہان — نقشہ بدل گیا ہے جہانِ خراب کا

رہتی ہے چھپ ہی کوئی دلبر چلے بغیر — چینِ جبین ہے صاف نمونہ عتاب کا

یاد آگئے ہین مجھکو بہت دل کے آبلے — دیکھا ہے جب زمانہ شکستِ حباب کا

افسردگیِ آتشِ دوزخ کو ہے بہت — اک قطرہ خون شدہ مری چشمِ پُر آب کا

ہے آرزوے بخششِ فرداے حشر کب — کیا خوگرفتہ دل نہین تیرے عذاب کا

گو کچھ نہو امید عجب شے ہے زاہدا — اچھا ہے مشغلہ تجھے فکرِ ثواب کا

ہے گو اگر حرام ہی کرنا تھا اے خدا — جنت مین بھی نہ دینا تھا قطرہ شراب کا

حسرت کو شوق شاہد و بادہ بخیر ہے
نامِ خدا ہے گو ابھی عالم شباب کا

جلوہ فرما سرِ بالین جو وہ دلبر ہوگا — چین مرقد مین اُنھی سے مجھے کیونکر ہوگا

اونکو آسان نہین خون مسلمان کرنا — قتل کرنے کو مرے کوئی تو خنجر ہوگا

عرصۂ حشر مین اک اور قیامت ہوگی — گریہ مین شور فزاے دلِ مضطر ہوگا

خونبہا قاتلِ بے رحم نہ دیگا مجھکو — شاہدِ قتل ہی گوشے مین خنجر ہوگا

قدرداں چاک گریبان کا نہوگا کوئی — ای جنون آج یہ سہرا تو ترے سر ہوگا

بے سبب بہرِ عیادت نہیں آنا اون کا — مین نہ مانونگا کوئی راز مقرر ہوگا

واہ برجستہ غزل خوب کہی

کون حسرت سا زمانے مین سخنور ہوگا

چھپتا نہیں ہے خلد مین کچھ حسن حور کا — جلوہ مری نگاہ مین ہے تیرے نور کا

گر سایۂ خیال پڑے اوسکے نور کا — یہ داغ دل چراغ بنے کوہِ طور کا

افسوس وقفِ حسرت و اندوہ ہو گیا — جو دل مقامِ خاص تھا اوسکے ظہور کا

کیا سوچتا ہے ای دلِ اندیشہ ناک تو — قاصد کو دیر ہوتی ہے جانا ہے دور کا

اچھا نہیں ہے اس کا ستانا خدا سے ڈر — دل ہے مقامِ خاص کسی کے ظہور کا

زاہد یہ ابر و باد مین انکارِ مے کشی — گل ہو گیا چراغ تمہارے شعور کا

جی مین ہے ایک روز تو ہم جاکے دیکھ آئین — شہرہ تمام عمر سے سنتے ہین طور کا

جھٹ پٹ لیا ہے بوسۂ رخسار وصل مین — ممنون آج مین ہون دلِ ناصبور کا

زاہد نے سنی ہے خبر میکدہ مین آج — اجلاس دہوم دہام سے ہوگا حضور کا

حسرت کو دل سے آپنے بالکل بھلا دیا

وہ بھی کبھی شریک تھا بزم سرور کا

دیکھ آخر یہ نتیجہ ہوا جلادی کا — حشر مین شور ہے ظالم تری فریادی کا

بیکسی بھی تو ہے خائف مرے ویرانہ سے — سیکڑون کوس نشان تک نہیں آبادی کا

نیم بسمل مجھے مقتل مین نہ چھوڑ اے قاتل
کیا طریقہ نہین آتا تجھے جلادی کا

خوش نوائی سے مری شاد ہے صیاد بہت
قید مین لطف ملا ہے مجھے آزادی کا

صورتِ شمع مجھے اشک بہانے سے غرض
ایک ہے خانۂ ماتم ہو کہ گھر شادی کا

چرخ کی مجھکو شکایت نہ عدو کا شکوہ
کہ مرا دوست ہے باعث مری بربادی کا

کام پردے ہی مین وہ تیغِ نگہ کرتی ہے
اک بہانہ ہے انہین خنجرِ فولادی کا

کر دیا عشق نے پابند تعلق کیسا
یاد آتا ہے زمانہ مجھے آزادی کا

چشم بد دور عجب رنگ جمایا حسرت
واہ قائل ہے زمانہ تری اُستادی کا

گرچہ وہ آج لیے خنجرِ بُرّان نکلا
ہائی افسوس کہ گر دل کا نہ ارمان نکلا

جوشِ وحشت مری رسوائی کا خواہان نکلا
ہات دامن پہ جو رکھا تو گریبان نکلا

آج کس طرح کی کیا جانیے ہوا چلتی ہے
غیر بھی کوچۂ جانان سے پریشان نکلا

سر مرا تن سے جدا اوس نے کیا خوب ہوا
خوب ہی قاتل و مقتول کا ارمان نکلا

اثرِ جذبِ محبت نے خلش ہی رکھی
تیر نکلا مرے پہلو سے نہ پیکان نکلا

رنگ چہرہ سے گیا ہاتھ سے دل سر سے حواس
تو جو بیٹھا تو نہ دل سے غمِ ہجران نکلا

چاک اے دستِ جنون تو نے کیا تھا اچھا
اور بھی دامن مین مرا تارِ گریبان نکلا

اس سے ہی دعوتِ مژگان کا ارادہ کرنا
خون تجھ مین بھی ذرا سا نہ رگِ جان نکلا

ہمکو سمجھے تھے کہ اس مین بھی ملیگا کچھ لطف
عشق کم بخت مگر جان کا خواہان نکلا

ہوگیا پار مرے دل سے ترا تیر نگہہ
حیف صد حیف کہ اس گھر سے یہ مہمان نکلا

حسرتین اس مین قیامت کی بھری بیٹھی ہین
میرا سینہ بھی کوئی حشر کا میدان نکلا

جا کے بتخانہ مین پڑہتا ہی نمازین حسرت
کیسر سمجھے تھے جسے تو تو مسلمان نکلا

دوست دشمن کا آشنا نہ ہوا
مدعی کا بھی مدعا نہ ہوا

حسرتین بیکلے میرے پاس ہا
چارہ گر میرا مدعا نہ ہوا

لاغری مانع جفا ٹھہری
قابل چشم فتنہ زا نہ ہوا

فیض ہوگا تو ہوگا دشمن کو
تجھ سے میرا تو کچھ بھلا نہ ہوا

تجکو چاہت کی داد ملجاتی
تو کسی پر بھی مبتلا نہ ہوا

ای غم یار آفرین تجکو
دل سے میرے کبھی جدا نہ ہوا

آج واعظ کو مے پلا دیتا
مے کا شیشہ کوئی بھرا نہ ہوا

اونکی رفتار سے تو کچھ ہوگا
حشر نالوں سے گر بپا نہ ہوا

غیر میری طرح سے روتا ہی
وہ کسی کا بھی آشنا نہ ہوا

تو ہی ای موت اب کہین آجا
آج وہ خنجر آزما نہ ہوا

دل نے رکھا عزیز پیکان کو
دل سے پیکان کبھی جدا نہ ہوا

وہ ادائین تو دیکھ لین حسرت
صبر دل کو ہوا ہوا نہ ہوا

دل نہوتا نہ دل میں غم ہوتا
اپنا مسکن اگر عدم ہوتا

غیر پر بھی اگر ستم ہوتا
شکوہ ہوتا نہ مجکو غم ہوتا

لطف ہر چیز کا ہے وقت کے ساتھ
کیا ستم بھی نہیں کرم ہوتا

دل میں رہتی نہ آرزو دل کی
چھپیہ ہو لیے ہی سے کرم ہوتا

بدعادی نہ تمنے دشمن کو
کر کوئی سنکے چشم نم ہوتا

مجکو مارا ہے آرزو نے تری
تو جو ملتا تو کیا ستم ہوتا

میرا قصہ عجیب قصہ ہے
سنکے دشمن بھی چشم نم ہوتا

کوئی رہتا ہے اپنے سینہ میں
دل نہوتا تو دل کا غم ہوتا

موم بنتا وہ سنگدل حسرت
اپنا احوال گر رقم ہوتا

دل میں نہیں رہا غم پنہان نہیں رہا
برباد گھر ہوا کوئی مہمان نہیں رہا

کیوں آج ہجر میں نہیں آتی ہے موت بھی
کیا کوئی میری جان کا خواہان نہیں رہا

میں آج مرتے مرتے بلاؤں سے بچ گیا
دل کو خیال کاکل پیچان نہیں رہا

افسوس وقف حسرت و اندوہ ہو گیا
دل قابل تصور جانان نہیں رہا

افسوس ہے کہ موت مجھے جلد آگئی
اک دن بھی تو تو او غم ہجران نہیں رہا

دل میں ہمارے اب محبت نہیں رہی
کوئی نہیں سلامیں ارمان نہیں رہا

ایسے نصیب کب ہیں جو وہ محبت کیجئے
اب دل میں اور تو کوئی ارمان نہیں رہا

دستِ جنون اوڑائیگا اب دھجیاں مری
دامن نہین رہا ہی گریبان نہین رہا

حسرت کسے ہے تابِ ستم ہای روزگار
اوسکی جفا کا جب سے مجھے ارمان نہین رہا

اسکے باعث سے ہوا کونسا جوہر پیدا
نہ کیا ہوتا الٰہی دلِ مضطر پیدا

شوق سے کیجیے جفا طالبِ بیداد ہے دل
کرلیا ہمنے بھی اب جور کا خوگر پیدا

ہوگیا کوچۂ دلدار مین عشقاق بھی
پھر نامہ جو کیا کوئی کبوتر پیدا

پسِ مُردن بھی ترے قد کا تصور گیا
خاک سے میری ہوئے سرو و صنوبر پیدا

بانکپن سے کبھی تیور ہی چڑہائے ہوتے
قتل کرنے کو نہ تھا گر کوئی خنجر پیدا

کھیل ہے کوئی کہ ہو خونِ مسلمان جائز
قتل کرنے کو مرے کیجیے محضر پیدا

مین بھی دیکھون کہ کھلے اپنی حقیقت مجھپر
ہو اگر کاتبِ تقدیر کا دفتر پیدا

سچ تو یہ ہے کہ ہوسکے دہر دونو معدوم
دل ہی پیدا ہی زمانے مین نہ دلبر پیدا

یون تو ہر شخص کو ہوتا ہی سخن کا دعوی
مجھسا حسرت نہین دنیا مین سخنور پیدا

جو ترے ہاتھ سے تلف ہوگا
فخرِ عشاقِ ماسلف ہوگا

روزِ محشر نہ ہوگا وہ تنہا
لشکرِ فتنہ صف بہ صف ہوگا

آرزو میرے دل کی نکلیگی
گر تری تیر کا ہدف ہوگا

حشر مین ہونگے میری دشمن بھی
تو خدا جانے کسطرف ہوگا

جب چلے گی کسی کی تیغ ادا ‌ ‌ ‌ اک زمانہ ہی سر بکف ہوگا

مژدہ ای میکشو کہ جنت مین ‌ ‌ ‌ شور قلقل کا ہر طرف ہوگا

تیرے ملنے سے مجکو کیا حاصل ‌ ‌ ‌ جسکو ہوگا اوسے شرف ہوگا

غیر کو دے نہ پی پہ پی ساقی ‌ ‌ ‌ اک مسلمانکا حق تلف ہوگا

حشر مین خوف کیا تجہے حسرت
تیرا حامی شہ نجف ہوگا

اشارہ اک قیامت ہی کسی کی چشم جادو کا ‌ ‌ ‌ نظر آئیگا عالم عالم امکان مین بہی ہو کا

کوئی روکے نہین رکتا کوئی تہامی نہین تہمتا ‌ ‌ ‌ جگر ہی اپنے قابو کا نہ دل ہی اپنے قابو کا

خیال صدمۂ چشم تغافل کسکو باقی ہی ‌ ‌ ‌ کہ خنجر جاگزین دل مین ہوا ہی اوسکے ابرو کا

چہبے جاتے ہین پہر دل مین مگر کچہ آج خنجر سی ‌ ‌ ‌ مری آنکہون مین نقشہ پہر رہا ہی اوسکے ابرو کا

تماشا جذبۂ دل یہ دکہادی آج دشمن کو ‌ ‌ ‌ کہ تکیہ ہو ہمارے سر کے نیچے اوسکے زانو کا

لکہی ہی کیون مقدر مین شب ہجر انکی تاریکی ‌ ‌ ‌ مری قسمت پہ سایہ پڑ گیا کیا اوسکے گیسو کا

یہی کمبخت مجکو رات دن بےچین رکہتا ہی ‌ ‌ ‌ کہ دل ہی ہو گیا ہی درد اب تو میرے پہلو کا

کہا ربط عدو تو یہ بڑہا ہی شوق خود بینی ‌ ‌ ‌ کہ آئینہ مصاحب بن گیا اب اونکے پہلو کا

مجہے دیکہا کبہی اوسنے اوسے دیکہا کبہی ہنسکر ‌ ‌ ‌ اثر دل مین نہوگا کیا نگا ہونکی لگاوٹ کا

رخ زاہد پہر جائے وہین محراب کعبے سے ‌ ‌ ‌ اشارہ ہو اودہر بہی گر تمہاری چشم و ابرو کا

ابہی اچہے دن گذرتے ہین نکالے [illegible]

ارادہ کرلیا پھر تمنے حسرت وصل بدخو کا

تیغ قاتل کا اگر جسم نمایاں ہوگا
ملک الموت مری نعش پہ قربان ہوگا

اور ایسا کوئی کیا موت کا خواہاں ہوگا
کہ مجھے مار بھی ڈالوگے تو احسان ہوگا

ایسے مجمع مین بھلا بات کی پرسش کیسی
حشر مین ایک زمانہ ترا خواہان ہوگا

رایگان جائیگا کیا جذبۂ الفت میرا
کہ مری قتل سے وہ آپ پشیمان ہوگا

لطف دیجائیگا کچھہ شور تبسم تجھکو
وہ ستمگار دم قتل جو خندان ہوگا

ہمنے کی تھی تجھے محبوب سمجھکر الفت
یہ نہ سمجھے تھے کہ تو جان کا خواہان ہوگا

چھوڑ جائین نہ کہین چاہنے والے تیرے
رحم کر رحم نہین دیکھہ پشیمان ہوگا

یہ نہ معلوم تھا غم بیٹھہ رہیگا دل مین
مین یہ سمجھا تھا کوئی روز کا مہمان ہوگا

خوب حسرت کا مزا تونے اوٹھایا حسرت
اب بھی کمبخت تجھے چاہ کا ارمان ہوگا

میرے مرنے کا زمانے مین بہت غم ہوگا
گھر مین دشمن کے بھی برسون مرا ماتم ہوگا

زخم دیکھا مرے دل کا تو یہ عالم ہوگا
میرے بدلے دل جراح کا ماتم ہوگا

خوف دوزخ کسی باقی ہے جناب واعظ
کیا نہ محشر مین مرا دیدۂ پرنم ہوگا

خوگر جور کس طرح بنائین دل کو
ظلم معلوم بھی ہوگا تو بہت کم ہوگا

کون کرتا ہے نصیحت کی برائی لیکن
تجکو سودا مری گفتار سے ہمدم ہوگا

عیش و آرام سے ہم خواب عدم مین ہونگے
شور و فریاد نہ اندوہ نہ ماتم ہوگا

دیکھہ برباد نہ کر مفت جوانی حسرت
پھر نہ اس طرح کا تجھ پہ کبھی عالم ہوگا

جب رہِ شوق میں وہ آکے مقابل ہوگا
مجھسے تو خضر بھی پیچھے کئی منزل ہوگا

کوئی ارمان جو نکلنے کے نہ قابل ہوگا
وہی کمبخت تو دل میں مرے داخل ہوگا

روزِ محشر جو نہ پایان ترا بسمل ہوگا
یہ یہین ہوگی کہ لاکھون ہی کا قاتل ہوگا

آئنہ دیکھے سے کچھ اور نہ حاصل ہوگا
یہی ہوگا نہ ترے بس میں ترا دل ہوگا

شکوۂ غیر سے کچھ اور نہ حاصل ہوگا
یہ گلہ حق میں مرے زہرِ ہلاہل ہوگا

فتنۂ حشر کی بے واسطہ شہرت کیسی
واقعی وہ تری رفتار کا مائل ہوگا

پارسائی تری کھل جائیگی زاہد پھر
وہ پری رو جو کبھی تیرے مقابل ہوگا

زندگی کے اسی امید میں دن کٹتے ہیں
میرا دل بھی کبھی ارمان کے قابل ہوگا

باتون باتون ہی میں ٹالو نہ تمنا دل کی
بددعا نکلے گی محروم جو سائل ہوگا

بے حواسی میں بھلا ہجر کی تدبیر ہو کیا
ہجر کی رات میں مرنا مجھے مشکل ہوگا

چیز اچھی ہو تو ہوتے ہیں خریدار بہت
تم سے مل جائینگے لاکھون جو ترا دل ہوگا

ابھی کمسن ہو نہیں تاب محبت تجکو
وہ بھی دن آئینگے تو بھی کسی قابل ہوگا

وصل ہی یا نہیں قسمت کا نوشتہ پڑھ لون
انہین تحریر مرا حال مفصل ہوگا

کرتے ہیں ماہِ شبِ چاردہم کی تعریف
حال کھل جائیگا جب تجھ سے مقابل ہوگا

سن تھا عدا کے جو آیا وہ ستمگر حسرت

تو دمِ نزع بھی مرنا مجھے مشکل ہوگا

اوس ستمگار نے مقتل مین جو بسمل چھوڑا
سینے تا مرگ نہ پھر دامنِ قاتل چھوڑا

لاکھہ تدبیر سے گو جان بچائی مینے
اوس ستمگار نے پر تجھکو نہ اے دل چھوڑا

آشنائی اسے کہتے ہین محبت یہ ہے
دل نے پیکان نہ پیکان نے مرا دل چھوڑا

اور کیا حال کہون رہروِ شوق کا مین
حضرتِ خضر کو پیچھے کئی منزل چھوڑا

بعد مدت کے ملی آرزو اور مجھہ سے کہا
چین مجکو نہ ملا جب سے ترا دل چھوڑا

کوئی اچھا سا نہ دیکھا جو تجھے اس مین
ہوکے مایوس دعا نے لبِ سائل چھوڑا

ایک ہی ہاتھہ مین عاشق کا کیا کام تمام
سانس بھی مجھہ مین نہ باقی مرے قاتل چھوڑا

منع کرتے رہے احباب سبھی پر حسرت
حیف صد حیف نہ تو نے درِ قاتل چھوڑا

سہل مین دل کے لگانیکو مرے جان سمجھا
ہای جو کام تہا دشوار وہ آسان سمجھا

بیخودی کا ہو برا ہاے کیا کیا مینے
دامنِ یار کو بھی اپنا گریبان سمجھا

لاغری سے یہ تماشا ہیں مردن دیکھا
گوشۂ قبر کو مین حشر کا میدان سمجھا

نہین جاتی جو مرے کلبۂ احزان سے کبھو
کیا یہی تو نے ٹھکانا شبِ ہجران سمجھا

پای افگار کو لذت ہوئی حاصل کیا کیا
سر ہر خار کو مین تیر کا پیکان سمجھا

مسکراتے ہوے قاتل کو جو دیکھا وقتِ قتل
زخمِ دل شورِ تبسم کو نمکدان سمجھا

زاہد و مست سے بھی یکسان ہے تنفر اوسکو
وہ پریزاد نہ انسان کو انسان سمجھا

جزو سے مجکو ہوا کل کا تصور پیدا
قطرۂ اشک کو مین موجۂ طوفان سمجہا

لاکھہ تدبیر کرو چہوڑ کے جاتا ہی نہین
قدر کچہہ دل کی ہماری غم ہجران سمجہا

اس سمجھہ پر مجھے دعوی ہی فلاطونی کا
بحر کو بحر بیابان کو بیابان سمجہا

مفت برباد ہوئی جنس گرامی افسوس
عمر کی قدر نہ کچہہ حسرت ناداں سمجہا

شکر غیرون سے احتراز ہوا
دوست دشمن مین امتیاز ہوا

قدر کرتی ہی تیرے کشتہ کی
موت کو بھی یہ امتیاز ہوا

زک اوٹھائی جو قیس و وامق نے
کیا ہی وحشی کو تیری ناز ہوا

دل مین میری ہوئی ہی غم کی جگہہ
عیش و عشرت سے بے نیاز ہوا

حشر تک ہم جیے شب ہجران
رشتۂ عمر کیا دراز ہوا

جان میری نہ کیون نکلجاتی
آپکا یہ بھی کوئی راز ہوا

اب تو مدت ہوئی کہ حسرت کو
مے کے پینے سے احتراز ہوا

مہربان جب وہ بدخصال ہوا
مجکو شکوہ سے انفعال ہوا

اب جنازہ پہ آئے ہو صاحب
خوب ہی اُنہین خیال ہوا

دل کو حاصل یہ سرفرازی ہی
تیری ٹہوکر سے پایمال ہوا

تیری کوچہ مین وہ جو وحشی تہا
آج اوسکا بھی انتقال ہوا

اس بہانہ سے موت آئی تھی — نہ ہوا وصل تو وصال ہوا
یہ تو فرماؤ کس کے باعث سے — شہرۂ حسن بے مثال ہوا
دل سے ارمان مٹ نہیں سکتا — یہ بھی کیا آپ کا ملال ہوا
اونکے کہتا ہون مرگ دشمن کا — رنج دل کو مرے کمال ہوا

کسکا سودا ہوا ہے حسرت کو
دو ہی دن مین جو غیر حال ہوا

وصل سے اونکو اجتناب ہوا — دل یہان وقف اضطراب ہوا
کچھ مری آہ مین اثر آیا — اونکو پیدا جو اضطراب ہوا
اوس ستمگر نے چاک کر ڈالا — خط مرا خوب لاجواب ہوا
کبھی رہتی نہین صحبتین کیسی — وہ زمانہ خیال و خواب ہوا
چشم میگون یہ کسکی یاد آئی — آج مین مست بے شراب ہوا
کیا غضب ہے کہ سوئے دشمن بھی — دل مرا اونکے ہمرکاب ہوا
اب تو شوخی مین مل چلی تمکین — اونکو نام خدا شباب ہوا
مے کی حرمت کو کس طرح مانون — یہ بھی زاہد وضو کا آب ہوا
گرمجوشی وہان عدو سے ہوئی — یان کلیجہ مرا کباب ہوا
ٹال دی بات گالیان دیکر — عرض مطلب کا یہ جواب ہوا
رشک نے کام یان تمام کیا — وصل سے غیر کامیاب ہوا

جب کیا عرضِ مدعا اون سے
چپ رہو بس یہی جواب ہوا

نہیں سنتے تو حرفِ مطلب کیوں
کیا گلستانکا یہی باب ہوا

حشر میں دیکھیے گا حسرت کو
وہ ہزاروں میں انتخاب ہوا

شام سے وہ بتِ مے نوش ہم آغوش رہا
صبح تک فرطِ خوشی سے نہ مجھے ہوش رہا

دل مرا یاں غم و افسوس کا ہمدوش رہا
غیر کے ساتھ وہاں وعدہ فراموش رہا

وصل کی شب وہ پریزاد جو روپوش رہا
بیخودی یہ ہوئی مجکو کہ نہ کچھ ہوش رہا

ہوش آئے تو کرے خون کا دعوی کوئی
کشتۂ تیغِ ادا حشر میں بیہوش رہا

کردیا عشق کے آزار نے کیا کمزور
نہ وہ صورت رہی اپنی نہ تن و توش رہا

حیف صد حیف کہ فریاد بھی میری نہ سنی
وقت دشمن کی تو باتوں میں ترا گوش رہا

بات کرنی سے مجھے مشکل ہے شکایت کسکی
حشر میں گرچہ میرا لب خاموش رہا

صبح تک ہجر میں ہم رات کو بیتاب رہے
غیر کی بزم میں وہ وعدہ فراموش رہا

ساتھ سویا بھی ستمگار تو کروٹ لیکر
وصل کی رات بھی خالی مرا آغوش رہا

ہجر میں گرچہ قیامت کا زمانہ گذرا
شکر ہے تیرے احسان سے سبکدوش رہا

تو نے محفل میں ہزاروں کو پلائی ساقی
ایک محروم رہا تو یہ بلا نوش رہا

خاک ہو وصل کی ایسے سے توقع مجکو
جو ستمگر مری تصویر سے روپوش رہا

ہائے کیا طالب بیداد جفا کو ترسے
خانۂ غیر میں وہ کل سے ستم کوش رہا

کچھ حشر میں کی میرے گنہ کی پرسش
تیرا احسان نہ کچھ ربِ خطا پوش رہا

لذتِ وصل ہی وصل کی شب بھی مجھے
رات بھر جلوۂ دیدار سے بیہوش رہا

کردیا گردشِ ایام نے مردہ حسرت
نہ وہ دل اور نہ وہ دل میں مرے جوش رہا

یوں رات مصیبت کی یہ ٹل جائے تو اچھا
فرقت میں یہ دم آج نکل جائے تو اچھا

منظور اوسے رشک سے ہے دل کا جلانا
پہلے ہی جلانے سے یہ جل جائے تو اچھا

اس کاہشِ پنہاں سے تو خوں ہو کے مرا دل
ہمراہ جو اشکوں کے نکل جائے تو اچھا

تکلیف مری دیکھ کے کہتے ہیں یہ دشمن
دم اس کا کہیں آج نکل جائے تو اچھا

رہنے نہیں دیتی ہے کہیں خانہ خرابی
وہ بھی مجھے کہتی ہے نکل جائے تو اچھا

حسرت ہے کہ وہ ذبح کرے ہاتھ سے اپنے
یہ بھی مرا ارمان نکل جائے تو اچھا

دشمن سے بھی بیزار ہوا کاش وہ ظالم
حسرت کی طرح وہ بھی نکل جائے تو اچھا

کب انجمنِ ناز میں جلسہ نہیں ہوتا
ہوتے ہیں سبھی پری بندا نہیں ہوتا

بچتے نہیں دنیا میں کبھی ظلم سے عاشق
پر مجھ پہ جو گذرا کہیں ایسا نہیں ہوتا

کس روز مری جان یہ آفت نہیں آتی
کس روز تری کوچے میں جانا نہیں ہوتا

ظالم نے کیا قتل جو پیغام رساں کو
دستور کسی ملک میں ایسا نہیں ہوتا

ملتی نہیں افسوس مجھے داد ستم کی
کیا حشر تری کوچے میں برپا نہیں ہوتا

باقی رہا حیف کوئی طالب بیداد
اب او نہ جفا اونکا تقاضا نہیں ہوتا

دل لیتے ہو اور بوسہ سے انکار ہے تمکو
اس جنس کا اس طور سے سودا نہیں ہوتا

فرصت نہیں ہوتی جو مرون زہر ہی کھا کر
مرنا بھی اگر چاہون تو مرنا نہیں ہوتا

موجود نہو جب تو بہت ہوتے ہین خواہان
دل ہو تو کوئی مانگنے والا نہیں ہوتا

صد حیف کہ اس کا کبھی تقوی نہین جاتا
حسرت ہی کو اوس زلف کا سودا نہین ہوتا

فاتحہ پڑھنے کو آیا بت پر فن اپنا
عشق نے جذب دکھایا پس مردن اپنا

مرتبہ ایسا بڑہا ہے پس مردن اپنا
ہے فرشتو نمین بپا عرش پہ شیون اپنا

کسطرح چاک ہمارا نہ گریبان ہوتا
اوس نے رکھا تھا رخ غیر پہ دامن اپنا

اونکو ملتی ہی نہین بزم عدو سے فرصت
کام آتا ہی نہین نالہ و شیون اپنا

کر دیا تنگ زمانہ نے یہانتک ہمکو
دوست تو دوست ہے ملتا نہین دشمن اپنا

صاف کر کے مرا دیوان جناب افسوس
نام دنیا مین کیا آپنے روشن اپنا

یاد آتا نہین نسیان کا برا ہو مجھکو
پوچھتے ہین وہ بتاؤ مجھے مسکن اپنا

کام کس روز مرے آئیگا اے دست ہوس
لے وہ جاتے ہین بچائے ہوئے دامن اپنا

کیسے دو ہر ملت ہے دھوم بڑی حسرت کی
شیخ اپنا اوسے کہتا ہے برہمن اپنا

کیون فتنہ خیز اب نہین قامت کو کیا ہوا
دیکھین تو آپ آئنہ صورت کو کیا ہوا

وہ تیز یان کہان گئین جودت کو کیا ہوا
کیا جانئے ہای میری طبیعت کو کیا ہوا

اوٹھتے نہین وہ بزم عدو سے فغان فغان
آتی نہین ہے ہای قیامت کو کیا ہوا

مہمانیِ رقیب مین کیا صرف کر چکے
آنکھون مین اب نہین ہے مروت کو کیا ہوا

آتے ہین وہ بھی دن کہ کھو گئے تم اس طرح
ملتی نہین جہان مین محبت کو کیا ہوا

کیا آسمان مین اس کا ٹھکانا نہین ہا
اس دل مین کیون رہی ہے کدورت کو کیا ہوا

روز جزا بھی تا بزبان آ کے رہ گئی
دل مین بھری ہوئی ہے شکایت کو کیا ہوا

اندازِ لطف غیر سے ہین کیون خلاف وضع
او بے وفا بتا تری عادت کو کیا ہوا

ملنا ہے اب نہین تمہین منظور یہ سہر کہو
فرصت بھی ہو ہی جاتی ہے فرصت کو کیا ہوا

کس فتنہ جو کی یاد مین مرگ آ گئی
لرزان مثالِ بید ہے تربت کو کیا ہوا

ای ساکنانِ کوچۂ دلدار کیا کہون
آشفتہ حال وادیِ الفت کو کیا ہوا

مجھ سخت جان پہ تیغ ہو اس طور سے روان
ای دست یار تیری نزاکت کو کیا ہوا

خنجر بکف وہ آج ہین ملتا نہین کوئی
ان طالبانِ مرگِ شہادت کو کیا ہوا

کیون دل سے دور ہو گئے بیوجہ بے سبب
تاب و توان و راحت و طاقت کو کیا ہوا

پوچھے جو مجھ سے کوئی تو اوسکا جواب دون
کہتا ہے ایک ایک سے حسرت کو کیا ہوا

فاتحہ کو مرے کیون وہ ستم ایجاد آیا
ظلم باقی کوئی چھوڑا تھا جو اب یاد آیا

کل جنازہ جو مرا اوسکی گلی سے نکلا
گھر سے روتا ہوا باہر ستم ایجاد آیا

اوسکو ہمنے نہ اکیلا کبھی دم بھر پایا
کوئی بھی گر نہ ہوا ساتھہ تو ہمزاد آیا

کیون مری قبر پہ مجمع ہی الٰہی کیا ہی
فاتحہ پڑہنے کو کیا وہ ستم ایجاد آیا

کیا وہ کمبخت مرے عشق کو سودا سمجھا
فصد لینے کے لئے آج جو فصاد آیا

پھر تقاضا طلب دل کا کیا ہی کس نے
آج اپنا دل گم گشتہ مجھے یاد آیا

سوی صحرا کبھی وحشت مین جو پہنچا حسرت
قیس چلا اُٹھے یہ بولا مرا اوستاد آیا

رات جو یار بے نقاب آیا
شرم سے ماہ کو حجاب آیا

پای نازک پہ آبلے ہی پڑے
زیر پا اونکے گر حباب آیا

دیدۂ دل کی آرزو نکلی
وہ مرے گھر مین بے نقاب آیا

شرم کس کی حجاب اب کیسا
بزم مین شیشۂ شراب آیا

منہ چھپاتا ہی وہ دونون ہاتھون سے
وصل مین بھی اوسے حجاب آیا

حیف ہی دوست ہوگئی دشمن
کیا زمانے مین انقلاب آیا

جذبۂ دل کی ہوگئی تاثیر
کہ وہ دوڑا ہوا شتاب آیا

ذہن واعظ کا کھل گیا کیسا
آج پیکر مین شراب آیا

نیند ای غافلو کہان تک اب
دن چڑھا سر پہ آفتاب آیا

غیر کے گھر مین وہ رہا جاکر
برج عقرب مین ماہتاب آیا

صورت وصل کیا ہے حسرت

غیر بھی اوسکے ہمرکاب آیا

یہ میرے دلپہ داغ ہی چرخ کبود کا
سامان ہی روے یار پہ خط کے نمود کا

آتا ہی اوسکو اسکے جلانے مین کیون مزا
سینہ مین میرے دل ہی کہ ٹکڑا ہی عود کا

ملتا نہین ہی جلنے سے اوسکو کبھی فراغ
ہی شمع بزم یا کہ یہ دل ہے حسود کا

کرتے ہین خوب اپنے شہیدونکی آپ قدر
کچھ ذکر فاتحہ کا نہ چرچا درود کا

لو خود بخود ہوا او نہین دشمن سی اجتناب
احسان ہی میرے حال پہ رب ودود کا

اک بوسہ کے عوض مرے دو آپ لیجئے
اک اصل کا وصول ہو تو ایک سود کا

آیا ہی بے ثباتی دنیا مین ایک رنگ
دیکھا ہی مسئلہ جو تری ہست و بود کا

افسوس تیرے عشق نے اوسکو مٹا دیا
حسرت بھی ایک شخص تھا سو مین نمود کا

زندگی تلخ ہوئی عشق بتان مین کیا کیا
آفتین ہمنے سہین آکے جہان مین کیا کیا

زخم دلپر جو کیا خندۂ پنہان تم نے
لذتین آئین مجھے دردِ نہان مین کیا کیا

مفت دل لیکے بھی ہوتی نہین پوری تسکین
بحث رہتی ہی اوسے سود و زیان مین کیا کیا

کوئی ملتا نہین اس حال کا سننے والا
دلمین کیا کیا ہی بھرا اور زبان مین کیا کیا

یہ غنیمت ہی کہ ہو فتنۂ محشر ہی بپا
ہی خدا جانے بھرا آہ و فغان مین کیا کیا

دو ہی باتین تو نہین جو مین سناؤن تمکو
اور پہلو بھی ہین اس گفتار پہ کیا کیا

گالیان دیکے جو منہ پھیر لیا کرتا ہے
لطف آتا ہی

دل کی ہستی بھی ہوئی تیری کمر کے مانند
بے نشانی کا اثر بھی ہے نشان میں آ گیا

کچھ اسی پر نہیں موقوف کہ مردے ہی جئیں
اور اعجاز بھی ہیں تیری زبان میں کیا کیا

دل کو جب سے کسی کافر نے لیا ہے حسرتؔ
فرق آیا ہے مری تاب و تواں میں کیا کیا

پاؤں میں گر باندھ لے ٹکڑا دل پامال کا
شور ہو محشر میں کیا کیا پھر تو تیری چال کا

آ گیا دل میں تصور جب سے تیری چال کا
نقش کندہ ہو گیا دل پر مرے زلزال کا

بڑھ گیا شوق اسیری اس کی ہی آواز سے
طوق گردن ہو گیا حلقہ تری خلخال کا

دوست دشمن بن گئے ہیں انقلاب چرخ سے
پوچھنے والا نہیں اب کوئی میرے حال کا

غیض پاؤ گے تو سمجھے کچھ نہ کچھ کہتا تھا وہ
زائچہ دیکھا نجومی نے جواب کے سال کا

عشق کرنا مہ جبینوں سے کہیں آسان ہے کیا
بھاؤ تو پوچھ آئے پہلے کوئی آٹے دال کا

خوب واقف ہیں نہیں ہے حرف نیکی نام کو
دیکھ دفتر ہمارے کاتب اعمال کا

عشق پیدا ہو جو ایسے راہزن سے کیا بنے
پہلے گاہک جان کا ہو پیچھے گاہک مال کا

سنگ اسود آپ بوسے لے وہ جذب حسن ہے
آئنہ کعبہ میں رکھ دیں گر تری تمثال کا

خط تڑپتا جائیگا بے قاصد و بے نامہ بر
گر لکھا حسرت نے پرچہ کوئی دل کے حال کا

غیرے

...کو چلتے دیکھا
دم مسیحا کا مری جان نکلتے دیکھا

...ی الفت...
دوستو کو نہیں آنکھوں بستے دیکھا

بیکلی دل کی تو سیماب نہ بجلی سے مری
کوئی بیمار محبت نہ سنبھلتے دیکھا

سحر بر چشم ہے گر اوس بت کافر سے سنے
کوئی جادو تری آنکھ پہ چلتے دیکھا

لوگ سیماب سمجھتے تھے مگر ابتو کبھی
دل بیمار کو کروٹ نہ بدلتے دیکھا

دیکھ لی طاعت دوشینہ جناب زاہد
آج میخانہ سے حضرت کو نکلتے دیکھا

وہ ہیں نقش وفا صورت عنقا سمجھو
عاشقوں کو کف افسوس ہی ملتے دیکھا

دل لگا کر نہ ملا بار محبت ہم کو
شجر وہ ہے کہ جسکو نہیں پہلتے دیکھا

آگئی پھر کسی کافر پہ طبیعت حسرت
پھر کسی کوچہ سے حضرت کو نکلتے دیکھا

کیوں ہے قتل سے انکار یہ کیا
سامنے رکھی ہے تلوار یہ کیا

دل میں آنا تو نظر سے چھپکر
آپکی طرز ہے دلدار یہ کیا

ہوگیا آنکھ سے تیری ملکر
دل ہمارا بھی بیمار یہ کیا

آہی جاتی ہے طبیعت تجھ پر
ہوگیا ہے مجھے آزار یہ کیا

دیکھ تو دل کو ذرا تیر فگن
جا گزیں ہے ترا سوفار یہ کیا

مجکو ہے خواہش دیدار یہ کیون
وہ مری شکل سے بیزار یہ کیا

آئے تھے پھر عیادت کو تو
لیچلے ہو دل بیمار یہ کیا

بے مزہ تو وہیں زخم نہیں
منہ لگاتا نہیں سوفار یہ کیا

کیا کسی کی ہے تمنا حسرت

ہو گئے جان سے بیزار یہ کیا

چرخ اپنا ہی نہ ہی دوست ستمگر اپنا
دیکھین کس طرح سی ٹھہری دل مضطر اپنا

روز محشر تری بیداد سے ہونگے لاکھون
اپنے ہاتھون مین لئے خون کا محضر اپنا

کعبہ و دیر ہوی شیخ و برہمن کے سپرد
ہم بھی دیکھہ آئین ٹھکانا کہین چلکر اپنا

دیکھنا رہروی شوق کہ ہر گام پہ آج
پوچھنے راہ لگا ہمسے ہی رہبر اپنا

آسمان گرتا ہی یا کوہ و زمین ملتے ہین
کیا کرے دیکھیے یارب دل مضطر اپنا

بے بلائے مری وہ آپ چلے آئین یہان
آج ایسا کوئی نالہ ہو موثر اپنا

امتحان کل ہی مری سختی جانکا قاتل
سان پر آج لگا لیجیو خنجر اپنا

آرزو شوق شہادت کی نکلجائی کہین
چاٹ لے خون تری تیغ ستمگر اپنا

جا چکے سوی عدم اپنے پرائے لاکھون
کسکے ہمراہ ہو کل دیکھیے محشر اپنا

تمتو ہر بات پہ کہتے ہو کہ کیا بکتا ہے
حال پھر کس سے کہے حسرت مضطر اپنا

الٰہی خاک بسے جسم ناتوان اپنا
زمین نہ دوست ہی اپنی نہ آسمان اپنا

نہ اونکو غیر سے نفرت نہ ہمکو ان سے حجاب
غلط گمان ہی اون کا غلط گمان اپنا

یہ انقلاب خدا تجھسے ای فلک سمجھے
عدو کا دوست ہوا تھا جو مہربان اپنا

حریم کعبۂ مقصود مین بہت ڈھونڈا
تمام عمر نہ پایا کبھی نشان اپنا

مری زبان پہ رکھی ہی بات مطلب کی
کہین رقیب نہ ہو جائے رازدان اپنا

برا ہو سادہ دلی کا کہ وصل کی شب بھی | اونہین خیال عدو کا ہین گمان اپنا

رہے ہے نہ قابلِ پرواز بال و پر حسرت
قفس سے چھٹ کے رہا دور آشیان اپنا

لطف کیا پوچھتے ہو تم شبِ تنہائی کا
ناز رہتا ہے مجھے اپنی بھی یکتائی کا

دیدہ و دل نے تو رکھا نہین پردہ باقی
پاس تجکو ہے جو ایا مری رسوائی کا

زلف ہوتی تو سر کٹی ترے چہرہ سے کبھی
چہا گیا بختِ سیہ کیا کسی سودائی کا

ہتھکنڈے اپنے تو بدلے نہین جاتے تمسے
نام بدنام کرو پھر مری رسوائی کا

لیچلے کھینچ کے اب جانبِ زندان مجکو
یہ نتیجہ ہے مری بادیہ پیمائی کا

حور و غلمان و ملائک کو تعجب آیا
خلد مین ذکر جو چھیڑا تری رعنائی کا

طرزِ رفتار تری دیکھ کے او فتنہ خرام
حوصلہ پست ہوا گنبدِ مینائی کا

اب بھی کچھ یاد وہ باتین ہین مری جان تمہین
نام حسرت بھی کبھی تھا کسی شیدائی کا

ہوا آخر بتِ پرفن کسی کا
فلک ہونے لگا دشمن کسی کا

وہ شرمائی ہوئین آنکھین کسیکی
وہ گدرایا ہوا جوبن کسی کا

کسی سے کوئی رہتا ہے گریزان
کسی کے دل مین ہے مسکن کسی کا

نگاہین صاف کہتی ہین کسیکی
کرینگی خون یہ چتون کسی کا

تسلی کی رہے پھر خاک امید
چھٹا جب ہاتھ سے دامن کسی کا

تمنا ہے یہی محشر میں یارب
ہمارا ہاتھ ہو دامن کسی کا

ملی شوخی میں اونکی اندھرائی
اثر کچھ کر چلا شیون کسی کا

ہمارے زخم دل ہنستے ہیں اسپر
کہ منہ چومے گی اب سوزن کسی کا

کسی کی تاک میں رہتا ہے کوئی
کسیکو وقف ہے جوبن کسی کا

ہوئی دست ہوس کی یہ درازی
گریبان بن گیا دامن کسی کا

تسلی ہو چلی کچھ دل کو حسرت
مزا دینے لگا جوبن کسی کا

امتحان کر چکے ہیں ہم سب کا
یہ زمانہ ہے اپنے مطلب کا

اب ہے امید و یاس کیون ہمکو
دل تو مرحوم ہو چکا کب کا

لب اظہار کو سزا دیجے
آشنا تھا یہ حرف مطلب کا

فرط شادی میں غم نہیں بھولا
یاد ہے مجھکو نعرہ یارب کا

شب دیجور ہجر میں نہ ہوا
آسمان پر طلوع کوکب کا

ہونٹھ چاٹا کرین نہ کیونکر ہم
یاد آتا ہے چوسنا لب کا

وہ سہم خوف سے رعایت سے
ہای وہ جاگنا ترا شب کا

وہ گلے سے لپٹ کے سو رہنا
یہ بھی انداز تھا کسی شب کا

بوسہ دینا نہ شرم و شوخی سے
اور چھپانا وہ ہاتھ سے لب کا

عشق کامل پہ ناز ہے حسرت

تو ہی اوستاد ہو گیا سب کا

شکر لازم ہے اس عنایت کا
وصل میں کام کیا شکایت کا

جلوہ دیکھا تمہاری قامت کا
کون منکر رہا قیامت کا

خط مرا پاس غیر کے بھیجا
لکھا پورا ہوا ہے قسمت کا

غیر سے کب بھلا یہ ممکن ہے
جان دینا ہے کام ہمت کا

امتحان آج بزم میں کر لے
کون عاشق ہے تیری صورت کا

دو قدم جب چلے وہ محفل میں
فتنہ برپا ہوا قیامت کا

وصل کی آرزو کہاں باقی
دل تو خوگر ہوا ہے فرقت کا

غم کے حالات کوئی کیا جانے
آشنا ہے فقط ہم مدت کا

اونکے آتے ہی اپنے ہو ٹھہر
حرف آتا نہیں شکایت کا

کوئی پوچھے تمہارے کشتوں سے
نام اک مرگ بھی ہے راحت کا

اب وہ پہلو میں آ کے بیٹھے ہیں
کوئی پہلو نہیں شکایت کا

ہجر میں یہ بھی ہو نہیں سکتا
زہر کھانا ہے کام فرصت کا

نالۂ دل ذرا ٹھہر جانا
وقت ہے اونکے خواب راحت کا

یہ بھی اک شان کبریائی ہے
آپ دعوی کریں محبت کا

کوئی اتنا تو سوچ لے دل میں
کوئی ساتھی نہیں ہے قسمت کا

بے نشانی بتائے دیتی ہے
یہ نشان ہے ہماری تربت کا

دیکھیے یہ ستم غریبون پر
خوف کیجے ذرا قیامت کا

بیکسی تو ہی کچھ بتا جا کر
وہ پتا پوچھتے ہین تربت کا

جان دیتا ہے حور پر زاہد
کیا ٹھکانا ہے تیری نیت کا

کوئی امید اب نہین باقی
ولولہ مٹ گیا طبیعت کا

منہ مین پانی بھر آئے زاہد کے
ذکر ہو گر شراب جنت کا

ایک ٹھوکر مین آج تو تمنے
فیصلہ کر دیا قیامت کا

نام اچھونکا اب بھی باقی ہے
گو نہین ہے نشان تربت کا

دو ہی دن مین بھلا دیا تمنے
یاد رکھا نہ لطف صحبت کا

آپکی کیا بھلا شکایت ہے
یہ نوشتہ تھا میری قسمت کا

آپکو کام گو نہین مجھ سے
سلسلہ رکھیے خط کتابت کا

کون گردن جھکائے بیٹھا ہے
کون پتلا بنا ندامت کا

کہہ رہی ہے مری گنہگاری
ہے یہ امیدوار رحمت کا

ادھر سے بسمل ہی آج ہی چھوٹا
دل مین ارمان تھا شہادت کا

مٹ گئے اور ولولے سارے
اک سہارا رہا ہے وحشت کا

خاک لکھیے غزل کوئی حسرت
وقت تنہا نہین ہے فرصت کا

جھوٹ سچ مین فرق ہے دن رات کا
پاس اچھونکو ہے اپنی بات کا

مشغلہ ہے غیر سے دن رات کا / پاس رکھیے آپ اپنی بات کا

بیکسی مین کوئی بھی ساتھی نہین / ہے بھروسہ اک خدا کی ذات کا

ہجر کی شب کسقدر آتا ہے یاد / وصل مین ہونا وہ پچھلی رات کا

دیکھیے کہتے ہون اب توبہ شکن / سر پہ موسم آگیا برسات کا

ہان مدد ای دست قاتل ایکبار اور / مجھہ مین دم باقی نہین اک ہات کا

تم مری گھر مین اگر آؤ کبھی / دن سے پھر بڑھکر ہو عالم رات کا

جی مین ہے بھیجون انھین لخت جگر / سلسلہ جاری رہے سوغات کا

حسن یوسف پر جسے کچھہ ناز ہو / دیکھہ لے نقشہ وہ تیری گات کا

دیکھنا وہ نام سے واقف نہین / ساتھہ رہتا تھا کبھی دن رات کا

وہ ہوے برہم عدو کے نام سے / بندھ گیا طوفان ذرا سی بات کا

وہ ہون پہلو مین تو حسرت کو ملے
لطف کچھہ دن کا مزا کچھہ رات کا

اور تو کچھہ نہین ملتا ہے ٹھکانا اونکا / ہان مگر ہے دل مشتاق مین جلوا اونکا

داد ملنے کی نہین کوئی تمنا ہمکو / داور حشر ڈھکا رہنے دے پردا اونکا

وار خنجر کا کچھہ ایسا نہ پڑا تھا کاری / ناتوانی نے مری رکھا ہے پردا اونکا

وہ جو ہین پردہ نشین کاش یونہین ہوجائے / پردہ در ہو مری آنکھہ کا پردا اونکا

یہی باعث ہے جو آنکھون سے نہان رہتے ہین / دل مین رہنا ہے سوا آنکھہ سے پردا اونکا

نہ وہ صورت نہ وہ انداز نہ وہ باتین نہ نگاہ
اب تو کچھ آئینہ صفت نہین نقشا اونکا

لطف تو جب ہے کہ تم سے مرے احباب کہین
تم کیسے جاتے ہو کیون خون تمنا اونکا

دل کو جیسے ہوگی وہ ہی بتا سکتا ہے
چشم مشتاق سے پوچھے کوئی جلوا اونکا

لطف تو یہ ہے کہ سن سنکے مرے جاتے ہین
آجتک ہمنے تو دیکھا نہین جلوا اونکا

ابتو ہے نام خدا شوق حیا کا یا نتک
آئنہ دیکھنے پاتا نہین جلوا اونکا

حضرت داغ کا بھی دم ہے غنیمت حسرت
اس زمانے مین تو ثانی نہین پیدا اونکا

پھر سے ملنے سے یہ کچھ ہو گیا شہرا اونکا
ابتو مشتاق ہوا سارا زمانا اونکا

اسی باعث سے تو ہم چھیڑتے ہین محشر مین
دیکھنا ہو جسے دیکھے وہ تماشا اونکا

پاس جبتک نہو یہ چین نہ آئے اونکو
دل بیمار بنے کاش مسیحا اونکا

ہجر مین بھی وہی صورت نظر آتی ہے مجھے
میری آنکھون مین سمایا ہے یہ جلوا اونکا

ہر جگہہ ڈھونڈھنے والے کو وہ ملجاتے ہین
دیر اونکا ہے حرم اونکا ہے کلیسا اونکا

عشقبازی کے لئے دیدۂ بینا ہے ضرور
دیکھ سکتی نہین ہر آنکھ تماشا اونکا

داغ لگجانے سے ہو جاتی ہے تصویر خراب
رنگ دشمن نے کیا بزم مین پھیکا اونکا

پھر تو پورا ہو مراد اور محشر انصاف
میری صورت سے بدل جائے جو نقشا اونکا

اور ہوتا ہے فزون شوق طلبگارون کو
قہر ڈھاتا ہے لب بام پہ پردا اونکا

وہ یہ کہنے لگے حسرت کی غزل کو سنکر

کیون نہون ہمنے کہین نام سنا تہا اونکا

جدا اک دم خیالِ یار جی سے ہو نہین سکتا
یہ غم سے ہو نہین سکتا خوشی سے ہو نہین سکتا

مقدر جب برا ہو کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
مثل سچ ہے کہ کچھ بھی آدمی سے ہو نہین سکتا

قضا جب آ گئی پھر کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
یہی وہ وقت ہے کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا

پریشان ہو گیا دیکھا جو اونکو سوگوار ہین
عدو کا بھی تو ماتم اب خوشی سے ہو نہین سکتا

مری ناکامیان دیکھو کہ میرا قتل بھی اونسو
جو مجھ سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

شبِ ہجران مین کہانا زہر کا آسان ہے لیکن
مگر یہ بھی تو ممکن بے خودی سے ہو نہین سکتا

خدا کے ہاتھ مین سب ذلت و عزت ہے انسان کی
جو وہ ہو مہربان تو کچھ کسی سے ہو نہین سکتا

بھروسا چاہیے انسان کو شانِ رحیمی پر
نہین تو کچھ کسی کی بندگی سے ہو نہین سکتا

ہمین کو چاہیے کرنا ہمین جو کام کرنا ہے
کسی کا کام یہ سچ ہے کسی سے ہو نہین سکتا

نہ مرنے ہی کے قابل ہون نہ جینے ہی کے قابل ہون
یہ آفت ہے کہ کچھ بھی بیکسی سے ہو نہین سکتا

تمہارے ہاتھ مرنا ہے تمہارے ہاتھ جینا ہے
مرا جو کام ہو میری خوشی سے ہو نہین سکتا

ہماری جان جاتی ہے تمہین اغماض ہوتا ہے
کسی کا قتل کیا اس بے رخی سے ہو نہین سکتا

وہی تم ہو کہ کچھ بھی نازکی سے کر نہین سکتے
وہی مین ہون کہ کچھ بیطاقتی سے ہو نہین سکتا

کہا تک نامہ بر احباب کیسے ہمنشین کب تک
بیانِ دردِ فرقت خود مجھی سے ہو نہین سکتا

ازل مین مبتلا جو ہو گئے عشقِ حقیقی کے
اونہین سے پہر یہ حسنِ عارضی سے ہو نہین سکتا

یہی وہ جنس ہے انسان جو مشکل سے دیتا ہے
متاعِ دل کا سودا دل لگی سے ہو نہین سکتا

خدا کی شان ہی ایسی زمانے کی ہوا بدلی
کہ کوئی کام اب تو راستی سے ہو نہیں سکتا

خدا کی مہربانی ہو پیمبر کی شفاعت ہو
قیامت میں بھی پھر تو کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا

یہ جینا کوئی جینا ہی کہ جس سے موت اچھی ہو
ہمیں کچھ لطف حاصل زندگی سے ہو نہیں سکتا

وہ محبوب زلیخا آپ محبوب الٰہی ہیں
تقابل کچھ بھی حسن یوسفی سے ہو نہیں سکتا

ہمیں یہ قتل ہی اے کاش اپنے ہاتھ سے کرتے
مگر یہ بھی تو عذر نازکی سے ہو نہیں سکتا

نہ مرنا ہی طریقے کا نہ جینا ہی سلیقے کا
تہی دستی میں کچھ بھی آدمی سے ہو نہیں سکتا

عدو کو چھوڑ دیں وہ یہ خوشی سے کر نہیں سکتے
ہمیں انکو چھوڑ دوں یہ خود مجھی سے ہو نہیں سکتا

بناوٹ تو بناوٹ ہی تمہیں حاجت ہی کیا اسکی
قیامت کا سمان کیا سادگی سے ہو نہیں سکتا

محبت جب کسی سے ہو گئی پھر چھپ نہیں سکتی
اسے پنہان کرے یہ آدمی سے ہو نہیں سکتا

کبھی صدمہ نہ پہنچا ہو نہ جس نے چوٹ کھائی ہو
اسے کچھ لطف حاصل عاشقی سے ہو نہیں سکتا

ضرورت وہ بری شی ہی کہ کچھ بھی بن نہیں پڑتی
اسے ٹالے یہ ممکن آدمی سے ہو نہیں سکتا

قیامت یہ ہوئی ہی دشمنی تو کر نہیں سکتے
اور اونسے وصل ممکن دوستی سے ہو نہیں سکتا

نہ دنیا اوسکی اچھی ہی نہ عقبیٰ اوسکی اچھی ہی
جہاں میں کام کوئی بے زری سے ہو نہیں سکتا

متاع دل جو رکھتے تھے اوسی بھی ہم لٹا بیٹھے
کریں کیا اب تو کچھ بھی مفلسی سے ہو نہیں سکتا

فقط باقی رہا ہی ایک حسرت اس زمانے میں
کوئی واقف رموز عاشقی سے ہو نہیں سکتا

مقدر ہی مرا شکوہ کیا ہی کسی کا
زمانہ [illegible] کا

ہماری وفاؤنپہ کرنا جفائین
زبانزد یہ قصہ ہوا ہے کسی کا

سبب کیا او نہین نیند آتی نہین ہی
مگر آج نالہ رسا ہے کسی کا

سمجھ رکھیو دل صاف ہو گا ہی تجکو
ہوا تھا نہ وہ آشنا ہے کسی کا

دیا ہمنے دل اوسکو ناصح تجھے کیا
اجارا بھلا اس مین کیا ہی کسی کا

یہی کہہ رہی ہین نگاہین کسیکی
کہ آنکھو نمین نقشہ جما ہی کسی کا

لڑی ہین جو رُک رُک کے آنکھین کسیکی
جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ہے کسی کا

شتابی تو ہو دلکو پر یہ بھی سُنلو
کہ برسون ہی گھر رہا ہے کسی کا

اودہر آج منظور مشق جفا ہے
ستم ہمنے برسون سہا ہی کسی کا

جو مشتاق ہون جی کے یار چلد آئین
کہ اب رُخ سے پردا اوٹھا ہی کسی کا

تمہاری یہ باتون سے کھلتا ہی حسرت
کہ تمکو بھی سودا ہوا ہے کسی کا

فتنۂ حشر کی صورت نہ خرامان ہونا
شعلہ طور سرِ گورِ غریبان ہونا

صورتِ چشم ہر النقش قدم دشت مین ہی
لازم آیا سرِ ہر خار کا مژگان ہونا

اب تو ہم مین بھی ہوتا نہین آنا اون کا
ناامیدی کو میسّر نہین ارمان ہونا

اس ترحّم کے تصدّق یہ تماشا کیا ہی
آپ آکر مری بالین پہ پشیمان ہونا

زلفِ آشفتہ و گیسوی پریوش بنتا
دل کو منظور تھا گر یون ہی پریشان ہونا

آرزوی دلِ بیتاب کا بر آنا تھا
تیر کا سینۂ بسمل مین پرافشان ہونا

وصفِ گل چہرہ مین کاغذ پہ قلم کا چلنا
سرو کا صحنِ چمن مین ہی خرامان ہونا

جان دینے سے تسلی دلِ مضطر ہوگی
زہر کہانا ہی ترے کام کا آسان ہونا

چاندنی ہے دلِ زخمی کے لیے ای ظالم
جلوہ افروز سرِ بزمِ رقیبان ہونا

دل لگا کر کسی بیرحم سی ہی فرض ہمین
مبتلای غم مایوسی و حرمان ہونا

امتحانِ خنجرِ قاتل کا بگڑنا افسوس
اور میرا وہ دمِ ذبح گران جان ہونا

رخ خجالت سے قیامت مین چھپانا تیرا
اور میرا روزِ جزا دست بدامان ہونا

باہر آتے ہی ترے تیرِ نگہہ کا ظالم
میری کوتاہیِ قسمت سے ہے مژگان ہونا

بے حواسی کا برا ہو یہ تغافل کیا ہے
چاک ناخنون سے مرے دامنِ جانان ہونا

جان دینے کی تمنا بھی سہی پر مجھکو
کب ہے منظورِ نظرِ غیر کا شادان ہونا

تو تو ہے حورلقا گھر ہی ترا خلدِ برین
تیرے دربان کو آتا نہین رضوان ہونا

آمدِ فصلِ بہاری کی خبر دیتا ہے
ابر کا چرخ پہ آہستہ خرامان ہونا

پرسشِ خاطرِ وحشی کو وہ آتا ونکا
میرے ویرانہ کا جلوی سی پرستان ہونا

کچھ اسی ڈہب کے سُنا اور بھی حسرت اشعار
تاکہ ظاہر ہو ترا آج سخندان ہونا

بادہ کا عالمِ مستی مین نمایان ہونا
قطرۂ آب کا ہے مایۂ حیوان ہونا

تیری رفتار سے ممکن ہی یہ سامان ہونا
حشر کے بعد بھی اک حشر نمایان ہونا

واسطے چشمِ جراحت کے ہی مژگان ہونا
دلِ بسمل مین ترے تیر کا پیکان ہونا

آتشِ افروختۂ داغ سے سوزاں ہونا / دلِ مضطر کو ہوا سرو چراغاں ہونا

دستِ نازک سے تری خونِ شہیداں ہونا / عرصۂ حشر میں ہے مہر بعنواں ہونا

تیرے قبضہ میں ہے جب زندہ و بیجاں ہونا / ہم سے ممکن ہی نہیں توبہ و عصیاں ہونا

چشمِ خونابہ فشاں نے مری سیکہا کس سے / خون مالیدہ سر انگشتِ حسیناں ہونا

لذتِ خلدِ بریں کا ہے نمونہ زاہد / بادہ و جام و گل و سنبل و ریحاں ہونا

ہے قیامت کہ فرشتوں نے لکہے پر ٹہہرا / حشر میں نامۂ اعمال کا میزاں ہونا

مژدہ ای ساقیِ گلفام کہ مشہور ہوا / آمدِ فصلِ گل و بادِ بہاراں ہونا

طائرِ جاں کو ہوا شوقِ ہوای پرواز / موسمِ گل میں تری تیغ کا عریاں ہونا

کشتیِ نوح کے مانند پہریگا گردوں / جوشِ بادہ سے ہی میخانہ میں طوفاں ہونا

نہ جفاؤں کی تمنا نہ ستم کی خواہش / اور پہر غیر کو یوں عشق میں نازاں ہونا

وعدۂ جلوۂ دیدار معطّل رکہنا / حشر میں بہی نہ مری جاں کا پرساں ہونا

خامہ انگشت بدنداں تجہے سے مرا / دلِ وحشی کو ہے کس کا ثنا خواں ہونا

جان دینا شبِ ہجراں میں ہے آساں لیکن / اضطرابی میں کہاں زہر کا ساماں ہونا

دلِ وحشت زدہ اس جال میں پہنچا تا ہی / خوب سیکہا تری زلفوں نے پریشاں ہونا

شور و فریاد سے اک شورِ قیامت کرنا / چاہیے سینہ میں اک حشر کا ساماں ہونا

ہمسے گر عاشقِ جانباز ہوں دنیا میں / ای بتو تمکو میسر نہو جاناں ہونا

جمع ہوتے نہیں اوراقِ پریشاں حسرت

میری قسمت مین نہین صاحب دیوان ہوتا

کمبخت نہ دل اپنا اگر تجہپہ فدا ہوتا
کیون جور تم سہتے یہ تیر اسہا ہوتا

موقع نہ رقیبون کو آنے کا ملا ہوتا
ای کاش وہ دم بہر کو مجہسے جدا ہوتا

شکوہ ستم و غم کا ہان لب پہ بجا ہوتا
بیجا نہ اگر ہمنے دل تمکو دیا ہوتا

خواہش سے جو دل میرا خود تمنے لیا پہر کیون
گر جنس بری سمجہے سودا نہ کیا ہوتا

گر لطف نہ تم کرتے دل وقف ستم رہتا
منظور تہا گر یون ہی دہوکا نہ دیا ہوتا

قابو مین جو دل ہوتا اپنا تو نہ تا دیتے
تم یون نہ چلے جاتے پہر دیکہتے کیا ہوتا

رنجش یہ مزا دیتی کچہہ ہم ہی اگر ہوتے
تم ہمسے خفا ہوتے دل تمسے خفا ہوتا

نام اہل وفا کا ہو دنیا مین سحر دم سے
اچہا جو نہوتا مین یہ بہی تو برا ہوتا

حسرت سے بگڑ کر تم گلچین سے گہر رہتے
عالم مین خدا جانے کیا فتنہ بپا ہوتا

نور نگہہ کا کام دے تنویر نقش پا
آئے جو میری آنکہون مین تصویر نقش پا

تیرے قدم سے یہ بڑی توقیر نقش پا
رہتی ہے دل کی آنکہون مین تصویر نقش پا

یا رب ہماری خاک پہ اونکا قدم پڑے
سنتے ہین زندہ کرتی ہے تاثیر نقش پا

آخر کسی کے پای حنائی کا عکس ہے
کیون مہر سے فزون نہو تنویر نقش پا

جب خاک مین ملے تو کوئی آشنا نہین
یہ ہے زبان حال سے تقریر نقش پا

اوٹہی ہی پاؤن خانۂ دشمن سے وہ پہرے
کیونکر نہو عروج پہ تقدیر نقش پا

وہ سجدہ گاہِ عام ہے یہ سجدہ گاہِ خاص
بیت الحرم سے کم نہیں توقیرِ نقشِ پا

حسرت عدو شریک ہے اونکا دمِ خرام
بن بنکے پہوٹ جاتی ہے تقدیرِ نقشِ پا

ہمکو جانا ہے گھر سے چلے جانا
شب کی شب ٹھہر کر چلے جانا

حضرتِ دل تم اوسکے کوچہ مین
گرتے پڑتے مگر سے چلے جانا

یہ بھی جائینگے اک ذرا ٹھہرو
لیکے دل اور جگر سے چلے جانا

شب اندھیری ہے اب ٹھہر جاؤ
صبح ہوتے ہی گھر سے چلے جانا

آتو جاؤ مری عیادت کو
اک ذرا دیکھکر سے چلے جانا

منہ ہو آندہی ہو یا قیامت ہو
اونکو دشمن کے گھر سے چلے جانا

نالۂ دل فلک کے پار مگر
چھوڑکر تم اثر سے چلے جانا

جب گذرنا ہماری تربت پر
اونکو منہ پہیر کر سے چلے جانا

جاؤ مقتل سے تم نہ خالی ہاتھ
کاٹ کر میرا سر سے چلے جانا

جاتے ہین جانسے ذرا ٹھہرو
ہم ادہر تم اودہر سے چلے جانا

یاد ہے خوب دیکھتے ہی مجھے
وہ چُرا کر نظر سے چلے جانا

خوب جانا ہے آپکا شاباش
مفت دل چھینکر سے چلے جانا

تیرے کوچہ سے یاں حسرت کا
دل کو وہ تھام کر سے چلے جانا

بزم دشمن مین جا کے دیکھہ لیا — یہ ستم بہی اوٹہا کے دیکھہ لیا

اور بہی دل کو لگا کے دیکھہ لیا — بس نصیب آزما کے دیکھہ لیا

حسن کو آزما کے دیکھہ لیا — عشق مین دل جلا کے دیکھہ لیا

نگہہ شوق نے جو کی تاثیر — اوسنے چلمن اوٹہا کے دیکھہ لیا

آرزو دل کی مٹ نہین سکتی — خوب ہمنے مٹا کے دیکھہ لیا

وصل دشمن بہی اک تماشا تہا — ہمنے آنکہون سے جا کے دیکھہ لیا

شوق بیتاب ہو گیا دل مین — اوسنے جب مسکرا کے دیکھہ لیا

وہ مرا دل چرائے جاتا ہی — جس نے آنکہین چرا کے دیکھہ لیا

وصل دشمن کا جو معاملہ تہا — ہمنے بہی چہپ چہپا کے دیکھہ لیا

وہ کہان اسے سمجہتے ہین — حال دل بہی سنا کے دیکھہ لیا

لطف پایا نہ کوئی بہی اس مین — ہمنے دل بہی لگا کے دیکھہ لیا

ہمکو لہتا نہین مقدر سے — بارہا آزما کے دیکھہ لیا

زاہدا ہمنے می کشی کا مزا — پہلے دیکہا پلا کے دیکھہ لیا

آنکہہ سے آنکہہ تو ملی تہی مگر — دل سے دل بہی ملا کے دیکھہ لیا

کبہی شوخی سے منہ کو پہیر لیا — کبہی کچہہ مسکرا کے دیکھہ لیا

نقش حب ہی عجیب جذبۂ دل — جسکو چاہا بلا کے دیکھہ لیا

نام سنتے تہی ہم تو حسرت کا

آج آنکھوں سے جا کے دیکھ لیا

آہ کا لب پہ محبت میں یہ لانا کیسا
دے چکے دل ہی تو پھر شور مچانا کیسا

جوش وہ طبع کا کچھ اور اُمنگیں دل کی
یاد آتا ہے ہمیں ہائے زمانا کیسا

غیر نے تمکو ستایا تو شکایت کیسی
تم ہی منصف ہو کہ ہے دل کا ستانا کیسا

آپکے حسن کی دو دن میں وہ رونق نہ رہی
دل کا ہونا ہے مری جان لگانا کیسا

بال سے دیتے ہیں اوس گل کی کمر کو تشبیہ
سب نے باندھا ہے یہ مضمون پرانا کیسا

وصل میں شاد کبھی ہجر میں ناشاد رہے
ہمنے دیکھا ہے ان آنکھوں سے زمانا کیسا

کہتے ہیں پھیر دیں گیسو لپکے اسی چلنے کو
دل نہ دینے کا ملا اون کو بہانا کیسا

کبھی رہنا تھا اسی دل میں ہجوم حسرت
اب ہیں ارمان کے ارمان مٹانا کیسا

تو تو ہشیار ہے نادان نہیں اے حسرت
جان کو عشق کا یہ روگ لگانا کیسا

کل بزم غیر میں جو مرا وار چل گیا
اب کیا ہے ہاتھ سے وہ تماشا نکل گیا

وہ بے وفا جو غیر کے گھر سے نکل گیا
میرا نصیب آج بگڑ کر سنبھل گیا

جھگڑا چکا فساد مٹا سب خلل گیا
آتے ہی آتے اونکے مرا دم نکل گیا

آتا ہے میرے پاس تو موقع یہ خوب ہے
دشمن کے گھر وہ آجکی شب آ اجل گیا

کوئی کمی نہ کی تھی تری تیغ ناز نے
تقدیر تھی مری جو میں بچ کر سنبھل گیا

راہ عدم میں رہتا ہے تانتا لگا ہوا
کوئی مسافر آج گیا کوئی کل گیا

بیتاب ہون کی نذر کیا صبر اور قرار
جانا کسی کا یہ مری حالت بدل گیا

مدت سے روک تھام تھی آج انکو دیکھکر
لو دل ہی اپنے ہاتھ سے میرے نکل گیا

وہ منہ ہے تیرے غیر سے اللہ تیری شان
دیکھا جو مجھکو دور سے نقشہ بدل گیا

آنکھین بچھائی دیتے ہین ہم اونکی راہ مین
جب یہ سنا کہ غیر وہان سر کے بل گیا

مین کیا کہون کہ کیا مری حالت بدل گئی
بیتاب ہوکے سینہ سے دل ہی نکل گیا

کیون ہاتھ دوڑتا ہے گریبان کیطرف
کیا پاؤن اونکا شرم سے باہر نکل گیا

چولی کسی کی مسکی ہوئی کیا نظر پڑی
کیون خود بخود یہ میرا گریبان چل گیا

بیٹھے ہوئے پھر آپ تماشا ہی دیکھتے
اچھا ہوا عدو مرے آگے سے ٹل گیا

اوسکو چھٹا کے پاس وہ حسرت نہین رہی
حضرت کا کچھ اب اور ہی نقشہ بدل گیا

قتل نامہ مرا انکے ساتھ لگائے رکھنا
اور دو چار گواہون کو ملائے رکھنا

ٹالنا وصل کے وعدہ کو یونہین آجکل کل
برسون امید مین عاشق کو لگائے رکھنا

سامنے اونکے تو جاتا تو ہی قاصد لیکن
دل کو اون تیز نگاہون سے بچائے رکھنا

مانگتے دل ہو دکھاتے نہین اپنا دیدار
تاکتا مال مرا اپنا چھپائے رکھنا

ایسے مجمع مین تو ہوتے نہین طلبگار بہت
عرصہ حشر مین دامن کو بچائے رکھنا

ہمکو بیدرد تری ایسی حیا نے مارا
وصل کی رات مین بھی منہ کو چھپائے رکھنا

تمکو اسکا آتا ہے سلیقہ کیسا
دل چرا کر بھی وہی آنکھ چرائے رکھنا

ہمنو کہتے ہین کہ یہ کام نہین انسان کا
دل حسینون سے ہی دشوار بچائے رکھنا

گو وہ آئین کہ نہ آئین مجھے وعدہ پہ ضرور
فرش آنکھونکا سرِ راہ بچھائے رکھنا

سن لے اے زاہد گمراہ یہ ایمان ہی مرا
نامۂ یار کو چھاتی سے لگائے رکھنا

اونکے دربان کی آنکھونمین نہ جانا اے خواب
بختِ خفتہ کو مگر میرے جگائے رکھنا

پنجگانہ یہی حسرت کی دعا رہتی ہے
میرے اللہ گناہون سے بچائے رکھنا

پہلی ہی بات کہنے مین وقتِ نماز تہا
ایسا شبِ فراق کا قصہ دراز تہا

دشمن کے گھر مین آپ ہون ہمکو خبر نہ ہو
کیا ملنا آپ کا کوئی پوشیدہ راز تہا

تشبیہ اوس سے آپکو کیا لغویات ہی
محمود کا غلام ہی آخر ایاز تھا

سننا ہی تھا نہین تمہین منظور یون کہو
کم رہ گئی تھی رات نہ قصہ دراز تھا

بیڑا اوٹھائین کسکے بھروسے پہ عشق کا
وہ دل نہین رہا ہی ہمین جس پہ ناز تھا

لڑتے ہی آنکھ آپ سے نقشہ بدل گیا
دل کی جگہ بھی سینہ مین سوز و گداز تہا

منظور ہوا و نہین تو نہین کچھ جگہ کی قید
موسیٰ سے کوہِ طور پہ راز و نیاز تھا

چھپایا تہار عیب یہ کسی بادہ فروش کا
زاہد کے سامنے درِ میخانہ باز تھا

جس دل کو تو نے جان کے بیچین کر دیا
ظالم اوسی مین کچھ ترا پوشیدہ راز تھا

جو کچھ کیا وہ اس دلِ بیتاب نے کیا
میرا قصور اس مین نہ بندہ نواز تھا

ہان دل سے ملے کی بات ہی حسرت ہی اور کچھ

کل ناز تہا اودہر سے اودہر سے نیاز تھا

دلبری مین پہلے تو ہی طاق تہا
حسن تیرا شہرۂ آفاق تہا

راتدن در پر لگی رہتی تہی بہیڑ
اک جہان ظالم ترا مشتاق تہا

اور کیا تہا نامۂ اعمال مین
جسم کا کہاتہ مگر بیباق تہا

غیر کی صورت نظر آئے تہے آپ
کچھہ ہمارا وہم بہی خلاق تھا

کشتۂ خط کو سنائین گالیان
زہر خوردہ کا یہی تریاق تھا

دید بازی کا مزا پایا ہے اب
مین تو بے دیکھے ترا مشتاق تھا

ضد ہی سے ملنے کا بہانا مل گیا
اونکو پہلے ہی سے آنا شاق تھا

آج او سجا پر ہین پروانون کے پر
جس جگہہ کل مجمع عشاق تھا

اب جو دیکہا خاک کا اک ڈہیر ہے
ہای وہ گلرو جو سیمین ساق تھا

خیر ہے حسرت یہ کیا حالت ہوئی
آپکو تو دل لگانا شاق تھا

محفل فروز ہونے کے قابل نہین رہا
ہم رنگ شمع جل کے مرا دل نہین رہا

سر ہے نثار راہ تو دل پایمال راہ
سامان براے دعوت قاتل نہین رہا

پورا لگا دیا مری آہون نے آئنہ
اب نام کو بہی اون کا مقابل نہین رہا

حیران ہین کہ پیش کش یار کیا کرین
تو بہی ہمارے پاس تو اے دل نہین رہا

پردہ شگاف ہو گئی اپنی نگاہ شوق
اب کوئی درمیان مین حائل نہین رہا

پوری پڑی جو تیغ ادا کام کر گئی
کشتہ ہوا ہوں شکر ہے بسمل نہیں رہا

کی ہے تری جفا کی نزاکت نے روک تھام
سامان بیقراری بسمل نہیں رہا

حسرت جگر سے کام ہے سوز و گداز کا
یہ تو ہے تیرے پاس اگر دل نہیں رہا

سچ تو یہ جب ہاتھ سے وہ مہ لقا جاتا رہا
زندگی کا لطف جینے کا مزا جاتا رہا

رات تھوڑی رہ گئی وہ ملکے منہ ہی سو گئے
آج تو ملنے کا اونکے آسرا جاتا رہا

ہوش کیا ہو لڑ گئی جب سے بت کافر سے آنکھ
ہاتھ سے میرے مرا دل ناصحا جاتا رہا

لطف ہی ویسا نہیں ہے گو ہو معشوق ہوک
سچ تو یہ ہے چیز کا اب تو مزا جاتا رہا

قدر الفت میری اونکو بعد مرنے کے ہوئی
ہاتھ ملکر کہتے ہیں کیا آشنا جاتا رہا

آپ نے تو دل لیا ہے اور پھر طرہ یہ ہے
چھیڑ کر کہتے ہیں مجھسے کیا کیا جاتا رہا

سبکو کھویا ہے جنے جب ظالم تجھی کو کھو دیا
اور باقی کیا رہا جب آشنا جاتا رہا

روک بھی سکتا ہے کوئی جانیوالی چیز کو
دل ہمارا ناصحا جاتا رہا جاتا رہا

دل ہے اک بوسہ کے بدلے تم سمجھ لو سوچ لو
اب کے یہ سودا اگر جاتا رہا جاتا رہا

دل کو دیکر اسطرح کھوئے گئے اوس بزم میں
فہم میں یہ بھی نہ آیا اپنے کیا جاتا رہا

ہمتو کیا کیا سوچتے تھے ہای اونکو دیکھکر
ہاتھ سے دل اور دل سے مدعا جاتا رہا

مجھسے وہ مطلب کو پوچھیں اور میں خاموش ہوں
ہای میرا وہ دل پر مدعا جاتا رہا

پوچھتے پھرتے ہیں وہ بھی آج راہ عشق میں
خضر کے بھی ہاتھ سے وہ راستا جاتا رہا

رو رہے ہین وہ بناوٹ سے دل مرحوم کو
اون سے پوچھے تو کوئی کیا آپکا جاتا رہا

راتدن رہتی تھی کیا کیا حسرت ارمانکی چھیڑ
دل کے جاتے ہی وہ سارا جگھٹا جاتا رہا

رات وہ کہتے تھے حسرت یہ تمہاری ذکر پر
میکدہ سے آج کیا وہ پارسا جاتا رہا

وہی دیکھو دشمن سے ہے پیار تمہارا
یہی تھا نہ وعدہ ہمارا تمہارا

نہ ہو اور جانب اشارا تمہارا
یہی تو ہے جھگڑا ہمارا تمہارا

نہین کوئی مجنونکی سنتا کہانی
سنا ہے جو قصہ ہمارا تمہارا

وفاؤن کے بدلے جفا کر رہے ہو
طریقہ ہے یہ آشکارا تمہارا

نہین دون یا نہ دون کچھ تقاضا نہین ہے
مرے دل پہ کیا ہے اجارا تمہارا

پھری ہے اودھر ہی کو ساری خدائی
جدھر ہو گیا ہے اشارا تمہارا

مرے آگے دشمن سے آنکھین نہ پھیرو
سمجھتا ہون مین بھی اشارا تمہارا

شفیع گناہان امت تمہین ہو
ہمین حشر مین ہے سہارا تمہارا

نبھے کس طرح سے ہمارے تمہارے
جو دشمن ہمارا وہ پیارا تمہارا

نہین آنکھ وہ آنکھ ہونے کے قابل
کیا ہو نہ جس نے نظارا تمہارا

یہی کہہ رہی ہین جفائین تمہاری
نہ لون نام ہرگز دوبارا تمہارا

دوئی گر نہین ہے تو کیون کہہ رہے ہو
ہمارا ہمارا تمہارا تمہارا

ذرا روز محشر کو آنے تو دیجے
وہان فیصلہ ہے ہمارا تمہارا

مرا حال سنکر وہ کہتے ہیں مجھ سے
نہ ہوگا یہاں تو گذارا تمہارا

مسیحا بھی آئیں تو ممکن نہیں ہے
نہیں بچتے دیکھا ہے بیمار تمہارا

کبھی آنکھ لڑتی تھی پہروں ہمیں سے
نہیں اب تو ملتا نظارا تمہارا

نجومی نے ہنس کے کہا ہے یہ حسرت
کہ چمکے گا ایک ستارا تمہارا

یہ دشمن جو ہے آج پیارا تمہارا
برا چاہتا ہے ہمارا تمہارا

دلِ ناز پرور وہ رکھتا ہے اب تک
بھروسا ہمارا سہارا تمہارا

تکلف یہ سب ہے غیر ہی کی زبانی
مجھے کھل گیا حال سارا تمہارا

نہ تیزی نظر میں نہ آنکھوں میں شوخی
کرے سامنا کیا چکارا تمہارا

جفا کو سمجھتے ہیں عاشق وفا سے
وہ انداز ہے پیارا پیارا تمہارا

پتا اتنا ملتا ہے اے عشق ہم کو
کہ تجھ سے فنا ہے کنارا تمہارا

کوئی کاش آکر شبِ ہجر کہہ دے
کہ تم کو بلاتا ہے پیارا تمہارا

نگاہِ تلطف ہے دشمن کی جانب
کبھی ہو ادھر بھی اشارا تمہارا

اثر انکو ہوتا نہیں آہ حسرت
فلک پھونکتا ہے شرارا تمہارا

بحمدِ ایزدی خامہ ہوا جب سلکِ گوہر میرا
ثنا گر نام لکھا ہے قلم نے لوح پر میرا

ہوا کب سرنگوں ہنگامِ گریہ خنجر کے آگے
سرِ نوکِ مژہ پر ہے رہا لختِ جگر میرا

نمک پروردۂ دیرینۂ عشقِ بتاں ہوں میں — ہوا ہر گریہ صرفِ مرہمِ آشنا زخمِ جگر میرا

کیا سوزِ جگر نے خاک آخر کچھ تو حاصل ہی — ہوا ہی دیدۂ دشمن میں اک مدت سے گھر میرا

خیالِ خونبہای روزِ محشر کسکو باقی ہی — جھکا جاتا ہے بارِ منتِ قاتل سے سر میرا

برا ہو جان دینے کا کیا کسطرح کا رسوا — سرِ بالینِ مرقد رو رہا ہی چارہ گر میرا

دماغ اپنا اب ہی حسرت نکیونکر آسمانپر ہو
ہوا زیبندہ فتراکِ قاتل آج سر میرا

آنکھ کی تاب نہیں دیکھے جو جلوا اوسکا — سب میں ظاہر ہی مگر سب سے ہی پردا اوسکا

دیر میں ہی کبھی کعبہ میں ہی جلوا اوسکا — کوئی دیکھے تو ذرا آ کے تماشا اوسکا

شبِ معراج کا باعث یہ کھلا ہی مجھکو — کہ ملے جلوۂ محبوب سے جلوا اوسکا

اور بھی طالبِ دیدار یہاں لاکھوں ہیں — تو ہی مشتاقِ تجلّی نہیں موسیٰ اوسکا

کعبہ و دیر کے جانے پہ نہیں ہی موقوف — جلوہ ہر چیز میں ہی دیدۂ بینا اوسکا

وہ تو واحد ہے مگر پھر بھی ہی کثرت ایسی — سب کی آنکھوں میں پھرا کرتا ہی جلوا اوسکا

بتکدہ میں بھی نظر آتا ہی وہ ہی زاہد — دیکھ لے دیدۂ بینا سے تماشا اوسکا

طالبِ دید ہوا خود شبِ معراج خدا — اللہ اللہ کوئی دیکھے تو رتبا اوسکا

ابتو ہے یہ ہی بس اک اپنی تمنا حسرت
دیدہ و دل پہ مرے نقش ہو نقشا اوسکا

جبتک کہ نہ لے وو دلِ نمناک کسی کا — کب بار سے چھٹے وہ بتِ چالاک کسی کا

کہلاتا نہین کچھہ حال کہ کیا نام ہوا اوسکا
شیدا ہی ہمارا دل غمناک کسی کا

کیون وعدۂ فردا پہ لگا رکہا ہی ناحق
بہتر ہے کہ قصہ نہ کرو پاک کسی کا

غم کہانے سے کوئی نہین تسکین کیصورت
اچہا ہی تصور دل غمناک کسی کا

آنسو نہ نکلجا ہین کہین نعش عدو پر
کچھہ پاس رہے دیدۂ نمناک کسی کا

رہتی ہی یہی مجمع عشاق ہین شہرت
دل چہین نہ لے وہ بت چالاک کسی کا

ہے مجمع عشاق سے اوٹہتی ہین صدائین
للہ کہین آج تو دل تاک کسی کا

وہ اسکو سمجہتے ہین نگر شانۂ گیسو
کچھہ کام تو آیا دل صدچاک کسی کا

ساقی ہی مغنی ہی مے و ساغر و گل ہی
کیا خوب زمانہ ہے طربناک کسی کا

کیا خاک ہو ہمرچشمی کی امید جہان مین
دشمن ہوا گر آپ سا سفاک کسی کا

ہم پہلے ہی کہتے تھے لو اب دیکہا حسرت
ہرگز نہوا وہ بت چالاک کسی کا

یارب نہ کوئی بندۂ حاجت ہو کسی کا
انسان نہ مرہون عنایت ہو کسی کا

پورا نہ اگر شوق شہادت ہو کسی کا
پہر کیون نہ گلا روز قیامت ہو کسی کا

لب پر نہ کبھی حرف شکایت ہو کسی کا
انسان اگر عاشق صورت ہو کسی کا

دل یون نہ گرفتار مصیبت ہو کسی کا
دشمن بھی نہ بیمار محبت ہو کسی کا

یون ظلم اگر بیحد و غایت ہو کسی کا
کیون کوئی نہ سرگرم شکایت ہو کسی کا

آجائے اگر موت تو یہ بات ہے بہتر
لیکن نہ کبھی صدمۂ فرقت ہو کسی کا

ہو جای کسیکے دل بیتاب کو تسکین
گر آج بھی آنا سر تربت ہو کسی کا

پردہ ہو ذرا دیر کو ای داور محشر
انصاف اگر روز قیامت ہو کسی کا

کس طرح کوئی چھوڑ دے یہ طرز جفا کو
یہ ہی اگر آئین محبت ہو کسی کا

چھپتا ہی کہین منہ پہ ہون گر لاکھ نقابین
جب حسن ہی خود طالب شہرت ہو کسی کا

دن رات کسی کو چہین دشنام سنکے یون
قابو مین اگر جوش طبیعت ہو کسی کا

کیون اپنی ہی صورت کا ہو آنکھہ مین نقشہ
معشوق جو وہ آئنہ طلعت ہو کسی کا

ہرگز کسی کافر کو نہ دون ناصح نادان
سینہ مین جو دل میرے امانت ہو کسی کا

کہتے ہین وہ مقتل مین مرے سامنے آئے
دل آج جو مشتاق شہادت ہو کسی کا

کس طرح سناؤن تجھے ای داور محشر
قصہ جو مرے دلمین امانت ہو کسی کا

ہان اور تو سب صدمے اوٹھا لیتا ہے انسان
اوٹھتا ہی نہین صدمۂ فرقت ہو کسی کا

ہونے لگے پھر میری محبت کی وسی قدر
وہ ہی جو کہین عاشق صورت ہو کسی کا

مین مرتا ہون یان آنے مین اغماض ہے اسکو
یارب نہ کوئی باعث راحت ہو کسی کا

آتا ہے اسی تاک مین ہر روز وہ ظالم
سودا سر بازار محبت ہو کسی کا

انسان کا دل ہاتھہ سے کس طرح نہ جائے
چہرہ ہی اگر قابل الفت ہو کسی کا

دیتا نہین کمبخت کسی وقت بھی آرام
دل ایسا نہ اٹھے بخت شرارت ہو کسی کا

ظالم جو ترا طالب دیدار رہے گا
وہ موت کا اپنی ہی طلبگار رہے گا

ہر شخص دل و جان سے خریدار بنے گا
جس گھر مین ہو تو مصر کا بازار بنے گا

پھیلے گی اگر سیر مقدر کی سیاہی
تو یوم قیامت بھی شب تار بنے گا

مایوس نہو اے دل ناکام ترا کام
سو بار جو بگڑیگا تو اکبار بنے گا

کر لیجیے جو ہو سکے کچھ آپ سے کوشش
لیکن کبھی دشمن نہ وفادار بنے گا

بدلے گی یہ بگڑی ہوئی تقدیر کبھی تو
اپنا بھی کبھی بخت نگونسار بنے گا

یہ بھی ہے مری خوبی قسمت کا کرشمہ
آسان بھی جو کام ہو دشوار بنے گا

اک بوسہ کی قیمت دل و جان کہتے ہو لیکن
اوسکو بھی تو دیکھو جو خریدار بنے گا

ہم طالب بوسہ ہین تو تم طالب دل ہو
ایسا تو نہ سودا سر بازار بنے گا

گر ہو گئی تیرے لب جان بخش سے صحت
تو رشک مسیحا ترا بیمار بنے گا

آنکھوں کو نہیں تاب کہ دیکھین ترا جلوہ
کچھ دل ہی مگر طالب دیدار بنے گا

گر مصر مین پہنچے گی تری حسن کی شہرت
یوسف بھی مری جان خریدار بنے گا

کہتا ہے کہ دیکھوں تو ذرا کیسی ہے صورت
وہ کون ہے جو میرا خریدار بنے گا

دل بیچتے ہم جاتے ہین اب کوئی بتا دین
اس جنس کا کوئی تو خریدار بنے گا

دل ہم نے لگایا تھا سمجھکر اوسے دلدار
کیا اسکی خبر تھی کہ ستمگار بنے گا

کم خلد سے ظالم جو نہین ہے ترا کوچہ
طوبیٰ سے بھی ترا سایۂ دیوار بنے گا

کچھ ایسی جو ہوئی کند ذرا تیری روانی
تو کام نہ اے خنجر خونخوار بنے گا

صحرا مین جو آیا ترے ابرو کا تصور
تلوار مجھے دشت کا ہر خار بنے گا

حسرت سے یہ فرماتے ہیں وہ چھیڑ تو دیکھو
اس شکل پہ تو میر خریدار بنے گا

حال پوچھو نہ تم مرے دل کا — پورا نقشہ ہے مرغ بسمل کا
دیکھکر رنگ تیری محفل کا — دل میں ارمان رہ گیا دل کا
کس نے نیچی نگاہ سے دیکھا — لٹ گیا قافلہ مرے دل کا
قتل کرنے سے اجتناب ہی ہے — دیکھے انداز کوئی قاتل کا
تیری تصویر کا تصور ہے — یہی باقی ہے مشغلہ دل کا
بیٹھ جاتا ہوں تھام کر دلکو — دیکھکر رنگ تیری محفل کا
اوس نگر سے لڑ گئیں آنکھیں — فیصلہ آج ہو گیا دل کا
کون کوٹھے پہ آج آیا ہے — رنگ بگڑا ہے ماہ کامل کا
ناز سے منہ کو پھیر لیتے ہیں — دیکھکر رقص اپنے بسمل کا
تیرے آنے سے چھٹ گئی ہوتا — رنگ ہے زرد شمع محفل کا
وادیِ شوق کا یہ عالم ہے — گم ہوا ہے نشان منزل کا
نہ سہی بوسہ گالیاں دیجے — رد نہ کیجے سوال سائل کا

کسی کافر پہ آ گیا حسرت
حال پوچھو نہ تم مرے دل کا

دل کے ہوتا ہی جدا آج وہ دلبر کیسا — رنگ کے بگڑا ہے مرا ہائے مقدر کیسا

پھر سمجھے گا اگر اونکی عنایت ہو گی
دل ناکام ہوا ظلم کا خوگر کیسا

تیری رحمت نے گنہگار نچھوڑا کوئی
مٹ گیا کاتب اعمال کا دفتر کیسا

بام پر دو رسے دیکھی جو کسی کی صورت
آج قابو سے ہوا باہر دل مضطر کیسا

غیر سے ہی ہین بھلا آپکا شکوہ کرنا
مفت الزام لگایا ہے مرے سر کیسا

آگیا اس مین تری دل کی رکاوٹ کا اثر
آج رک رک کے چلا ہے ترا خنجر کیسا

کیا کہون مین کسی کافر کی نگاہین نیچی
لے گئین دل مرے سینہ سے چرا کر کیسا

کیا لکھون کب تمہین تحریر سے باور ہوگا
آکے دیکھو تو مرا حال ہے ابتر کیسا

بیقراری کی ہوئی چھیڑ تری شوخی مین
رنگ لایا ہے ہمارا دل مضطر کیسا

سخت جانی کا برا ہو نہ تمنا نکلی
مجھ سے منہ پھیر گیا یار کا خنجر کیسا

شکوہ ہجر پہ کچھ آپنے دیکھا حسرت
آج وہ شوخ ہوا جامہ سے باہر کیسا

کچھ اور ہوا طالب دیدار کا نقشا
دیکھا جو کسی آئنہ رخسار کا نقشا

دیکھا ہے یہ کس ابروی خمدار کا نقشا
آنکھون مین مری پھرتا ہے تلوار کا نقشا

کیا اوسکو اثر کر گئی کچھ میری محبت
بگڑا ہے بہت آج تو اغیار کا نقشا

تسکین کا شب ہجر یہی ایک سبب ہے
آنکھون مین مری پھرتا ہے دلدار کا نقشا

اپنی سی مسیحا تو بہت کر چکے لیکن
بدلا نہ ستمگر ترے بیمار کا نقشا

کیا اسکی لڑی ہین کسی شوخ چشم سی آنکھین
بدلا ہے بہت نرگس بیمار کا نقشا

ہوتی ہین مرے سامنے اغیار سے باتین
کیا تم سے کہون اوس بت عیار کا نقشا

زاہد نہ کبھی یاد کرے حور جنان کو
دیکھے جو ترے چاند سے رخسار کا نقشا

جب سے کہ اونہین شوق ہے تصویر کشی کا
وہ روز بنا لیتے ہین دو چار کا نقشا

وہ کہنے لگے آج مہ نو کو جو دیکھا
ملتا تو ہے کچھ ابروی خمدار کا نقشا

یہ جوشش جوانی مین ہے اون آنکھونکا عالم
مستی مین ہو جیسے کسی میخوار کا نقشا

پھٹ جائے ابھی رستم و سہراب کا زہرہ
دیکھین جو مرے ترک ستمگار کا نقشا

آجای کوئی سیر کو گر آپ سا یوسف
کچھ اور ہی ہو مصر کے بازار کا نقشا

ارمان اسے سمجھون کہ حسرت اسے سمجھون
دل مین ہو ترے تیر کے سوفار کا نقشا

اوس بت کی جھلک دور سے دیکھی ہے جو حسرت
ملتا ہے مری شکل سے غمخوار کا نقشا

دیکھکر مجکو ستمگار نے مائل اپنا
غیر کی نذر کیا رشک سے لو دل اپنا

نہین گاہک جو کوئی حور شمائل اپنا
نیک بختی ہی سے بہلا لینگے ہم دل اپنا

بزم مین آپکی کھوئے گئے سب ہوش وحواس
لٹ گیا قافلہ آکر سر منزل اپنا

بدحواسی مین کیا اون سے جفا کا شکوہ
اتنو دعوی محبت ہی سے باطل اپنا

جب طلب کرتے ہین اون سے کبھی دل کی قیمت
وہ یہ کہتے ہین کہ لیجائیے بس دل اپنا

اجتک ہی جو نہین نام وفا سے واقف
اوس ستمگار کو افسوس دیا دل اپنا

اسی دہوکے مین رہے ہمتو جفا سے محروم
ہای قسمت کہ وہ سمجھے نہین قاتل اپنا

ظلم ہو جور ہو جو کچھ ہو بلا سی مجھپر — کاش وہ مجھکو سمجھ لین کہین مائل اپنا
جان سے تنگ ہوا تنگ مین تری فرقت مین — وُہی عیسیٰ ہی جو اسوقت ہو قائل اپنا
ہانپ جاتے ہو اگر کھولتے ہو بند قبا — تمسے وا ہو نہ سکا عقدۂ مشکل اپنا
ایسا آنکھون مین سمایا ہی غبار مجنون — اب تو لیلی کو بہی ملتا نہین محمل اپنا

اور کیا چاہتے ہو اسپہ دہرا کیا ہے تو
دیکھا دل تو تمہین حسرت بیدل اپنا

وہ دل ناز تھا جس پہ اکثر ہمارا — نہین آج قابو ہے اوس پر ہمارا
نہین ہی جو سیدھا مقدر ہمارا — بگڑتا ہی ہر کام بنکر ہمارا
یہ احوال ہی بندہ پرور ہمارا — کہ قابو نہین آج دل پر ہمارا
کری دشمنی ہم سی کیون آسمان پھر — ہو دوست جب وہ ستمگر ہمارا
یہ تھا ناز پروردہ سُن لو ذرا تم — چلے ہو جو دل آج لیکر ہمارا
تری سخت جانی کو ہم دیکھ لیتے — وہ کہتے ہین چلتا جو خنجر ہمارا
نہ ای جذبۂ دل تو نے کھینچا ادہر کو — ملا اور سے اب وہ دلبر ہمارا
الگ داورِ حشر سن لے ہماری — نہ انصاف کر روزِ محشر ہمارا
جو آنا ہی تجکو ستمگر تو آچک — بہت اب تو ہی حال ابتر ہمارا
یہ کہتی ہین دزدیدہ نظرین تمہاری — لیا دل تمہین نے مقرر ہمارا
ملیگا نہ آرام جنت مین ہمکو — گیا ساتھ گر یہ مقدر ہمارا

تسلی مگر اوس نے دشمن کو دی ہے
ہوا ہے جو دل آج مضطر ہمارا

بہت ہمنے ایسے سنے ہین فسانے
وہ کہتے ہین یہ قصہ سنکر ہمارا

نہین اونکو دیکھا یہ کہتے ہین ہنسکر
وہ دل دیکھین لیتے ہین کیونکر ہمارا

تجکو تو طلب ای غم جانان نہ کیا تہا
مہمان سے کچھہ آنے کا سامان نہ کیا تہا

دل کو ہدف ناوک مژگان نہ کیا تہا
ہمنے تو کبھی موت کا ارمان نہ کیا تہا

یہان شوق شہادت سے مری جہک گئی گردن
قاتل نے وہان تیغ کو عریان نہ کیا تہا

بر روز کرم کہتے ہین یہ دیکھو تو صفائی
اقرار کوئی ہمنے تو ہان ہان نہ کیا تہا

پہلے ہی سے پیدا ہوے آثار قیامت
بالون کو ابہی اوسنے پریشان نہ کیا تہا

کیا لطف ہے دشمن ہی ستانے لگا اونکو
مہر تو کبہی آپنے احسان نہ کیا تہا

دل دیکے پشیمان ہون کہ وہ کہتے ہین مجہہ سے
دل تمنے دیا تہا کوئی احسان نہ کیا تہا

اب کیا ہے جو دشمن کو بلایا سر محفل
ایسا تو کبہی تمنے مری جان نہ کیا تہا

حیران ہے مقتل مین یکایک جو مین پہنچا
قاتل نے مرے قتل کا سامان نہ کیا تہا

تصویر عدو دیکہہ کے ہم کہتے ہین اونسے
اللہ نے اس شخص کو انسان نہ کیا تہا

کب آپکی ایسون پہ عنایت نہ ہوئی تہی
کب آپکو اغیار نے مہمان نہ کیا تہا

اب ضعف سے اوٹہتے ہی نہین ہاتہہ ہمارے
کیا پہلے کبہی چاک گریبان نہ کیا تہا

وہ مجہہ ہی سے فرماتے ہین یہ لطف تو دیکہو
تجہہ سے تو کسی بات کو پنہان نہ کیا تہا

تو کہہ تو سہی پہلے تجھے عشق بتان سے   کیا شیخ کبہی اے دل نادان نہ کیا تہا

دشمن نہین انسان کہ اللہ نے حسرت
پہر شیخ تو پیدا کوئی انسان نہ کیا تہا

کسی عاشق کی صورت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا   کسی آئی طبیعت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
جو منکر ہے قیامت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا   مگر اوس فتنہ قامت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
عدو کس رنج فرقت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا   غضب یہ ہے مصیبت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
یہی باعث تہا زاہد کے فدا ہونیکا حورون پر   کسیکی اچہی صورت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
عدو کی جہوٹی باتون پر فدا رہتا تہا وہ ظالم   کسی مشتاق صورت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
تہو نا ناز ہرگز یوسف مصری کو صورت پر   مری آئینہ طلعت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
کبہی ہم اوسپہ مرتے تہے نہین اب بات بہی کرتے   بدلجانے طبیعت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
ہر اک سے دل طلب کرتا تہا وہ دشمن کے دہوکے مین   مگر ہان اہل ہمت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
عدو کے غش کے آتے ہی ہوا ہے مضطر کیسا   کسیکی بگڑی حالت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
عدو سے دل لگاتے ہی وہ کچہہ بیتاب پہرتا ہے   کہ یون آتے طبیعت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
نزاکت پر جہی تک ناز تہا غنچہ کو گلشن مین   تری حسن نزاکت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
کیا کرتا تہا کیا کیا پیشتر دعوی یکتائی   کہ آئینے مین صورت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا
تڑپتے لوٹتے یون خار و خس مین شکر ہے دیکہا   مری اسباب راحت کو کبہی اوس نے نہ دیکہا تہا

حسینونکو دیا حسرت نے دل اناکردہ کاری سے

کہ تم سے بہروت کو کبھی اوس نشہ دیکھا تھا

زلف کا جب بناؤ دیکھا تھا
کچھ ہی دل کا بچاؤ دیکھا تھا

ہم اسی بات پر بگڑ بیٹھے
غیر سے کچھ لگاؤ دیکھا تھا

دلکو بیچا ہے ایک بوسہ پر
ہمنے گرتا جو بہاؤ دیکھا تھا

چھیڑ مین ایک چھیڑ پائی تھی
لاگ مین اک لگاؤ دیکھا تھا

کہدیا جھوٹ غیر کا قصہ
ہمنے اپنا بچاؤ دیکھا تھا

حال ابتر ہے اب مسیحا کا
کل مرے دل کا گھاؤ دیکھا تھا

نہین کھلتا ہے کچھ سبب اس کا
غیر کے گھر جماؤ دیکھا تھا

چھوڑ دی ہمنے حور کی خواہش
تیر ازا بدلگا ؤ دیکھا تھا

آنکھ جب اوٹھ گئی تھی ظالم کی
ہر طرف اک کٹاؤ دیکھا تھا

ہم خریدار کچھ نہین اس کے
جنس الفت کا بہاؤ دیکھا تھا

اب جو دیکھا تو ہوگیا ناسور
دل مین پہلے جو گھاؤ دیکھا تھا

آئنہ شب کو سامنے رکھکر
اوسنے اپنا بناؤ دیکھا تھا

آنکھ سے آنکھ جب لڑائی تھی
اک طبیعت مین چاؤ دیکھا تھا

اون سے حسرت بگاڑ بیٹھے تھے
کچھ اسی مین بناؤ دیکھا تھا

دل کا خانہ خراب کرنا تھا
یہ ہی کار ثواب کرنا تھا

وصل مین بھی حجاب کرتا تھا
مجھ سے یون اجتناب کرتا تھا

ایک ہی پر جفا پسندون مین
دل مرا انتخاب کرتا تھا

تجکو صانع نے یون بنایا ہی
حسن کا انتخاب کرتا تھا

سکتے مین اب ترا جواب نہین
مجکو یون لاجواب کرتا تھا

سچ تو یہ ہے کہ کو بکو بدنام
مجکو چشم پر آب کرتا تھا

دیدۂ دل سے بھی مرے چھپتے
آپ کو گر حجاب کرتا تھا

نہین انصاف سے کہو مجھپر
یون ستم بے حساب کرتا تھا

انتہا ظلم کی بھی ہوتی ہے
خوف روز حساب کرتا تھا

شکوۂ جور کیون کیا ای دل
صبر خانہ خراب کرتا تھا

میری تقدیر یون بگاڑی تھی
غیر کو کامیاب کرتا تھا

آئینہ رکھدیا مقابل مین
آپ کو لاجواب کرتا تھا

دل مضطر کا کچھ نہ پوچھو حال
کر چکا اضطراب کرتا تھا

گر حیا آنکھ مین سمائی تھی
غیر سے بھی حجاب کرتا تھا

سچ تو یہ ہے کہ مفت مین برباد
تمکو حسرت شباب کرتا تھا

پھر وہ مست کرشمہ جو ہونے لگا
دل مین خون آرزو ہونے لگا

کان اسکی زلف بیڈھب لگ گئی
حال وحشی ہو بہو ہونے لگا

لیلیٰ پردہ نشین کیا چھپ گئے
شورِ مجنون چار سو ہونے لگا

پھر تماشا شیدا ہوا حیرت فزا
پھر تماشا کو بکو ہونے لگا

دستِ وحشت ضعف سے اوٹھتے نہین
جیب و دامان کا رفو ہونے لگا

پھر خیالِ زہد حسرت کو ہوا
پھر تیمم پھر وضو ہونے لگا

داغِ جگر چراغ ہے شامِ وصال کا
سرمہ ہے دودِ دل مری چشمِ خیال کا

انداز پا گیا ہے کسی بد خصال کا
اب پیسنا پڑیگا دلِ پائمال کا

کیا کیا لگا چکے ہین تغافل کے ساتھ ساتھ
ایسے ستم پہ پھر بھی ہے سودا وصال کا

اوسکی شمیمِ زلف جو پھیلی ہے چار سو
بگڑا ہوا ہے رنگ نسیمِ شمال کا

تجکو بھی رسم آئیگا او باقیِ ستم
قصہ سنیگا گر کسی آشفتہ حال کا

ہوتا نہین ہے بند کسی فن کا ذکر ہو
حسرت بھی آدمی نظر آیا کمال کا

جذبِ دیرینۂ دل آج مرے کام آیا
کہ مری نعش پہ روتا بتِ خودکام آیا

طرزِ قاصد سے ہویدا ہے کہ نامہ کام آیا
مژدہ ای یاس کہ وہ مرگ کا پیغام آیا

لطف آغازِ محبت مین بھی پورا نہ ملا
ہای افسوس کہ اندیشۂ انجام آیا

ین قاصد کی بہت اونکو پسند آئی نہین
قہر ٹوٹا غضب آیا جو مرا نام آیا

وہ یہ فرماتے ہین حسرت نے بہت جلدی کی

ہجر میں جان کا دینا بھی نہ کچھ کام آیا

وہ تعریف سے بھی خفا ہو گیا
کہ شکر جفا بھی گلا ہو گیا
برا ہو گیا یا بھلا ہو گیا
مقدر میں جو تھا لکھا ہو گیا
ہوا مائل زلف پر دل عبث
گرفتار رنج و بلا ہو گیا
اثر آہ میں کچھ تو آیا کہ آج
اوسے بھی خیال وفا ہو گیا

گیا آج بتخانہ سے کعبہ کو
خدا جانے حسرت کو کیا ہو گیا

وہ شوخ بہر سیر جو کل بد حواس تھا
مجمع سا اک ہراس کا اس دل کے پاس تھا
تیر نظر سے دونوں برابر چھد رہے
دل تھا جگر کے پاس جگر دل کے پاس تھا
امید کی یہ شان مرے گھر وہ آ گئے
وہ کام ہو گیا جو بعید القیاس تھا
طفلی سے پائمال غم و درد ہو گیا
گویا ازل سے عشق مرا روشناس تھا

ملتے ہی آنکھ ایک بت دلفریب سے
حسرت رہین شیون اندوہ و یاس تھا

اوسکے غضب سے حال نہایت سقیم تھا
جھپر وصال میں بھی عذاب جحیم تھا
میں کیا کہوں کہ جلوۂ جانان ذکیا کیا
ناصح کا حال مجھ سے زیادہ سقیم تھا
یہ اور بات ہے کہ جو لکنت پسند ہو
کیا اوس سے بات کرنے کو قابل کلیم تھا
قاتل کو خوف حشر کہاں بلکہ یہی تھی
کیا میرا قتل کوئی ثواب عظیم تھا

کیا میں بتاؤں کون ہوں خانہ خراب ہوں
وہ ہوں جو تیرے کوچہ میں اکثر مقیم تھا

حسرت کو شوق بادہ پرستی ہے کیا ضرور
ہم جانتے ہیں خوب وہ مرد حکیم تھا

اوس گلی کا غبار ہونا تھا
خاک بنکر نثار ہونا تھا

کی شب وصل تیرے وعدہ پر
مفت کا انتظار ہونا تھا

تیر ابروی یار سے حسرت
دل ہمارا فگار ہونا تھا

دیکھکر حال پریشان دل کا
کوئی ہوتا نہیں خواہان دل کا

وصل سے پہلے ہوا ہای وصال
رہ گیا دل ہی میں ارمان دل کا

کثرت یاس خزان بنتی ہے
باغ ہوتا ہے یہ ویران دل کا

ایسی حالت میں خوشی بھی غم ہے
حال پوچھو نہ پریشان دل کا

ناامیدی نے مٹائے سارے
کوئی باقی نہیں ارمان دل کا

دیکھکر بال پریشان اونکے
ہوگیا حال پریشان دل کا

لے چلیں کوی بتا نہیں جنس
کوئی ہوجائیگا خواہان دل کا

لطف تو یہ ہے کہ وہ مجھ سی کہیں
حال تمسے نہیں پنہان دل کا

کوئی گاہک نہیں ملتا ہم کو
اب تو بازار ہے ارزان دل کا

ناصحا تجھکو دکھا دیتا میں
زخم ہوتا جو نمایان دل کا

آپ پر گذرے تو یاد آئے
ہم بہی اوہفت دیے دیتے ہین

حال جو تہا شب ہجران دل کا
تمکو ارمان ہو مری جان دل کا

ایک کافر کا ہی قبضہ حسرت
دین باقی ہے نہ ایمان دل کا

دشمن کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا
اوس بیوفا کو پیار کیا ہمنے کیا کیا

ابتک بہگت رہی ہین اوسیکی مصیبتین
تجکو ستم شعار کیا ہمنے کیا کیا

او بے وفا جہان مین اک تیری واسطے
خود کو ذلیل و خوار کیا ہمنے کیا کیا

گذری شب فراق تو کچہہ موت سے بری
کیون ہای انتظار کیا ہمنے کیا کیا

ممکن نہین کہ قیمت دل کچہہ وصول ہو
سودا یہ کیون اودہار کیا ہمنے کیا کیا

کچہہ میکشی سے حضرت واعظ کی فائدہ
ناحق گناہگار کیا ہمنے کیا کیا

کہتا ہی کچہہ نہ تہا اوس بت مغرور کا جواب
کیون عجز و انکسار کیا ہمنے کیا کیا

اسکے ہی ہاتہون اپنی تو مٹی خراب ہے
کیون دل کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا

جسکو ہمارے نام سے نفرت ہی آجتک
ایسے کو ہای پیار کیا ہمنے کیا کیا

چہپا چہپ کے بتکدے ہی مین سجدہ کیا کیے
کیا شیوہ اختیار کیا ہمنے کیا کیا

حسرت جفا کے عشق مین تا دم بقول داغ
غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا

کس روز مزاج آپکا برہم نہین ہوتا
کیا ابروی نازک مین عیان خم نہین ہوتا

پابند حیا ہوگئی کیا تیری نگہ بھی
اس آہوی وحشی کو کبھی رم نہین ہوتا

دنیا سے چھٹے بھی تو ہوا دین کا کھٹکا
انسان کسی حال مین بے غم نہین ہوتا

جاتے ہو کہان ہمسے یہ دامن کو بچائے
کیا کشتۂ بیداد مین کچھ دم نہین ہوتا

مانا کہ جلائے لب جان بخش نے مردے
ہر شخص مگر عیسیِ مریم نہین ہوتا

کرتے ہو مری جان عبث اپنا پرایا
قانون محبت مین یہ باہم نہین ہوتا

انکار مرے وصل سے کیون ہے بہ کم سن
کیا غنچۂ گل قابل شبنم نہین ہوتا

کم ظرف عبث فارغ کے ہوتے ہین مقابل
روباہ کا بچہ کبھی ضیغم نہین ہوتا

ہو لطف جو وہ مجھ سے شب وصل کہین تو
ارمان ترا اب بھی کوئی کم نہین ہوتا

پیری مین جوانی کے مزے یاد کروگے
انسان پہ یکسان کبھی عالم نہین ہوتا

مین دیکھتا ہون ملتی ہین جب غیر سے آنکھین
یہ طرز یہ انداز یہ عالم نہین ہوتا

مایوس عبث ہوتے ہو کیون میری دوا سے
کیا زخم کا دل کے کوئی مرہم نہین ہوتا

اب تنگ ہے ہو عشق کی باتون سے بہت ہم
درمان سے یہ آزار کبھی کم نہین ہوتا

آتے ہین بہت حسرت و افسوس و تمنا
کیا بیکس و مظلوم کا ماتم نہین ہوتا

دل چھینتی ہین اور بھی دزدیدہ نگاہین
اس طرز سے جوبن ترا کچھ کم نہین ہوتا

حسرت کی بہانہ کثرت [illegible] بوسون کا ارمان
سو بار نکلنے سے بھی یہ کم نہین ہوتا

تمہین پاس ہو گر مری جان کسی کا
رہے دل کا دل مین نہ ارمان کسی کا

نظر آگیا روئے تابان کسی کا
یہ ہے وہ ستم نکلا اب ارمان کسی کا

فلک نے ستا کر کیا ہمکو جیسا
نہ ہو حال ایسا پریشان کسی کا

کسیکی نگاہین سے کلیجے مین اوترین
تصور مین نقشہ ہے مہمان کسی کا

سر حشر یہ بھی تماشا نیا ہو
کسی ہاتھ مین ہو گریبان کسی کا

کہونگا الگ داورِ حشر تجھ سے
کہ دل مین ہے اک راز پنہان کسی کا

محبت نہ ہوتی تو دل کیون تڑپتا
نہ یون حال ہوتا پریشان کسی کا

شب ہجر کرتا ہون سامانِ راحت
مرے دل مین مہمان ہے ارمان کسی کا

تسلی کو میری یہ باتین ہین ساری
تمہین پاس کب ہے مری جان کسی کا

نظر آگئی خوب صورت کسیکی
چلا ہاتھ سے آج ایمان کسی کا

یہ افسوس ہے اپنے مرنیکا حسرت
کھٹکتا رہا دل مین ارمان کسی کا

زاہد جو دیکھے دور سے مٹکا شراب کا
کرنے لگے خود آکے تقاضا شراب کا

آنکھین کسیکی نیند بھری کیا نظر پڑین
بھرنے لگا نگاہ مین نقشا شراب کا

دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے ای محتسب توڑ
ہمشکل میرے دل کے ہے شیشا شراب کا

کہتے ہین اسکو حضرتِ واعظ عدوِ دین
دشمن کا خون پیتا ہے پینا شراب کا

مانا کہ توبہ کی ہے مگر اب یہ حال ہے
رکھا ہے پھر سامنے شیشا شراب کا

ہر دم خیال رہتا ہے اک چشمِ مست کا
دل ہے ہمارا کہ ہے پیاسا شراب کا

میری شبِ فراق کا یہ بھی ہوا اک چراغ
روشن ہو داغ دل مین فتیلا شراب کا

کچھ بیکنا دن کہیں دل سے نکلجاتی آرزو
بارش مین اسکے سینہ جو برستا شراب کا

زاہد کو اسکے پینے سے کیونکر نہو حسد
ملتا نہین ہے مفت پیالا شراب کا

کیا قہر ہے کہ پاس تو اپنے ٹکا نہین
اور خونِ دل سے رنج ہے دونا شراب کا

سمجھے اسے کوئی عرقِ انفعال کیون
زاہد کے منہ پہ ہے یہ پسینا شراب کا

دیکھو جدھر نگاہ اوٹھا کر وہ مست ہے
برسات مین تو چلتا ہے سکا شراب کا

حسرت مری چھٹائے چھٹیگی نہ یہ کبھی
بیٹ ہب پڑا زبان کو چسکا شراب کا

وہ بے وفا عدو سے لپٹکر جو سو گیا
سینہ مین درد دل کے قریب آکے سو گیا

کیا واسطہ جو ترکِ تعلق ہی کر چکے
اب پوچھتے عبث ہو جو ہونا تھا ہو گیا

ایسی بنی ہی تھی کہین مطلوبیت کی شان
دشمن بھی آج تو مری قسمت کو رو گیا

عادت سے کر رہے تھے بہت دل کی وہ تمام
وہ تمکو دیکھکر یہ پکارا کہ لو گیا

وہ کرکے آج وصل کا اقرار پھر گئے
بیدار ہو کے طالعِ بیدار سو گیا

برسات مین یہ آکے پڑا ایکشو یہ قہر
دیکھو یہ صبا سے نمودار ہو گیا

سارے گناہ اس ہی کی تحریر ہو چلے
محشر مین فیصلہ مری قسمت کا ہو گیا

کیا لطف ہو جو حشر مین کہتا اوٹھون یہین
دیدار اب دکھاؤ کہ محشر بھی ہو گیا

کھلتا نہین کہ کیسی وہ بستی ہے کیسے لوگ
اوٹ پھرا نہ پھر عدم آباد جو گیا

بگڑے جو پوچھا آپ کہاں رات بھر رہے
میں اتنی بات سے کہکے گنہگار ہوگیا

سینہ ہی چاک دل کے ہی ٹکڑے بدن ہی چور
بسمل کا تیر سے آج تماشا سا ہوگیا

اوسکی گلی کہیں عدم آباد تو نہیں
اولٹا پھرا نہ لیکے مرا نامہ جو گیا

لایا ہے کھینچ کھینچ کے کسکو مرا مزار
آکر رقیب ہی مرے مرقد پہ رو گیا

دشمن وہی سبے ہیں کبھی دوست جو کہ تھے
کیا انقلاب آج زمانے کو ہوگیا

خود ہی چرا لیا ہے مگر چھیڑ دیکھیے
کہتے ہیں وہ کہ دل تری پہلو سے کھو گیا

آنے لگے ہیں آپ ہی اب تو شمال ہیں
لو خوش ہو حسن شہرۂ آفاق ہوگیا

جمنا نہانے غیر کے ہمراہ چل دیا
میری رہی سہی بھی وہ ساری ڈبو گیا

ہمسے خفا ہوئے تو وہ دشمن سے جا ملے
تقدیر کی ہی بات جو ہونا تھا ہوگیا

کیا پوچھتے ہو حضرت حسرت کا حال تم
سودا کسی کی زلف پریشان کا ہوگیا

طائران خلد میں بھی شور ہے فریاد کا
کام اچھا چل رہا ہے آج کل صیاد کا

یہ نیا انداز ہے اپنے دل ناشاد کا
ہوگیا سو جان سے عاشق تری بیداد کا

کیا ٹھکانا پھر رہیگا عاشق ناشاد کا
ڈھنگ جب دشمن نے سیکھا نالہ و فریاد کا

آشیان تاکا ہے جاکر بلبل ناشاد کا
ہوگیا جنگل میں منگل آج کل صیاد کا

مرغ بسمل کی تڑپ کیا برق کو بھی ہو لئے
دیکھ لیتے گر تڑپنا کشتۂ بیداد کا

پھنس رہا تھا یاں نکلتیں نالۂ آہن گداز
پانی پانی ہوگیا خنجر ترا فولاد کا

کل جہان کی خانہ بربادی وہی کے مری
عشقِ دشمن مین اگر منظور ہے تاثیر کچھ
جو کوئی بانی ہوا اس عشق کی بنیاد کا
ڈھنگ سیکھو مجھسے آکر تم مری فریاد کا

دیکھنے والے کو کہتی ہے تمہاری ہر ادا
وصل کی شب گر نکل جائے تعجب کچھ نہین
یہ محبت کا چلن ہے یہ چلن بیداد کا
لب کو لپکا پڑ گیا ہے آج کل فریاد کا

دل کو تھا سو سر کو باندھو آنکھ کر لو بند تم
ہیرا مرنا ہی ہوا ہے عید اونکے واسطے
ہمنے اب خنا کا اوڑایا غیر کی فریاد کا
ہر طرف سے غلغلہ ہے اک مبارکباد کا

جذبۂ دل کا کیون نہون ممنون عزت رہگئی
سخت جانی کا برا ہو ہاتھ اونکے تھک گئے
ہاتھ پورا پڑ گیا مجھ پر مرے جلاد کا
آج رونا پڑ گیا ہے خنجرِ فولاد کا

وہ بھی دن آئین کہ حسرت تم سے اونکا وصل ہو
شور اوٹھے ہر طرف سے اک مبارکباد کا

رنگ کچھ بدلا ہے جب سے آپنے بیداد کا
ڈھنگ کچھ سیکھا ہے جب سے اوس ستم ایجاد کا
ڈھنگ سب بدلا ہوا ہے عالمِ ایجاد کا
آسمان بھی اب تو موجد بن چلا بیداد کا

دل پھنسا کر چھوڑ دینا کھیل ہے صیاد کا
ہو گیا دشوار جینا بلبلِ ناشاد کو
وان کوئی قیدی نہین رہنا کسی بیجا کا
اب لڑکپن جوش مین آیا مری صیاد کا

وہ کہین فرمائین بھی یہ ہائے کسکا نام لین
یہ تو ممکن ہی نہین وہ رنگ ہو وہ ڈھنگ ہو
ہم غنیمت جان لین بھولے سے آنا یاد کا
آجکل لڑکے کرین گو سامنا اوستاد کا

جسکا جی چاہے چورائے شعر آزادی ملی
ہمنے حق چھوڑا ہے انکو اپنی ہی اولاد کا

مجھ سے کہتے ہو کہ پچھتاینگے محشر مین تمہین
اللہ اللہ کیا ٹھکانا ہے تمہاری یاد کا

سب چلے جاتے ہین لیکن اپنا سامان چھوڑکر
یا خدا الٹا ہی رستہ کیا عدم آباد کا

روز مرہ واسطے جانیکا ہی جاری سلسلہ
رات دن چلتا ہی کیا رستہ عدم آباد کا

موت سے جھگڑی ہوئی ہین اور وقتِ نزع ہے
پر ابھی تک منتظر ہون آپکے ارشاد کا

آج لیجے گواہِ دل اگر منظور ہے
فیصلہ کرنا کسی کے عشق کی روداد کا

یہ تمنا ہی محشر ہی یہ حسرت سے کہے
ای مری شیرین خدا یہ وقت ہے امداد کا

بے حواسی ہین بُرا ہو اس دلِ ناشاد کا
غیر کو موقع ملا ہے ہی مری امداد کا

پر کے بدلے پاؤن توڑا بلبلِ ناشاد کا
کھلنے والون پر لڑکپن کھل گیا صیاد کا

فیصلہ محشر مین ہوگا داد کا بیداد کا
وہ ہی دن آخر تو ٹھہرا ہی کسیکی یاد کا

ہو گیا دشوار جانا اب مراد آباد کا
دل کا دل ہی مین رہا ارمان دلِ ناشاد کا

کوئی پہلو بھی نچھوڑا اس نے مین نام کو
سچ تو یہ حصہ ہوا ہی داغ سے اوستاد کا

ایسی قسمت ہی کہان جو کوئی ایسی جان دے
لیجے مرنا تماشا ہو گیا فرہاد کا

دل سے شیرین کے کوئی پوچھے کہ کیا وہ بات تھی
جو کہا کرتا تھا تیشہ رات دن فرہاد کا

ایک ہی پل مین ہوا برباد کاخِ زندگی
کیا ٹھکانا ہی بھرا ایسے قصرِ بے بنیاد کا

داد محنت کی ملے تو پھر وہ دنیا ہی نہین
لطف باقی ہے نہ پایا جنتِ شداد کا

دیکھلو متھرا مین جاکر جب کبھی منظور ہو
یہ ہی ٹکڑا رہ گیا ہے جنتِ شداد کا

میر تقی مرے سدہار گیا جہان سے اہل عشق
کوئی قاتل مین ہے ماتم آجکل فرہاد کا

جو کسی کی زلف مین جاکر خوشی سے پہنس گئے
اون اسیرون کی ٹہکانا کیا رہا صیاد کا

موم کرنا گر سیکہے سخت دل کو لطف تہا
کیا سکندر نے بنایا آئنہ فولاد کا

ہم نہ دہوکا کہائینگے دہوکا نہ دو پچہتاؤگے
یاد ہے ہمکو بہی اک پورا سبق اوستاد کا

اب نہ وہ دلی رہی ہے اور نہ ویسے لوگ ہین
نام ہی نام اب تو باقی ہے جہان آباد کا

ناک دلی کی ہین اور ساری جہان کی نوک ہین
آجکل تو دم غنیمت ہے مرے اوستاد کا

تہا کبہی حسرت بہی انسان اب تو ہے وحشت زدہ
پوچہتے ہو کیا پتا اوس خانمان برباد کا

اون گیسوؤن مین دل کو پہنسایا غضب کیا
دام بلا مین آپ ہی آیا غضب کیا

سہہ سہکے ظلم مفت مین عادت بگاڑ دی
اوسکو ستم شعار بنایا غضب کیا

دل مین ذرا خیال کرو میری سامنے
دشمن کو تمنے پاس بٹہایا غضب کیا

نالون نے میرے کہلکہی وہ چشم مست خواب
فتنہ جو سو رہا تہا اوٹہایا غضب کیا

از حد وہ بدگمان ہے پہر اوس پہ نکتہ چین
کیون ہمنے حال زار سنایا غضب کیا

سچ پوچہیے تو گردش تقدیر ہی ہے یہ
بیٹہے بٹہائے اوسکو ملایا غضب کیا

وہ بیوفا ہے پہلے سے یہ جانتے تہے ہم
جاکر پہر اوس سے دل کو لگایا غضب کیا

دشمن کو دوست سمجہے حماقت تو دیکہیے
ہمنے رقیب یار بنایا غضب کیا

ایسی بڑی ہوئی ہے جسارت رقیب کی
وہ اوسکے ساتہ گہر مرے آیا غضب کیا

وہ آرہے تھے رات کو گھر سے رقیب کے
اور ہمنے حال اپنا سنایا غضب کیا

بیٹھا ہے جا کے محفل اعدا میں انکے پاس
حسرت نے سبکو خوب جلایا غضب کیا

کچھ تو ہو حیلہ کسی کی یاد کا
سلسلہ جاری رہے فریاد کا

وہ یہ کہتے ہیں کہ ہوگا امتحان
خوب موقع ملگیا بیداد کا

جان شیرین کا ہی دینا کیا محال
یاد ہے قصہ ہمین فرہاد کا

ظلم سہکر بھی دعا دیتے ہیں سب
کیا سلیقہ ہے تمہین بیداد کا

واہ وا اے سخت جانی واہ وا
پھر گیا منہ خنجر فولاد کا

دل کو تھا شوق اسیری وہ مٹا
ہم پہ احسان ہوگیا صیاد کا

کیا تعجب ہے جو نکلے وصل میں
لب کو چسکا پڑ گیا فریاد کا

شغل دل کو اور تو باقی نہیں
مشغلہ ہے اک تمہاری یاد کا

وصل اونکا ہوگیا حسرت سے آج
ہے یہی موقع مبارکباد کا

کبھی شراب ہوس سے انگور دور تھا
وہ مست ہوگئی نشہ میں پہلے ہی چور تھا

دیکھا گیا نہ آپ ہی اس چشم شوق سے
جلوہ مری نگاہ سے تھوڑی ہی دور تھا

موسیٰ کے اشتیاق نے رتبہ بڑھا دیا
وہ بھی تو کوہ طور ہے جو پہلے طور تھا

مدنظر جو حسرت و ارمان کی لوٹ تھی
یہ دل تری نگاہ کے قابل ضرور تھا

مانا کہ تم تو سب مین ہو کوئی اور ہی سہی ؎ آخر ہمارا کوئی تو قاتل ضرور تھا

جلوے نے تیرے سرمۂ اہل بصر کیا ؎ پتھر کا ورنہ ڈھیر ہی کوہ طور تھا

معمور چشم شوق یہ جلوے سے ہو گئی ؎ اوٹھی جدھر نگاہ اودھر کوہ طور تھا

حائل تھی ایک بیخودی شوق ورنہ یان ؎ مین ہی نہ اوس سے دور نہ وہ مجھ سے دور تھا

کس کام کے ہین پھر کشش و جذب دل مرے ؎ اوتنی ہی دور اب بھی ہے وہ جتنی دور تھا

کھوئے گئے ہین ہوش مگر یہ تو یاد ہے ؎ ہمسے کسی سے وعدۂ پنہان ضرور تھا

خالق کو تھی یہ حاجت نور محمدی ؎ جلوے کا کوئی دیکھنے والا ضرور تھا

اوٹھی ہی تھی نہ شاہد معنی سے کچھ نقاب ؎ شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا

میخانۂ ازل ہی مین رہتے نہ کاش ہوش ؎ اک جام بیخودی کا پلانا ضرور تھا

شاید کہین یہ سایۂ ابلیس پڑ گیا ؎ آدم کی خاک مین تو نہ کبر و غرور تھا

اک پیر میکدہ نے اوسے بھی لٹھا لیا ؎ وہ دل کہ جسکو شوق شراب طہور تھا

بیت الحزن ہے اب تو فقط نام رہ گیا ؎ وہ دن گئے جہان یہ دار السرور تھا

نیرنگیان یہ سب نہین فقط حسن و عشق کی ؎ کوئی کلیم تھا نہ کوئی کوہ طور تھا

کچھ آ گئی تھی یوم قیامت یہ تیرگی ؎ یہ تیرگی بخت کا میرے ظہور تھا

حسرت یہ انقلاب زمانے کا حال ہے
وہ کام کر رہے ہین کہ جن سے نفور تھا

نام باقی نہین دیانت کا ؎ اک نشان ہے یہی قیامت کا

سامنا پہر ہوا لکہہ آفت کا
آدمی ہو ذرا جو ہمت کا

اب مروت کا چہوٹنا دشوار
خاصہ ہو گیا طبیعت کا

اچہی صورت پہ آج مرتے ہین
کون گاہک ہی نیک سیرت کا

وہ مرے بعد مرگ آئے ہین
وقت تہا یہ ہی تو عیادت کا

مٹ گئے راہ عشق مین پہلے
شوق کچہہ تہا جنہین شہادت کا

رند ہو پارسا ہو کوئی ہو
شیوہ رکہتا ہو آدمیت کا

ترک عادت ہی اک عداوت ہی
چہوٹنا سہل کیا ہی عادت کا

ہای ان واعظونکی بحثون سے
فیصلہ ہو گیا شریعت کا

دل مین ارمان آہی جاتے ہین
مقتضی سے یہی طبیعت کا

مرنے جاتی ہین سیکڑون واعظ
خوب رستہ کہلا ہی جنت کا

زاہدون کو خیال حور نعیم
مشغلہ مل گیا طبیعت کا

وہ طبیعت ہی اب نہین افسوس
رنگ بدلا ہوا ہی حسرت کا

ردیف الباء

مفت ہوتے ہو کیون خفا صاحب
کچہہ نہین میرا مدعا صاحب

تم خفا ہو تو ہو چکا راضی
مجہہ سے محشر مین بہی خفا صاحب

غضب اپنے تم سے بے وفائی کی
مجہہ سے کیون ہوتے ہو خفا صاحب

ہم تو کہتے ہیں خیر خواہی کی
تم نہیں مانتے کہا صاحب

مجھ سے بیگانگی ہے کیوں کیسی
ہو گیا کون آشنا صاحب

گر یہی حکم ہے تو جانے دو
اب کہونگا نہ مدعا صاحب

کون گنتا ہے مجھکو زندہ نہیں
جیتے جی ہیں تو مر گیا صاحب

حسرت ایسا نہیں جو شکوہ کرے
بھڑیہ کہتا یہ کب کہا صاحب

نازل ہوئی یہ جان پہ کیسی بلا ہے اب
میری شب فراق ہے زلف دوتا ہے اب

ارمان وصل جتنے تھے پورے وہ ہو چکے
تجھ سے تو قتل ہی کا فقط مدعا ہے اب

مجھکو ہوا نہ شکوے کے کرنے سے فائدہ
اولٹا اونہیں خیال ستم کا ہوا ہے اب

کہتے ہیں وہ کہ غیر کا تو نے گلا کیا
یہ میرے ہاتھ قتل کا بیڑا لگا ہے اب

فریاد میری کیوں نہیں سنتا ہے اے خدا
کیا تو بتوں کے جور سے راضی ہوا ہے اب

معشوق وہ ہے توبہ و انکار کر چکا
حسرت بتا تو یار تری دل میں کیا ہے اب

دل کی مراد ہاتھ نہ آئی تمام شب
کیا کیا نہ اوس نے بات بنائی تمام شب

ذکر رقیب پر سے لڑائی تمام شب
کل وصل میں بھی نیند نہ آئی تمام شب

صورت دکھا کے چاند نے مجکو شب فراق
اوس ماہرو کی یاد دلائی تمام شب

ارمان غیر نے تو نکالے ہیں صبح تک
مانا کہ مجکو نیند نہ آئی تمام شب

پردے کی بات ہے کوئی کہتا نہیں مگر | تکلیف کچھ کسی نے اوٹھائی تمام شب
آفت فقرہ نے کی تو قیامت نگاہ نے | کیا کیا بلا نہ جان پر آئی تمام شب
اللہ رے میرے طالعِ بیدار کا اثر | اوس فتنہ گر کو نیند نہ آئی تمام شب
اک ہم ہیں اور لب پہ فغاں ہے تمام رات | اک وہ ہیں اور نغمہ سرائی تمام شب
افسوس و یاس و حسرت و ارمان و درد و غم | کس کس نے مجھکو شکل دکھائی تمام شب
اوبلی ہوئی ہیں نشہ سے آنکھیں یہ بے غلط | کس کس سے تو نے آنکھ لڑائی تمام شب

آرام سے تمنے خانۂ اغیار میں کیا
حسرت نے خوب دہوم مچائی تمام شب

جب ہوئے رخسار انور ماہتاب و آفتاب | رہ چکے پھر آسمان پر ماہتاب و آفتاب
رات دن کہاتے ہیں چکر ماہتاب و آفتاب | کیا بلا لائینگے سر پر ماہتاب و آفتاب
کر دیا کس نے ہتنا یہ عارضِ پر نور سے | ہو گئے جامے سے باہر ماہتاب و آفتاب
آئنہ دستِ نگارین میں اوٹھا کر دیکھیے | جلوہ گر ہیں اک جگہ پر ماہتاب و آفتاب
یا الٰہی کون ایسا جلوہ گر ہے بام پر | شرم سے کہاتے ہیں چکر ماہتاب و آفتاب
ہے جہاں میں کون اب تیرے سوا ای رشکِ حور | سر جھکائیں جسکے در پر ماہتاب و آفتاب
پڑ گیا ہے عکس کس کے عارضِ پر نور کا | ہیں مئے گلگون کے ساغر ماہتاب و آفتاب
ساغرِ صہبا ہے دستِ ساقیِ گلفام میں | آج دیکھے ہیں برابر ماہتاب و آفتاب
نور میں جلوے میں انداز و ادا میں یہ اندن | کب ہوئے اوس بت کے ہمسر ماہتاب و آفتاب

ہمنے حسرت دیکھو دی تشبیہ روی یار سے
دیکھیے کیا لائیں چکر ماہتاب و آفتاب

آسمان پورا ہی سفاکی مین قاتل کا جواب
پر نہین ہی مرغ بسمل تیرے بسمل کا جواب

دیکھیے انکار ہو یار و زمحشر پر ٹلے
خونبہا کے واسطے جو کچھہ ہو قاتل کا جواب

نام لے اس آگ کا تو صاف جلجائی زبان
ہی کہان نارِ جہنم سوزشِ دل کا جواب

سادہ رو تہوڑی سی حورین اور غلمان بے نمک
ہمنے جنت مین نہ پایا تیری محفل کا جواب

آسمان ہی گو ستمگار و جفا پیشہ سہی
لائیگا کس گھر سے لیکن تیرے قاتل کا جواب

طالبِ بوسہ ہی دل یہ کب ٹلے گا بے لیے
گالیون پر ٹالتے ہو اسیے سائل کا جواب

جو کیا جس نے وہی پیش آئیگا آخر وسے
حشر مین ملجائیگا سب صدق و باطل کا جواب

گدگداتا ہی مجھے ہر طرح حسرت کیا کرون
شوق کہتا ہی کہ لیلون خواہش دل کا جواب

پائے اس دل مین اگر نشو و نما موجِ شراب
نفسِ تیز سے ہو جائے سوا موجِ شراب

نمکِ حسن سے ساقی کے ہوا نشئہ زیاد
قلزمِ دل مین ہوئی شور فزا موجِ شراب

انقلابِ شبِ ہجران کا اثر تو دیکھو
خستہ جانون کو بنی سیلِ فنا موجِ شراب

مژدہ ای بادہ کشو دل کی تمنا نکلی
دستِ ساقی مین ہوئی بال کشا موجِ شراب

بزمِ معشوق مین ہی عیش فزا بادۂ ناب
دلِ عشاق سے اندوہ ربا موجِ شراب

برق خاطف ہی پے خرمنِ توبہ توبہ
ہی کسی کان کی بجلی کی ضیا موجِ شراب

بن گئی دل کی تمنا سے الٰہی توبہ — اضطرابِ دلِ بسمل کی دعا موجِ شراب

آج کیا ہے جو درِ میکدہ وا ہے ساقی — اسمین آتے ہی بنی موجِ صبا موجِ شراب

لے رہی ہے نگہِ مست ہزارون لہرین — در و دیوار سے ہے جلوہ نما موجِ شراب

یہ تمنا دلِ حسرت کی ہے ساقی اب تو
آئے وہ وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب

جلوہ افروز جو ہو وقتِ سحر موجِ شراب — در و دیوار کو دے رنگِ دگر موجِ شراب

عیش کے وقت مین کرتی ہے اثر موجِ شراب — کہ ادھر موجِ طبیعت ہے ادھر موجِ شراب

حلق سے اوتری جو زاہد کے تو وہ بول اٹھے — حکمِ اکسیر کا رکھتی ہے مگر موجِ شراب

دیکھنا پھر لبِ معشوق سے نکلے کیا کیا — جلوہ افزا سرِ محفل ہو اگر موجِ شراب

یاد یا رب ہوا ہے شغلِ صبوحی کس کا — بن گئی شائبۂ بادِ سحر موجِ شراب

بندھ گیا ہے کسی میکش کا تصور دل مین — آئی ہر سمت سے جو آج نظر موجِ شراب

ساقیا کیا ہے سبب کس کی تسلی کو یون — آج اس زور سے جاتی ہے کدھر موجِ شراب

جمگھٹا بادہ کشون کا ہو تماشا جب سے — اور بہتی ہو سرِ راہگذر موجِ شراب

ہائے افسوس یہ حسرت کا زمانہ پہنچا
اوس سے کرنے لگی کمبخت حذر موجِ شراب

عشق مین گذرینگے اپنے دن خراب — یہ جوانی کا کریگا سن خراب

ترکِ مے کیا ہو سکے برسات مین — واقعی ہین آجکل کے دن خراب

تم جدا ہو کے ہم سے کس کے گھر رہے
رات بھر ہم تو رہے تم بن خراب

ہجر میں احباب کی کیا چل سکے
کیا کریں جب آ گئے ہوں دن خراب

دوستوں کا آجکل یہ حال ہے
ظاہرا اچھے مگر باطن خراب

گو نہیں بنتی مرے معشوق بن
دل کا دینا تو ہے لیکن خراب

لیجیے دل پر ضمانت دیجیے
اور یہ بھی ہے کہ ہو ضامن خراب

کیجیے لاشہ کو میرے بعد مرگ
آپ سے گر ہو سکے ممکن خراب

تو پریوش وہ ہے انسان ہی نہیں
عشق میں تیرے ہوئی ہیں جن خراب

آہ کیجیے تا اوسے ہو کچھ اثر
رات کیوں کرتے ہو تارے گن خراب

حضرت واعظ نہ دل پر کیجیو
عشقبازی کو تو ہے یہ سن خراب

حضرت دل تم جدا جب سے ہوئے
کیا کہیں کیسے رہے تم بن خراب

تجھ سے بگڑیں گے کبھی تو وہ عدو
آئینگے تیرے بھی ظالم دن خراب

عشق کا بھی ہے عجائب فیصلہ
مضطرب ہے یوں کہ دل ان خراب

کچھ نہیں تدبیر ہو سکے وصل کی
کیا کریں ہم آ گئے ہیں دن خراب

ہاں الگ ہی ان کے رہنا چاہیے
کوچۂ دنیا کے ہیں ساکن خراب

اس جوانی میں کریں توبہ مگر
ایسی باتوں کو ہے حسرتؔ سن خراب

ردیف الباء فارسی

بیباک ایسے ہو گئے کسکی نظر سے آپ
یوں تاک جھانک کرتے تھے کب چاک در سے آپ

واقف نہیں ہوے ابھی روزِ دگر سے آپ
چھپتے پھرینگے حشر کو میری نظر سے آپ

یارب یہ کس کا خلد میں دیدار ہو گیا
جلوے ٹپک رہے ہیں جو دیوار و در سے آپ

چہرہ اوداس رنگ ہے فق نیلگوں ہیں لب
صورت بنا کے آئے ہیں کیسی تھکے گھر سے آپ

کیا کیا ہجوم شرم تہا کچھ اب بھی یاد ہے
کب دیکھتے تھے روزنِ دیوار و در سے آپ

اوس چشم شرمگین سے عیان ہے خمارِ شب
لو حال کھل گیا ہے کسی کی نظر سے آپ

شرم و حیا و ناز ہیں مانع سوال کے
کیا حال پوچھتے کسی خستہ جگر سے آپ

وہ آپ کا وقار وہ تمکین کہان گئی
شوخی میں ہیں بڑھی ہوی اپنی نظر سے آپ

سودا یہ وہ ہے جس نے ملایا ہے خاک میں
کیونکر اوتار دینگے اسے اپنے سر سے آپ

شوخی کے ساتھ ایسی حیا ہے بڑھی ہوی
کوسون گریز کرتے ہیں اپنی نظر سے آپ

کیا فائدہ ہے پرسشِ احوالِ عشق سے
بیخود بنے ہوئے ہیں جو اپنی خبر سے آپ

پھرتے ہیں ساتھ غیر کے اب وہ کھلکے ملے
جنکو حجاب تھا کبھی اپنی نظر سے آپ

پھر ہم بھی دیکھ لینگے یہ سب زہد و اتقا
حسرت ہوے دو چار جو اوس فتنہ گر سے آپ

آ رہے گا مری نالوں میں اثر آپ سے آپ
وہ چلے آئینگے اک دن مرے گھر آپ سے آپ

صاف کہتا ہے مرا جان پہ سینہ کا ابھار
آئینگے نخلِ جوانی میں ثمر آپ سے آپ

آنکھ بھی نہیں ہوتی تھی تمہاری کل تک
آج کیا ہے جو چراتے ہو نظر آپ سے آپ

گر نہین تمکو یقین پاس سے جاکر دیکھو — حال ہو جائیگا یان تو یہ دگر آپ سے آپ

ہم سے تو بھی کوئی کہجائے تو کچھ سچ نہین — آپ ہو جاینگے خفا کہدے اگر آپ سے آپ

نہ گیا تھا کوئی مہمان بلانے اسکو — دل مین آیا ہے ترا تیر نظر آپ سے آپ

ہاتھہ سینہ پہ رکھا اوسنے جو بہر تسکین — دور ہو جائیگا یہ درد جگر آپ سے آپ

حضرت عشق ہی ایسے ہین کہ آجاتے ہین — اور آتا نہین انسان کو ہنر آپ سے آپ

لاکھہ چھپکر رکھو کھلجائے گا وصل دشمن — کہ برے کام کی ہوتی ہے خبر آپ سے آپ

جذبۂ دل جو مرا کھینچ کے لائیگا اوسے — ہو رہیگی شب فرقت کی سحر آپ سے آپ

خون اشکون کے جو ہمراہ نکل جائیگا — آنکھہ مین آئینگے پھر لخت جگر آپ سے آپ

دست نازک سے ذرا آکے وہ آنسو پوچھین — رنگ لائینگے مری دیدۂ تر آپ سے آپ

سچ تو یہ ہے کہ ہے کوشش سے ہی ملنا دشوار — اس زمانے مین تو ملتا نہین زر آپ سے آپ

عشقبازی کا تمہین شوق تو ہوا ہے حسرت
دور ہو جائیگی جو کچھ ہے کسر آپ سے آپ

ہوئے کچھ دل مین دونون سوچکر چپ — ادھر خاموش مین ہون وہ ادھر چپ

کرینگے وہ تجھے پیغام بر چپ — نہونا حرف مطلب پر مگر چپ

صدا دیتے ہین ہر فریاد کے ساتھہ — مرے گھر کے نہین دیوار و در چپ

نکل جاتا ہے خاموشی مین مطلب — وہ ہوتے ہین مری ہر بات پر چپ

زمانے کی نہین ہے ایک حالت — کوئی گویا ہے اور کوئی بشر چپ

ندامت سے اوٹھائیے پھر نہ گردن
ہوے یہ شکوہ بے ادب پر چپ

کیا کرتے ہو یہاں آنے میں سو عذر
سے چلے جاتے ہو تم دشمن کے گھر چپ

یہ کیا کلمہ تمہارے منہ لگا ہے
کہا کرتے ہو کیوں ہر بات پر چپ

اوسے شوق ستم میں طالب جور
نہ میں چپ ہوں نہ وہ بیداد گر چپ

ملا یہ بیخودی شوق میں لطف
کہ اب رہتے ہیں ہم آٹھوں پہر چپ

بتاؤ تو کہ ہے کیا بات حسرت
مجھے تم آج آتے ہو نظر چپ

بگڑا ہوا ہے آج مری چارہ گر کا روپ
دیکھا ہے اس نے کیا کسی شکل قمر کا روپ

خط سے زیادہ اوسکا گریبان چاک ہے
بدلا ہوا ہے آج مرے نامہ بر کا روپ

غیروں کے ہاتھ پڑنے لگے جب سے بار بار
اگلا سا وہ نہیں تری نازک کمر کا روپ

پروا اسکی خلد میں حوروں کی کیا اوسے
دیکھا ہے جس نے تجھ سے بت عشوہ گر کا روپ

کیا ہمصفیر دیکھکے خوش ہونگے باغ میں
سب مٹ گیا قفس میں مرے بال و پر کا روپ

بزم عدو میں اسکو نظر ہو گئی نہو
بدلا ہوا ہے آج تمہاری نظر کا روپ

دیکھے ادھر مجال ہے کس خیرہ چشم کی
کیا کم ہے آفتاب سے داغ جگر کا روپ

مژگان پہ جم گیا ہے جو ٹکڑے کے لخت دل
مرجان سے کم نہیں ہے مری چشم تر کا روپ

حسرت سے داغ کھائیں اگر دیکھیں مہر و ماہ
دل کا ہماری روپ ہماری جگر کا روپ

حسرت ابھی تک آپکو دعوی ہے ضبط کا

دیکھا نہیں ہے آپنے اوس شوخ گلعذار کی تڑپ

ناصح جو دیکھے تو دلِ بیتاب کی تڑپ
پیدا ہو آنکھ مین تری سیماب کی تڑپ

یون لوٹتا ہے کوچۂ جانان مین دل مرا
ساحل پہ جیسے ماہیِ بے آب کی تڑپ

مجھ سے زیادہ میرے لیے بیقرار ہین
بسمل ہوے ہے سوا مرے احباب کی تڑپ

دیکھی جو میری نبض کہا چارہ ساز نے
بجلی کی یہ تڑپ ہے کہ سیماب کی تڑپ

کم ابر سے نہیں ہے مری چشم اشکبار
بجلی سے کم نہین دلِ بیتاب کی تڑپ

دل سے سوا الگ ہے مرے دل کے داغ کی
بجلی سی ہے پڑی ہوئی مہتاب کی تڑپ

تیور چڑھا کے دیکھنا وہ سبزہ رنگ دیکھ
دیکھی ہوئی ہے تیغِ سیہ تاب کی تڑپ

دیکھا جو آج خندۂ دندان نما ترا
بجلی سے بڑھ گئی دُرِ نایاب کی تڑپ

کیا کہیے حال حسرتِ خانہ خراب کا
ایسی نہین ہے ماہیِ بے آب کی تڑپ

جان جاتی ہے میری آئیے آپ
آئیے یا مجھے بلائیے آپ

ہم بھی تو سر جھکائے بیٹھے ہین
تیغ گردن پہ اب لگائیے آپ

موت آتی ہے اور نہ وہ ظالم
اس سے بہتر ہے زہر کھائیے آپ

کوئی فرقت مین زہر کھاتا ہے
کچھ خدا کا تو خوف کھائیے آپ

تنگ ہوتا ہون حضرتِ ناصح
پاس سے میرے اوٹھکے جائیے آپ

کیا عدو سے نہین ہے میل ملاپ
اوسکے سر کی قسم تو کھائیے آپ

ہو چکے گرم ہو چکا غصہ — ٹھنڈے ٹھنڈے یہان سے جائیے آپ

ہو چکی بات عیش کی حسرت
درد و غم کی بھی کچھ سنائیے آپ

ردیف التاء

کیا اسے کوئی بھیجے پیغام محبت — لیتا نہین جو بھول کے بھی نام محبت

گر جور و جفا پر رہا انجام محبت — لیگا نہ زمانے مین کوئی نام محبت

کہتے ہو شب وصل عدو ذبح کرینگے — کیا خوب دیا آپ نے انعام محبت

تصویر عدو دیکھ کے وہ آپ ہی بولا — ایسون کا تو اچھا نہین انجام محبت

یہ صاف بتاتی ہے تری زلف پریشان — تڑپا ہے کوئی آج تہ دام محبت

یہ یک قیامت ہی تو وہ سخت بلا ہے — اس طور سے گذری سحر و شام محبت

ہو دیدۂ بینا تو کوئی غور سے دیکھے — کم بام فلک سے نہین کچھ بام محبت

کھائے ہون کبھی جس نے وہی ذائقہ جانے — شیرین ہین بہت قند سے دشنام محبت

لیتے ہین مزے رند قلندر ہی کچھ اسکے — تقدیر مین زاہد کی نہین جام محبت

جینے کا نہ کچھ لطف نہ مرنے کا مزا ہے — جس پر نہ چلی ہو کبھی صمصام محبت

چلتا ہون یہی بیخودی شوق مین کہکر — اچھا ہی جو ٹوٹا ہی رہے گا جام محبت

کھلتا نہ مرا حال اگر اشک نہ ہوتے — کم بخت یہی ہو گئے نمام محبت

آتا ہے مجھے خوف اسی نام سے حسرت

لینا نہ مرے سامنے تم نام محبت

گر یوں ہی رہا کوئی دن آزارِ محبت
سمجھے گا نہیں ایک بھی بیمارِ محبت

اچھا نہیں ہوتا کبھی بیمارِ محبت
جاتا نہیں ہو کر کبھی آزارِ محبت

ممکن نہیں ایسے سے ہو اظہارِ محبت
جسنے یہ سنی ہو کبھی گفتارِ محبت

یہ گرم ہے اوس کوچہ میں بازارِ محبت
ہیں سیکڑوں معشوق خریدارِ محبت

مقتل میں اگر قتل کرو ہاتھ سے اپنے
تو سر سے اوترجائے مری بارِ محبت

رکھا نہ اسے بیٹنے تو مہمان سمجھکر
گھر کر گیا دل میں مرے سوفارِ محبت

کھانے کو غم و رنج تو ملجاتا ہی مجھکو
کافی ہے مرے واسطے سرکارِ محبت

میں اور کسی بات کا خواہاں نہیں تم سے
ہوں ایک فقط دل سے طلبگارِ محبت

میرا سا ترا حال ہوا ناصحِ نادان
کھلجائیں اگر تجھپہ کچھ اسرارِ محبت

دل دیچکے برباد ہوئے جان سے گذرے
اب تک بھی نہیں آپکو اقرارِ محبت

ہو رکھے دیتے ہیں کہ دیکھا ہے زمانہ
حسرت سے عبث آپکو انکارِ محبت

نہ تم اپنے نہ دل اپنا نہ اپنی آشنا قسمت
یہ میرا طالع واژوں یہ میری نارسا قسمت

نہیں لکھا ہے کچھ اس میں بجز اندوہ حسرت کے
بدل دی غیر کی قسمت سے میری ایجدا قسمت

کریں عدہ بھی وہ آنیکا تو مجکو یقین ہے کہ
کبھی پورا انہوں نے دیگی میرا مدعا قسمت

مصیبت کو سہتا رنج و آفت کسکے سر پڑتی
نہوتی اسطرح کی گر ہماری ایجدا قسمت

نہ سوزش ہو نہ کاہش ہو نہ بیتابی نہ ناچاری
تری قسمت سے لڑ جائی جو میری بیوفا قسمت

کیا ہی حال ایسا اب تو تیری سوزِ ہجران نے
کبھی یا رب زبان پر ہی کبھی کہتا ہون یا قسمت

یہان دن رات ملتی ہی تمنا جسکی تجکو ہے
تری قسمت سی اچھی ہی ہماری پارسا قسمت

عبث سمجھی ہی تو تیرے سہارے لوگ بیٹھے ہین
خدا کا آسرا ہے تیرا کیا ہی آسرا قسمت

دعا یہ ہی کہ سب جن و بشر ہون تابعِ فرمان
سلیمان کی عطا حسرت کو کر دی ایزدا قسمت

کیا تاب اونکی بات کو کہیے جو نادرست
وہ جھوٹ ہی کہیں تو کہون مین بجا درست

اس عاشقی مین جیسے کو تیسا ملا ہی خوب
کیا غیر نے کیا ہی تجھے بے وفا درست

یہ ضد بڑی ہوئی ہے کہ وصلِ رقیب کو
گر مین کہون درست وہ فرمائین نادرست

وہ آئین اور پھر کچھ نہو ہمکو ہو جب یقین
گر امتحان مین اونسے کوئی پارسا درست

اتنا ہی یاد شکوہ پہ وصلِ رقیب سے
کہنا کسی کا ہای وہ جی ہان بجا درست

پہلو ہر ایک بات مین نکلے ہین سیکڑون
اک طرح ہی درست تو اک طرح نادرست

اپنون مین پائی ہمنے تو بیگانگی کی بو
ہمکو کوئی ملا ہی نہین آشنا درست

رہبر ہر ایک گام پہ ہی شوقِ بیخودی
کیا رہروانِ عشق کا ہے راستا درست

اوس سنگدل کے دل مین جگہہ تک نکر سکے
افسوس کوئی کام نہ ہمسے بنا درست

پھر دیکھون کسطرح نہین ہوتا نہین اثر
بیٹھے اگر ہدف پہ یہ تیرِ دعا درست

کیا بے بسی ہی غیر کی تعریف اوسنے کی
اور ہمکو دل کو تھام کے کہنا پڑا درست

وہ مہرباں ہوں تو بھی تو ممکن نہیں وصال
حسرت میں کیا کہوں مری قسمت ہے نادرست

کیا خاک دل نشیں ہو مرے چارہ گر کی بات
ہے دردِ دل کی بات نہ دردِ جگر کی بات

قاصد نہ لینا ہاتھ میں جل جائیگا ورق
تحریر ہوگی جب مرے سوزِ جگر کی بات

ہو دردمند میرا نصیحت کو چھوڑ کر
ناصح اگر سنے مرے دردِ جگر کی بات

کوئی بھی اوسکے جور کا زیبا نہیں یقین
بیداد سب بنی ہوئی ہے فتنہ گر کی بات

شرمندگی سے ہو گئی نوبت جنوں تکی
آئی نہیں سمجھ میں مرے نامہ بر کی بات

قسمت [illegible]
سن لے جو کوئی حسرتِ خستہ جگر کی بات

نکلی ہے نئی اور یہ بیداد کی صورت
آتی ہے نظر [illegible] بیداد کی صورت

گر یوں ہی قفس میں رہی فریاد کی صورت
بگڑے گی اسیروں سے بھی صیاد کی صورت

تصویر تری کھینچکے دل کھینچنے لگا ہے
بگڑی ہے بہت مانی و بہزاد کی صورت

دھوکا ہے مرے عشق پہ کیا اوسکو جنوں کا
آتی ہے نظر آج جو فصاد کی صورت

بے عشق نہیں کوچۂ دلدار سے [illegible]
دیکھیں نہ کبھی جنتِ شداد کی صورت

حسرت کو کبھی دیکھکے کہتا ہے یہ مجنوں
اللہ نے دکھائی مجھے استاد کی صورت

تڑپ تڑپ کے کسی [illegible] گذاری رات
کسی کی [illegible] رات

عدو کے ساتھ گذاری ہے تمنے ساری رات
خبر ہے کیا تمہین کیسی کٹی ہماری رات

نئی نئی وہ طبیعت کا لوٹ کر آنا
کسیکو نیند نہ آنا وہ ہای ساری رات

کسی کے ساتھ کبھی عیش مین گذرتی تھی
ضرور مر گئے وہ دن وہ پیاری پیاری رات

تمہین وصال عدو تھا مجھے وصال وصال
شریک ہو نہین سکتی مری تمہاری رات

کسی نے رات کے آنیکا کیا وعدہ
جو آج صبح سے کہتا ہون کہ آری رات

شب فراق گذرتی ہے روز مجھ سے بڑی
مثل یہ سچ ہے کہ بیمار کو ہے بھاری رات

ہزار تو جذبہ دل جب ہے وہ کہین مجھ سے
بری طرح ترے ہجر مین گذاری رات

نہ آتا تھا تمہین وعدہ کی شب تم آ گئے
بہت رہی دل مضطر کو بیقراری رات

یہ کہہ رہی ہے تمہاری نگاہ ای حسرت
کسیکے ساتھ گذاری ہے تمنے ساری رات

کچھ ایسی بنی تھی جان پر رات
اپنی تھی مجھے نہ کچھ خبر رات

بے چین ہوا تھا فتنہ گر رات
نالون نے کیا تھا کیا اثر رات

بے چین رہا ہون مثل ماہی
نیند آئی نہ مجھکو تا سحر رات

کیون میری طرح تو غیر بیتاب
کس جا پہ رہا وہ فتنہ گر رات

کچھ وصل کے ہو رہے تھے چرچے
اک لطف رہا تھا تا سحر رات

تم عیش کرو تمہین خبر کیا
حسرت نے گذار دی کدھر رات

ردیف التا ہندی

ہجر مین سوئین کونسی کروٹ
چین آتا نہین کسی کروٹ

ساتھہ سویا تو اس طرح ظالم
میری جانب سے پھیر لی کروٹ

حشر ہو تو بدل لین کچھہ پہلو
کب تلک سوتے ہین ایک ہی کروٹ

سانس لینے کی جبکہ تاب نہو
لے سکے خاک آدمی کروٹ

غش سے ہوگا علاج بیتابی
لینے دیگی نہ بیخودی کروٹ

دیکہلے دل مین ہی رہ گئے ارمان
گرم کی اوس نے غیر کی کروٹ

ہای رے زور ناتوانی کا
سانس لیتے مین پھر گئی کروٹ

کب سے سویا ہی منہ کو پھیر کے تو
دکھہ نہ جائی کہین تری کروٹ

ہای بدلا نہ کچھہ مزاج ترا
گو زمانے کی پھر گئی کروٹ

اپنی تحریر مین ہین سو پہلو
دیکھیئے بیٹھے یہ کونسی کروٹ

خواب مین بھی وہ چونک پڑتے ہین
پھیر لیتے ہین دوسری کروٹ

آج حسرت لڑے عدو سے وہ
میری قسمت نے پھیر لی کروٹ

وہ بلاتے ہی مرے گھر مین جو آیا جھٹ پٹ
آج نکلی ہے مرے دل کی تمنا جھٹ پٹ

دیکھہ لین غیر مرا آکے تماشا جھٹ پٹ
جی مین آتی ہے کہ لیلون ترا بوسا جھٹ پٹ

لے چلا ساتھہ لگا کر سر محفل اونکو
غیر کے دل کی تو نکلی ہے تمنا جھٹ پٹ

وہم یہ تھا کہ دوبارہ نہ کہیں جی اوٹھے | کیا اوٹھایا ہے مرا غیر نے مردا جھٹ پٹ

اک نظر دور سے دیکھا تھا کہیں کیا ناصح | ہوگیا زلفِ پریشاں کا جو سودا جھٹ پٹ

چلدئے ایک نگہ میں وہ مرا دل لیکر | ہے ہوا عشق کے بازار میں سودا جھٹ پٹ

تنگ آئی جو بہت عشق کے بیماروں سے | چڑھ گئے چرخِ چہارم پہ مسیحا جھٹ پٹ

دو قدم اوٹھ کے سرِ بزم جو وہ چل نکلے | ہمنے دیکھا ہے قیامت کا تماشا جھٹ پٹ

منہ چھپائے رہے حسرت وہ ہمیشہ ہم سے
غیر کو جلوۂ دیدار دکھایا جھٹ پٹ

ہجر کی شب ای دلِ مضطر نہ لوٹ | دیکھہ آیا نا مرا دلبر نہ لوٹ

بے ادب کچھ پائیں قاتل ہی رہے | اے دلِ مضطر تہِ خنجر نہ لوٹ

سر چڑھی ہے کچھ ادب ہی چاہئے | دیکھہ ای زلفِ سیہ رخ پر نہ لوٹ

جذبۂ دل جب تری تاثیر ہے | خود کہیں وہ آئیگے مضطر نہ لوٹ

لوٹنے کو دیکھکر ای دل ترے | ہوگیا بیتاب وہ دلبر نہ لوٹ

ای دلِ بیتاب دم بھر تو ٹھہر | ہے زمانہ میں بپا محشر نہ لوٹ

ہیں تہ و بالا زمین و آسمان | اس قدر تو ای دلِ مضطر نہ لوٹ

ہوش میں آ ای دلِ مضطر سنبھل | آگئے ہیں وہ ترے در پہ نہ لوٹ

دل تڑپتا ہے عجب انداز سے | کس طرح ہوجای وہ دلبر نہ لوٹ

عشق میں حسرت تحمل چاہیے

گر فلک بھی گر پڑے تیرے سپر لوٹ

اچھی نہیں فتنہ گر بناوٹ
کیا دیگی تجھے ثمر بناوٹ

کہنے کے ہیں سار قول و اقرار
کرتا ہے وہ سیمبر بناوٹ

دشمن سے یہ جنگ زرگری ہے
باہم ہوئی یکدگر بناوٹ

آئینہ بنا مصاحب اونکا
کرتے رہے رات بھر بناوٹ

درمان سے بڑھا ہے درد میرا
کرتا نہیں چارہ گر بناوٹ

زاہد نے کبھی بھی سچ نہ بولا
کرتا رہا عمر بھر بناوٹ

حسرت نہ یقین دل میں لانا
کرتا ہے وہ حیلہ گر بناوٹ

تو یک بیک نقاب او مہ جبین ولٹ
گھبرا کے دم ہی جائے مبادا کہیں اولٹ

چھپ جائے وہ پھر کو بھی مغرب میں آفتاب
پردہ جو رخ سے دے بت پردہ نشین ولٹ

میری طرح سے دیکھنا تیرا بھی حال ہو
رخ سے جو دو نقاب وہ ماہ نشین اولٹ

نیچی نگہ کی پڑتی ہے لاکھوں کے دل پہ چوٹ
دیکھی جہانکو یہ نگہ شرمگین اولٹ

دست جنون کی آتی ہے در پردہ روک تھام
جائے نہ دل لگا کے جو دامن کہیں اولٹ

گر مجھ سے سخت جان کا منظور قتل ہے
دامن سنبھال تیغ نکال آستین اولٹ

حسرت جو دل لگانے ہوا ہو خوش نصیب
کیا جائیگی تمہاری نوشتِ جبین اولٹ

تمنے بدلی مری جانب سے جو جانان کروٹ
لیگئی ساتھ ہی کچھ گردشِ دوران کروٹ

دنکو مہتاب رہا رات کو خورشید رہے
ایسی بدلے کوئی اب گردشِ دوران کروٹ

پھرچوا ورقی سی گئی ہے ترے آنے کی خبر
تیری بیمار نے بدلی بصد ارمان کروٹ

پکچھ خطا دستِ ہوس نے تو نہ کی تھی ایسی
پھیر لی کیون مری جانب سے مری جان کروٹ

دل کو واسطے پہلو مین ایک ہی پہلو کے رہا
لینے دیتا نہین مجھکو غمِ ہجران کروٹ

بوسۂ رخ نہین ممکن کہ ہو لینا دشوار
جب مرے جی مین ہو لیلون شبِ ہجران کروٹ

آج ہنستے ہین عدو کل مین ہنسونگا او نپر
پھری تقدیر نے لی گر کسی عنوان کروٹ

سنہ کو پھیرا ہی جو کعبہ سے تمہاری جانب
لی شہیدون نے تمہارے سرِ میدان کروٹ

عشق کے ہاتھ سے حسرت کو ہی نفرت ایسی
سوئے لیکر نہ سوے کوچۂ جانان کروٹ

ردیف الثاء

بے سبب کیون خفا ہو کیا باعث
نہ کھلا ہمکو رنج کا باعث

لطف دیکھو کہ اونکی رنجش کا
ہم نے دشمن سے کہدیا باعث

وصل کی رات منہ چھپانے کا
نہین کھلتا ہے دلربا باعث

گالیان غیر ہمکو دیجاے
آپ کا منہ تھا آپکا باعث

وعدۂ حشر ہو کہ ہو تو سہی
دل کی تسکین کو ذرا باعث

اونکے آنے کی کچھ توقع ہے
ہے یہی اپنی زیست کا باعث

چھیڑ دیکھو کہ بے قراری کا
پوچھتا ہے وہ دل رُبا باعث

شب وعدہ جو تم نہیں آئے
اس نہ آنے کا کوئی تھا باعث

غیر سے گر نہیں لگاؤ نہیں
منہ لگانے کا پھر ہے کیا باعث

نہیں آیا جو دل کہیں حسرت
بیقراری کا پھر ہے کیا باعث

خفا ہوا ہے وہ دلدار آج کیا باعث
بڑھی ہے جو صفت میں تکرار آج کیا باعث

وہ دوستی ہی تو وعدہ کبھی کر لیتے تھے
ہوئے ہیں غیر سے اقرار آج کیا باعث

خطا قصور گنہ میرا کچھ تو فرمائیں
خفا ہیں مجھ سے جو سرکار آج کیا باعث

اسی امید پہ کٹتی تھی زندگی اپنی
ہوا ہے وصل کا انکار آج کیا باعث

کسی کا وعدہ فردا الٹ گیا شاید
تڑپ رہا ہے یہ بیمار آج کیا باعث

وہی تو ہم ہیں کہ دیدار کی تمنا تھی
ہوئے وہ شکل سے بیزار آج کیا باعث

عذر نہ تھا حضرت ناصح کو اسقدر کل تک
ہوا ہے عشق کا آزار آج کیا باعث

کھلے گی دیکھیے کس خوش نصیب کی قسمت
وہ آئے باندھ کے تلوار آج کیا باعث

مری نگاہ میں آثار حشر پھرتے ہیں
کھڑے ہیں طالب دیدار آج کیا باعث

اثر پڑا ہے بلا شک تری نگاہوں کا
شراب پیتے ہیں دیندار آج کیا باعث

وہ وعظ و پند کی باتیں کہاں گئیں حسرت
جناب ہو گئے میخوار آج کیا باعث

خواہش وصل سے ہے آپکو انکار عبث
عاشقِ زار سے یہ نفرت کی تکرار عبث

شکوۂ تیغ پہ پھیری ہے نگہ یار عبث
باتوں باتوں میں کھنچی جاتی ہے تلوار عبث

قتلِ عشاق کو تو تیغ نگہ ہی کافی
آئے ہو آج یہ تم باندھ کے تلوار عبث

غور سے دیکھو تو مقصود ہے دونوں کا وہی
یہ جھگڑتے ہیں ہم کافر و دیندار عبث

ایسے ہنگامہ میں کیا کوئی کسیکو دیکھے
حشر کی آس میں ہیں طالبِ دیدار عبث

جب ہو موجود تو مہمان سے چھپاتا ہے کوئی
قطرۂ خون سے ہے برہم ترا سوفار عبث

برگِ گل سے لبِ نازک سے بھلا کیا نسبت
سر کھاتی ہے مرا بلبلِ گلزار عبث

تو وہ یوسف ہے ترے در پہ ہیں لاکھوں گاہک
بکنے آیا ہے مری جان سرِ بازار عبث

سخت جان میں ہوں کلائی ہے تمہاری نازک
کھینچکر آئے ہو تم خنجرِ خونخوار عبث

پردہ پردہ میں سکھایا ہے عدو نے کچھ تو
گالیاں مجھکو سناتا نہیں دلدار عبث

ایسی چالوں سے تو آتی نہیں چالیں تیری
حشر ہوتا ہے یہ برپا دمِ رفتار عبث

شکوۂ غیر تو گستاخ کوئی بات نہیں
ہمسے ہوتے ہیں خفا آپ تو سرکار عبث

جھوٹی باتوں سے تو ہوتی نہیں دل کی تسکین
وعدۂ وصل کیا کرتے ہو ہر بار عبث

سچ تو یہ ہے کہ ہوئی سخت حماقت حسرت
نوجوانی میں کیا عشق کا انکار عبث

بختِ خفتہ کی ہوئی طالعِ بیدار سے بحث
رات انکار کی ہوتی رہی اقرار سے بحث

دلِ بیتاب نہ کرنا نگہِ یار سے بحث
اتنی سی جان پہ اس گھاٹ کی تلوار سے بحث

نہ وہ پرسش نہ وہ تیزی نہ وہ [illegible]
تیغ ابرو کی [illegible] سے بحث

سخت جانی کے بھروسے ہین ساری باتین
کی رگ جان مری خنجر خونخوار سے بحث

اپنے با توون کی کہین اسکو شفا ہوتی ہے
ہے مسیحا کو عبث آپکے بیمار سے بحث

جلوہ چھپنے کا نہین برق تجلی کی طرح
آپ کرتے ہین عبث طالب دیدار سے بحث

سچ تو یہ ایک ہی مطلب کے ہین طالب دونون
مفت ہنسی ہے عبث کافر و دیندار سے بحث

حال کھلجائیگا ای زاہد جبین فرسا
دیکھہ کرتا ہے مری آہ شرربار سے بحث

بھاگیا ہی جو ترے جور و ستم کا انداز
موت کچھہ کرتی ہی اب تو تری تلوار سے بحث

ابتو باقی نہین حسرت کی طبیعت مین لگاؤ
تیرے اقرار سے مطلب نہ انکار سے بحث

وحشت قیس کو سمجھا دل نالان میراث
اپنے حصے کی نہ کیون ہو غم جانان میراث

ای جنون یہ نہین انصاف ہمارے ہوتے
تیشہ فرہاد کی ہو کوہ و بیابان میراث

لطف دیجاتی ہے ایسا ہی کبھی ہوتا ہے
کچھہ بلاؤن کی نہین ہے شب ہجران میراث

اور زخمی بھی ہین کس لطف کے وہ کشتے ہین
تیرے زخمون کا نہین میرا نمکدان میراث

لطف تو جب ہے کہ ایسا ہو اثر ای ناصح
دست وحشت کی سمجھ تیرا گریبان میراث

پوچھتا کیا ہے وہ قتل تمنا سے بھی
زخم دل کے لیے ہو جائے نمکدان میراث

اتفاقا پہنسا جاکے تعجب سے یہی
دل نالان کی ہے تری زلف پریشان میراث

لطف جب ہے کہ دربار پہ لوٹین حسرت

آبلون کی نہین کچھہ خارِ بیابان میراث

ردیف الجیم

قتل کرتا ہے وہ ستمگر آج
مجھہ سے پھرتا ہی تو مقدر آج

بام پر آئیگا وہ دلبر آج
چاند چمکے گا دیکھین کیونکر آج

کچھہ تو بر آئے قتل کی خواہش
مول لائین کہین وہ خنجر آج

ہای قاصد کا آکے یہ کہنا
تیری گھر آئین گے ستمگر آج

کچھہ ستم کچھہ کرم کیا اوس نے
دونون باتین ہین برابر آج

بات کچھہ تو ہی گو نہین کھلتی
غیر پھرتا رہا ہی مضطر آج

کل سوہین طالبِ شہادت ہوت
باندہکر آئے ہین وہ خنجر آج

وعدہ وصل تو کیا اوس نے
دیکھئے ہوگا اگر مقدر آج

گر ہی آنا تو آچکو اب بھی
لب پہ آئی ہی جانِ مضطر آج

جذبۂ دل نے کچھہ کمی کردی
ورنہ آتے ہی وہ ستمگر آج

کچھہ نہین آتی نہین ہی اب حسرت
ایسا بگڑا ہی وہ ستمگر آج

خوب کرتی ہی سنا ہے نگہِ یار علاج
آج ہو جائیگا تیرا دلِ بیمار علاج

مرضِ عشق کی ملتی ہی نہین کوئی دوا
کر چکے حضرتِ عیسیٰ بھی تو سو بار علاج

وہ عیادت کے لیے آئین تو جی اوٹھون ابھی
مردے جی اوٹھتے ہین جب کرتی ہی رفتار علاج

اوسکے کوچہ ہی مین جاکر جان دی
اللہ اللہ اپنی ہمت کا عروج

فتنے اوٹھتے ہین تمہاری چال سے
اب زمانے مین ہے آفت کا عروج

امتحان کو تیغ لیکر آئے ہو
دیکھنا شوقِ شہادت کا عروج

سامنے بیٹھا ہے وہ خورشید رو
دیکھنا حسرت طبیعت کا عروج

اللہ نے رتبہ یہ بڑھایا شبِ معراج
جبریل تمہین لینے کو آیا شبِ معراج

خود طالبِ دیدار ہوے حضرتِ موسیٰ
اور آپکو آپ اوس نے بلایا شبِ معراج

آنکھون سے اوٹھے آپکے سب پردۂ ظاہر
جو کچھہ تھا ارادہ وہین دکھایا شبِ معراج

اک یہ ہی پسندیدہ ہے جبریل کی خدمت
معشوق کو عاشق سے ملایا شبِ معراج

امت کی شفاعت کے لیے آپکو خلعت
خود عرش پہ اللہ نے پہنایا شبِ معراج

جو جلوہ ازل سے ہی نہ دیکھا تھا کسی نے
وہ جلوہ محمد کو دکھایا شبِ معراج

پوشیدہ ہوا ایسا یہ تو یہ بات تھی اوسمین
آنکھون مین فرشتون کی سمایا شبِ معراج

اے ختمِ رسل فخرِ رسل شافعِ امت
ان کلمون سے احمد نے بلایا شبِ معراج

یہ مرتبہ یہان تیرے سوا کسکو ملا ہے
مشتاق تجھے ہو کے بلایا شبِ معراج

ابتک ہے یہی اوسکی تجلی کا سبب یہ
مہتاب نے کچھہ نور جو پایا شبِ معراج

جسوقت فلک پر تری پہنچی ہے سواری
غل تھا یہ فرشتون مین وہ آیا شبِ معراج

امید ہے حسرت کو کہ ملجائیگی جنت

لکھکر تری تعریف وہ لایا شبِ معراج

ی پاس غیر کے کیونکر نہ آئے رنج — کیا کیا تری سبب سے نہ بیٹھے اوٹھائے رنج

ولتِ وصال سے محروم ہی رہا — حاصل نہین ہوا مجھی کچھ بھی سوائے رنج

بان سے وہ اگر اسکی کچھ داد دین — پھر تو خوشی سے دل مین پھولا سمائے رنج

ریگی کچھ نہ اذیت عذاب کی — مرقد مین ہجر کے جو مجھے یاد آئے رنج

ں طرح کسی پہ جو دل آئے ای بتو — ایسا ہی پھر تمہین بھی تماشا دکھائے رنج

کوئی ایسے بھی دشمن کو مہمان — آتا ہی دوڑ دوڑ کے کیون بے بلائے رنج

حسرت کا حال قابلِ حسرت ہے آجکل
ہر مبتلای دردِ ہجر دل مبتلائے رنج

ردیف الجیم فارسی

ہماری قتل مین اور اسقدر سوچ — ذرا دل مین تقاضای بیداد گر سوچ

یہی کہتا ہو تمہین ای جوشِ گریہ — نہ گر جائین کہین دیوار و در سوچ

تفکر کی کہین عادت نہو جائے — کیا کرتے ہو کیون ہر بات پہ سوچ

جوابِ خط مرا لکھتے ہین جس وقت — کیا کرتے ہین وہ دو دو پہر سوچ

نہ آئی وصل کی شب نیند مجھکو — رہا جب تک اونکے رات بھر سوچ

ہماری آرزو جس سے بر آئے — کوئی تدبیر ایسی چارہ گر سوچ

کہینگے وہ تو کچھ مجھسے کہین گے — ترے دلمین ہے کیون پیغامبر سوچ

ہوئی ہے ایک سی دونونکی حالت — ٹھکر ہے ادہر تو ہے ادہر سوچ
طریقہ کیا مصیبت نے نکالا — لیا ہے اس نے کیا میرا ہی گھر سوچ

پھنسا ہے آپکا حسرت کہین دل
کہ دن بھر ہے تفکر رات بھر سوچ

تم واری کرو نوکرو نین چار پانچ — گنتی ہمارے زخمونکی ہونین چار پانچ
بوسے نہ دیتے ہون تو نہ دو تین چار پانچ — تم گالیان ہی دینے لگو تین چار پانچ
قاتل نہ بن سکوگے فقط میرے قتل سے — مقتل مین جاکے قتل کرو تین چار پانچ
باتین سنی ہین آپنے دشمن کی سیکڑون — کیا ہو جو میری آکے سنو تین چار پانچ
آتا نہین ہے ایک کے لینے مین کچھ مزا — دیتے ہون تمکو بوسے تو دو تین چار پانچ
اندوہ و یاس و درد و الم حزن اور ملال — ہمدم ہمارے تم ہی تو ہو تین چار پانچ
برپا ابھی ہو حشر اوٹھین فتنے سیکڑون — گر تم قدم اوٹھاکے چلو تین چار پانچ
تم میری ایک بات بھی سنتے نہین کبھی — سنتے ہمیشہ غیر کی ہو تین چار پانچ
اس کا جواب کیا ہے کہ وہ مجھسے کہتے ہین — دل لاکے ہمسے آج ہی دو تین چار پانچ
امید تو نہین ہے کہ ہو ایک بھی وفا — کرنے کو جھوٹے وعدے کرو تین چار پانچ
جاتا کبھی نہ بھول کے بزم رقیب مین — جبتک اپنے ساتھ مین لو تین چار پانچ
بوسے شب وصال جو لون تو وہ کہتے ہین — لیتے ہون تمکو لے ہی چکو تین چار پانچ
دھوکا یہ اونکو دیجیے جو بیوقوف ہون — ہر بات مین نہ ہمسے کرو تین چار پانچ

حسرت غضب کے آپکو آتی ہین جہوٹ سچ

ردیف الحاء

مستی مین دیکھنا ہت میخوار کی طرح
آنکھین جھکی ہی پڑتی ہین بیمار کی طرح

پہنی گلے مین سبحہ ہے زنار کی طرح
زاہد بھی ہم سبے ہین تو کفار کی طرح

ٹکڑے ہمارے جو دل کے اشارے مین سیکڑون
ترچھی نگہ نے کر دیے تلوار کی طرح

مقتل مین مجکو ہاتھ لگا کر وہ کہتے ہین
مردہ تڑپ رہا ہے یہ جاندار کی طرح

اللہ کی ہے شان یہ خوبی نصیب کی
سب آشنا بگڑتے ہین اغیار کی طرح

اچھا ہے اوسکی نرگس مخمور کا اثر
فریاد مست کرتے ہین ہشیار کی طرح

پائے گا ہمسری نہ قد یار سے کبھی
ناحق کو سرو بڑھ گیا پینار کی طرح

زاہد جو دیکھ لیتے ہین اوس چشم مست کو
پھرتے ہین جھوم جھوم کے میخوار کی طرح

حسرت ہماری درد کا ممکن نہین علاج
کہتے ہین سب بری ہے اس آزار کی طرح

بہری شب فراق کو گر دیکھ پائے صبح
کیا شام غم کا شامیہ پہر ہو سجھائے صبح

کہنے کبیکو گذری ہے یہ ہاے رات بہر
ایسا ہو کہ کوئی مجھے دیکھ پائے صبح

کیا قہر ہے کہ اوسپہ ہی پڑتی ہین گالیان
صورت کوئی جو آپکو پہلے دکھائے صبح

زاہد بھی توبہ توڑ کے ہوجاتے ہین شریک
کچھ گدگدی سی کرتی ہے دل مین ہوائے صبح

چھپکر عدو کے گھر مین رہے تو ہو رات بہر
ہو لطف کوئی در پہ جو آکر بلائے صبح

پھرا تدن کا فرق مرا اوسنکے توقین
یان آرزو ہی شب تو وہان ہی ہولے صبح

وہ دن خدا کرے کہ رہو رات بھر یہان
اور غیر ڈہونڈہتا مرے گھر تمکو آئے صبح

زاہد اس آفتاب کو جانے نہ آفتاب
یہ آشنا ہی شب ہی تو وہ آشنا ہے صبح

شکوہ شب فراق کے حسرت اوٹہا رکہو
لڑتے جہگڑتے دیکہو کہین ہو نہ جائے صبح

ہوگئے ہین نگہہ یار سے ذبح
ہم ہوے ہین تری تلوار سے ذبح

چال تلوار سے ملتی ہی تری
سیکڑون ہوتے ہین رفتار سے ذبح

ہمکو تو روز دکہا کر ابرو
کرتے ہی خنجر خونخوار سے ذبح

کیا جلائیگا مسیحا اونکو
جو ہوے ہین تری تلوار سے ذبح

کرکے اقرار جلاتے ہین کبہی
کبہی کرتے ہین وہ انکار سے ذبح

مرگئے دیکہتے ہی ہم اونکو
ہوگئے جلوہ دیدار سے ذبح

شکوہ غیر کو سنکر بولے
ہوگیا دل اسی تکرار سے ذبح

مرگئے یون ہی تڑپ کر بسمل
نہ کیا آپنے تلوار سے ذبح

کل وہ بولے یہ چڑہا کر ابرو
کون ہوگا مری تلوار سے ذبح

اونسے تکبیر پڑہی جب ہم قتل
ہوگئی بسم ہی گفتار سے ذبح

وصل کی رات چڑہا کر تیور
بیجنطا کرتے ہین تلوار سے ذبح

اونکی قسمت مین ہی جنت بیشک
جو ہوے خنجر سرکار سے ذبح

پھیکنا یہ کا مزا ہے حسرت
کہ عدو ہون مری گفتار سے ذبح

پیکے پھر پئیں ای جناب قدح
ساقیا لا پُر از شراب قدح
تیری محفل کا واہ کیا کہنا
ہوش اوڑجائیں حضرت زاہد
لب دریا جو مست وہ آیا
مجکو امید ہی کہ کوثر سے

مفت کرتے ہو کیون خراب قدح
نوش جان کرلین شیخ و شاب قدح
منتخب مے ہے انتخاب قدح
آپ بھی گر پئین جناب قدح
بن گیا آج ہر حباب قدح
دینگے محشر مین بو تراب قدح

اتقا دیکھتا ہو ای حسرت
کیا نہ پینگے کبھی جناب قدح

ردیف الخاء

وحشت ہو حور کا مجھے ہر گز نہ بھائے رخ
کیا جان حور کی ہی کہ تجھسے ملائے آنکھ
بیمار تیرے عشق کے اچھے نہو سکے
ہو جائے وصل بھی تو نہ دیدار ہو نصیب
بیساختہ زبان سے صل علی کہے

اوس سیمبر کا خلد مین گر یاد آئے رخ
کیا تاب آفتاب کی تجھہ سے ملائے رخ
کیونکر فلک پہ پھر نہ مسیحا چھپائے رخ
ذرہ ماہ رو نہ شرم سے اپنا دکھائے رخ
زاہد مری صنم کا اگر دیکھہ پائے رخ

ری سبب سے آنکھہ ملاتا نہیں کوئی — بدلے ہوئی ہین آجکل اپنے پرائے رخ

موسیٰ کی طرح تمکو غش آنے لگے ابھی
حسرت وہ بیحجاب جو اپنا دکھائے رخ

زیر و ششت ہی عیان صاف بیان ہی اے شیخ — یہ تو فرماؤ کہ آتے ہو کہان سے اے شیخ
ح کیون کرتے ہو پھر عشق بتان اے شیخ — مرتے ہو جو پہ ہم بھی دل و جان سے اے شیخ
یف حیف تمہین یاد خدا سے نہ ملا — ہمکو حاصل جو ہوا عشق بتان سے اے شیخ
کہتے ہی آؤ کیون بدلی ہے حالت کیسی — اپنتو کچھہ اور نکلتا ہے زبان سے اے شیخ
فقط کوچہ جانان کی تمنا ہمکو — واسطہ کیا ہے ہمین باغ جنان سے اے شیخ
شر تک آپکی باتون کے سہارے پہ رہے — ایسی ہمت کوئی لائیگا کہان سے اے شیخ
شت یہ سمجھے ہیں آپکی جنت کو سلام — لطف حاصل ہو کچھہ عمر روان سے اے شیخ
ج تو ہی آپکو پیر جو وہ طریق روشن ہون — پیجئے تھوڑی سی گر پیر مغان سے اے شیخ

پہنکر پھر و دستار کو حسرت یہ سکہے
معتقد آپکا مین ہون دل و جان سے اے شیخ

ہ سے اوسکو پھر ملا دیا اے چرخ — تجھہ سے سمجھے مرا خدا اے چرخ
ن و ستم گین جسکے نام پہ ہم — ہو وہ دشمن کا آشنا اے چرخ
ے مردن شراب سے ہستی — ظلم کیا اب بھی رہ گیا اے چرخ
ح جیلون کو ستائیگا کب تک — ظلم کی بھی ہے انتہا اے چرخ

پھر دی تو جو چھوڑ دی و ظالم
ابھی پورا ہو مدعا ای چرخ

وہ عدو کا ہو ہمنشین افسوس
جو ہمارا تھا آشنا ای چرخ

بیوفائی کی جسکو عادت ہو
وہ عدو سے کرے وفا ای چرخ

تجھکو کیا کام ہم پہ جو گذرے
رہ نہ جائے کوئی جفا ای چرخ

موت آئی سے مجھے نہ یار آیا
تجھسے کچھ بھی نہو سکا ای چرخ

وہ خفا ہین تری شکایت کیا
یہ بھی تقدیر کا لکھا ای چرخ

تجھسے نکلی ہے آرزو کسکی
کس کا بر آیا مدعا ای چرخ

اپنی قسمت ہی جب کہ کھوٹی ہو
پھر شکایت ہے تیری کیا ای چرخ

کیا کہین حال وصل کی شب کا
سچ تو یہ وہ بھی خواب تھا ای چرخ

کون شاکی نہین رہا تیرا
ملگیا کسکو مدعا ای چرخ

ہائی حسرت کے سیکڑون ارمان
خاک مین تو ملا چکا ای چرخ

یہ کل کہنے لگے وہ چار گستاخ
ہوئی ہے اب نگاہ یار گستاخ

تری آنکھون سے ہم چشمی کا دعوی
ہوئی ہے نرگس بیمار گستاخ

کسی کا ہائی وہ شرما کے کہنا
ہوئے ہو تم تو اب کی بار گستاخ

گئین وہ شرم کی باتین کدھر کو
نگاہین ہو گئین اے یار گستاخ

کسی کا وصل مین اقرار لینا
نہ ہونا اسکے تم زنہار گستاخ

نکل جاتا تھا خاموشی میں مطلب
ہوے وہ تو دم گفتار گستاخ

یہ ہے تاثیر الفت کا کرشمہ
زلیخا ہو سر بازار گستاخ

مسیحا کا کیا ہے ناک مین دم
یہانتک ہین تری بیمار گستاخ

نہ آئے باز اپنے کام سے ہم
کہا اوس نے ہمین سو بار گستاخ

نگاہین صاف کہتی ہین کسیکی
ہوے ہین یہ ہزارون بار گستاخ

لگا رہتا ہے پہلو مین تمہارے
ہوا ہے خنجر خونخوار گستاخ

لکھا اوس شوخ نے جب کوئی نامہ
رقم مضمون کئے دو چار گستاخ

اونہین مد نظر ہے چھیڑ حسرت
ہمین ہونا پڑا ناچار گستاخ

ردیف الدال

ار ضبط کرون کب ہوئی نہان فریاد
کہ میری طرز خموشی سے ہے عیان فریاد

ہارا دل ہے کسی پر جو لوٹ کر آیا
کروگے میری طرح تم بھی مہربان فریاد

سنتے چرخ کے بھی الامان پکار اوٹھے
جو دل سے میرے گئی سوے آسمان فریاد

دیکھو جذب نے میرے اثر دکھایا ہے
کہ دل کو تھام کے کرتا ہے دلستان فریاد

ین ہی ہوا اوسے تاب سانس لینے کی
کریگا خاک تمہارا یہ ناتوان فریاد

ہاری طرح سے وہ سنگدل نہین ہوگا
خدا سنے گا ہماری بھی مہربان فریاد

جلد سے کہتا ہے کیسکی اب سنو کوئی
کہ تیری طرح سے کرتا ہے اک جہان فریاد

جواب حشر مین دو گے بتاؤ کیا صاحب | کریگا جا کے تمہارا جو نیم جان فریاد

یہ اضطراب محبت کے سب کرشمے ہین
وگرنہ حضرت حسرت کہان کہان فریاد

تڑپائے کیون نہ مجھکو مرے گلبدن کی یاد | بلبل کو داغ دیتی ہے اکثر چمن کی یاد
کس سرو کا یہ قامت بالا نظر پڑا | سولی سے کم نہین مجھے سرو چمن کی یاد
سنتا ہون وہ پری کی بھی آشفتہ زلف ہے | کچھ آگئی اوسے مرے دیوانہ پن کی یاد
معلوم ہوگیا ہے اثر جذب عشق کا | شیرین کو بعد مرگ ہوئی کوہکن کی یاد
عریان ہی دفن تجھکو وحشت نہ بہیلتی | دست جنون کو کس نے دلائی کفن کی یاد
پہر لوٹے دل مین حسرت ارمان آتی ہین | آئی ہے کس بہار اوس دلشکن کی یاد

حسرت عدم کو ہستی موہوم کیا ہوا ہے
غربت مین آ ہی جاتی ہے اپنے وطن کی یاد

یہ دعا دیگا جو بر لاؤ گے سائل کی مراد | یون ہی بر آئے الٰہی آپکے دل کی مراد
مست نہ وقت ذبح دیکھے ہے یہ قاتل کی مراد | حیف وقت مرگ بھی نکلی نہ بسمل کی مراد
دل لگانا سہل ہے دشوار ہے لیکن نباہ | اور پھر مشکل ہے بر لانی کسی دل کی مراد
منہ چھپاتے ہین وہ کہا کر طالب دیدار کو | وہ کبھی پوری نہین کرتے ہین مائل کی مراد
مین بھی ہون تم بھی ہو صاحب اور گہر بھی پاس ہے | وقت اچھا ہے جو بر لاؤ مرے دل کی مراد
دو لگا رکھی ہین باتین حسرت دیدار نے | حشر کی دل مین تلنا تیری محفل کی مراد

عشق کی تاثیر پیدا ہو تو دونوں ایک ہیں   فرق کچھ کتنی نہیں مقتول و قاتل کی مراد

وادیِ وحشت میں کچھ ایسا ہوا گم کردہ راہ   ایک منزل ہو گئی ہے مجھکو منزل کی مراد

وہ یہ سوچے ہیں کہ وعدہ کرکے ٹالا بات کو   اور ہم خوش ہیں کہ ہمنے آج حاصل کی مراد

ایسے بھی ہونگے کہ بر آئی ہے جنکی آرزو   ایک ہم بھی ہیں نہ بر آئی کبھی دل کی مراد

آرزو یہ تھی کہ نکلے جان تیرے پاؤں پر   بعد مدت آج بر آئی ہے بسمل کی مراد

نا امیدی سب طرف سے ہو تو حسرت کیا کروں
سخت مشکل ہے کہ بر آئے مری دل کی مراد

اوسکے جاتے ہی دل میں اوٹھا درد   کیوں نہ ہو دوست ہے پرانا درد

نہیں سینہ میں جانشین کوئی   دل کے بدلے مگر ہے دل کا درد

رنگ یہ ہو گیا زمانے کا   اب کسیکو نہیں کسیکا درد

دونوں جانب ہو کاش عشق کی چوٹ   مجھکو تیرا ہو تجھکو میرا درد

وہ نگاہیں پھریں جو رک رک کر   دل میں تھم تھم کے میرے اوٹھا درد

یہی مہمان اب تو دل میں ہیں   حسرت و آرزو تمنا درد

دل لگانے کا لطف جب ہوتا   دل کو ہوتا اگر ہمارا درد

لطف کچھ پہلے یاد آتے ہیں   بیکسی میں ہے اک سہارا درد

دل سے نکلی نہ آرزو کوئی   جانشین پھر ہوا ہے کس کا درد

دل گیا تو بھی وہ ہی حالت ہے   ساتھ دل کے گیا نہ دل کا درد

یاد آتا ہے جب مجھے حسرت
دل مین اوٹھتا ہے میٹھا میٹھا درد

خط مین لکھا ہی فقط ہمنے یہ فقرا قاصد
کوئی کہدو دل بیتاب کی تسکین کے لیے
یہ تو ممکن نہین وہ دیوے نہ مری خط کا جواب
پاؤن کیون ہیچ کو پڑتے ہین پریشان کیون ہی
حال ابتر وہ ہوا ہوش ٹھکانے نہ رہے
کیا لکھون حسرت دیدار مجھے رشک یہ ہے
اوڑتے ہین کوچہ مین پھر ہین خطون کے پرزے
پوچھتے رہتے ہین ہم جاکے سر راہ یہی
لوٹ لیتے ہین وہ باتون مین متاع دل و جان
جی مین ہی کچھہ تری صورت پہ نثار کر دون

تنگ ہوکر تری جانب کو ہی بھیجا قاصد
دیکھنا نامہ دلدار وہ لایا قاصد
نہین معلوم یہ پہنچا کہ نہ پہنچا قاصد
کیا کہین خط کو مری بہار بیچ پھینکا قاصد
تیرے کوچہ مین بنا جاکے تماشا قاصد
مجھہ سے پہلے تری بر آئی تمنا قاصد
ہے یہی کوچہ دلدار کا نقشا قاصد
آنے والو نہین ہی کوئی ہی ہمارا قاصد
دیکھہ جاتا تو ہے پر انکو بچانا قاصد
وانکے جاتے ہی بدل جاتا ہی نقشا قاصد

اضطراب دل مشتاق لکھے کیا حسرت
یہی کہدینا جو کچھہ تو نے ہے دیکھا قاصد

تمام عمر تو پوری ہوئی تمہاری ضد
کسی کا وصل مین انکار لطف دیتا ہے
یہ بیوقوف ہمین ہین جو مان لیتے ہین

شب وصال مین رکھلو ذرا ہماری ضد
وہ میٹھی میٹھی شکایت وہ پیاری پیاری ضد
عدو کے سامنے چلتی نہین تمہاری ضد

مچل رہے ہیں وہ کیا کیا سوالِ بوسہ پہ
لگا رہی ہے جگر پر مرے کٹاری ضد

عدو کی بزم نہیں آج وصل کی شب ہے
لو اب تو بیٹھ نہیں سکتی مری تمہاری ضد

مچل سکیگا نہ اب تو سوالِ بوسہ پہ
کہ ہمنے صدقہ میں سر سے تری اتاری ضد

شبِ وصال ہے منہ کھولو بات گو نہ کرو
ہمارے کام میں اور رہیگی تمہاری ضد

کیا تھا ہمنے جو اصرار وصل پر شبہا
لو اب تو خوش ہو کہ تم جیتے اور ہاری ضد

شبِ وصال سے کیں لطف کیا کہوں حسرت
وہ بھولی بھولی ادائیں وہ پیاری پیاری ضد

گلگشت کو وہ آئے ہیں لو گل کو ہو نوید
گلچین کو آج مژدہ ہو بلبل کو ہو نوید

عاصی و بیگناہ کی تخصیص کچھ نہیں
وہ شافعِ امم ہوئے اب کل کو ہو نوید

صحنِ چمن میں کھول کے وہ بال آئے ہیں
تشبیہ کچھ تو پائیگی سنبل کو ہو نوید

اب اسکے چار طرف دیکھتے ہیں وہ
ان کشتگانِ چشمِ تغافل کو ہو نوید

سنتے ہیں آج حضرتِ واعظ بھی آئینگے
ساقی کو میکدہ کو مے و گل کو ہو نوید

دونوں سے کام کیا ہے جو دنیا ہی چھوڑ دی
مژدہ ہو مفلسی کو توکل کو ہو نوید

آئینہ دیکھتے ہیں ان [illegible] لے
زلفِ سیہ کو طرۂ کاکل کو ہو نوید

بیکار میری آہ و فغاں اب نہیں رہی
سننے لگے ہیں غور سے وہ غل کو ہو نوید

حسرت وہ پھول چنکے بناتے ہیں ہار آج
قسمت کھلی نصیب کھلے گل کو ہو نوید

آتی نہیں ہے دل کو کوئی آرزو پسند ‏— ہاں ایک تو پسند تری جستجو پسند

پیتا نہیں ہوں میکدہ جاتا ضرور ہوں ‏— مجھکو بہت ہے بادۂ گلگوں کی بو پسند

جب مل گیا تو ساری ہی شکوے مٹا دیے ‏— ظالم مجھے ہے ایک یہی تیری خو پسند

پیتا ہے جب سے خون جگر کا یہ حال ہے ‏— کرتی نہیں ہے تیغ تمہاری گلو پسند

سچ ہے برا زمانہ مین اب انکا حال ہے ‏— جنکو زیادہ جان سے ہے آبرو پسند

بیٹھے بٹھائے لگی ہے چاٹ خدا خیر ہی کرے ‏— تیر نگاہ یار کو آیا لہو پسند

کیا لطف ہو وہ مجھ سے کہیں گفتگو ہو ‏— اور مین کہوں جواب مین آیا ہے تو پسند

عزت کا اپنی پاس ہے ناصح تو دور ہو ‏— آتی نہیں ہے مجھکو تری گفتگو پسند

نقشہ جما ہوا تھا جو تیرا نگاہ مین ‏— آیا نہ ہمکو خلد مین اک خوبرو پسند

لب پر ہے یہ دعا کہیں ہے نکل نہ جای ‏— ایسی ہوئی ہے دل کو مری آرزو پسند

بھی یہ مین ہے اپنے دشمن جان ہم ہی چاہتے ہین ‏— ہونے لگا ہے دل کو کیسے عدو پسند

حسرت ترے بیان کی کیا بات واہ وا
آئی رقیب کو بھی تری گفتگو پسند

کیا تیری طرح ہے فتنہ گر نیند ‏— کیوں آتی نہیں ہے رات بھر نیند

تم ساتھ عدو کے کل جو سوئے ‏— بھولے سے آئی میری گھر نیند

بے تیرے نہ آئی رات مجھکو ‏— ہمراز ہوئی تری مگر نیند

فرقت مین جو آئی شب کو دم بھر ‏— آنکھوں نے کہا بدر بدر نیند

چل سو رہیں وقت خواب کا ہے — آنے لگی اب تو سحر نیند
کیا صبح وصال دیکھیے ہو — آتی ہی نہیں گئی کدھر نیند
اب چونک پڑو کہ رات کم ہے — اچھی نہیں دیکھو اسقدر نیند
نالوں نے کیا ہے کسکے بیتاب — آتی نہیں تجھکو فتنہ گر نیند

حسرت نے جگادیا تو بولے
آئی تھی بہت ہی زور پر نیند

ردیف الدال ہندی

یہ حُسن و نزاکت پہ اتنا گھمنڈ — نہیں اچھی صورت پہ اتنا گھمنڈ
رہے ہیں ہمیشہ نہ رہ جاینگے — نہ کر مال و دولت پہ اتنا گھمنڈ
بہت اہلِ ثروت زمانے میں ہیں — عبث شان و شوکت پہ اتنا گھمنڈ
بُرے وقت میں ساتھ دیتی ہے یہ — ہمیں ہے مصیبت پہ اتنا گھمنڈ
ہیں جتنا رسوائی پہ ناز ہے — نہیں اونکو شُہرت پہ اتنا گھمنڈ
ہ کہتے ہیں یہ خواہشِ حور پر — نہیں ایسی جنت پہ اتنا گھمنڈ
کوئی پیچ چلتا نہیں موت سے — عبث تاب و طاقت پہ اتنا گھمنڈ
نوں ہیں لگے بیڑیاں توڑنے — ہوا زورِ وحشت پہ اتنا گھمنڈ
ہ تصویر یوسف سے کہتے ہیں یہ — اسی بھونڈی صورت پہ اتنا گھمنڈ

سمجھتے نہیں کچھ بھی حسرت تجھے

ہمین ہے طبیعت پہ اتنا گھمنڈ

کیا برا ہے گر کرین دلبر گھمنڈ
زیب دیتا ہے چھوٹونکو صورت پر گھمنڈ

ہے عجب ڈھن کا ترا دلبر گھمنڈ
رات بھر کی عاجزی دن بھر گھمنڈ

کھنچتے ہین تصویر یوسف دیکھکر
اسقدر اور ایسی صورت پر گھمنڈ

ہٹ گئی دل سے تعجب ہے مجھے
آگیا دل مین ترے کیونکر گھمنڈ

صاف کہتا ہے پسینہ کا ابھار
دل مین جو تھا آگیا باہر گھمنڈ

عشق نے دونون کا حصہ کر دیا
میری سر وحشت تمہاری سر گھمنڈ

کچھ نرالا ہے حسینون کا بناؤ
چار دن کا حسن اور اوس پر گھمنڈ

بے وفا ہے یہ صفت شیطان کی
تو کیا کرتا ہے کیون اکثر گھمنڈ

دیدۂ عبرت سے دیکھین پچھلے حال
جنکو ہو کچھ مال و دولت پر گھمنڈ

یہ سمائی ہے کوئی ہمسا نہین
آگیا ہے آئنہ لیکر گھمنڈ

آگئی ایسے سے حسرت کیا بنے
جسکو ہو ہر ایک کلمہ پر گھمنڈ

بھرے پڑے ہین چندا رسے کیا تمہارے ڈنڈ
یہ گوری گوری کلائی یہ پیاری پیاری ڈنڈ

کبھی وہ سوئے ادھر کو کبھی اودھر سوئے
بجائے تکیے کے رات بھر رہا جو ڈنڈ

جو ایک ہاتھ مین خنجر کا وار او تھم
تو قتل گاہ مین ہم بھی کہین تمہاری ڈنڈ

کسی کے آتے ہی یہ بزم کی ہوا بدلی
کہ سینہ تانے ہے کوئی کوئی ابھاری ڈنڈ

سمجھ لیا ہی مقابل جو مجھ سے لاغر کو / کئے ہین غیر نے کیا کیا خوشی کے مارے ڈنڈ
جہان مین ہی کوئی ایسا کہ سامنے آئے / کسی کے دور سے کرتے ہین یہ اشارے ڈنڈ
گر آج دل کی ہی خواہش تو کل جگر کی ہی / کہان تلک اب کوئی بھگتا کرے تمہارے ڈنڈ
مزا تو جب ہی کہ دونون ہمرو نکلے تکیے ہون / کبھی ہمارے ہون پیارے کبھی تمہارے ڈنڈ
نہ کیون خوشی سے چپک جائیں آکے بازو پر / پسند آگئے تعویذ کو تمہارے ڈنڈ

وہ اپنا جوشِ جوانی ہی یاد ہی حسرت
کیا جو کرتے تھے دریا کے تھم کنارے ڈنڈ

باقی نہین ہی اب تو کسی زخم پر کھرنڈ / نوچے ہین داغ دل کے یہان اب تو بھر کھرنڈ
درکار پھر مدد ہی تری ناخنِ جنون / پھر لا چلا ہے کچھ مرا زخم جگر کھرنڈ
دستِ جنون کی تجھکو دکھاتا بہار مین / ہوتا جو زخم دل پہ مری چارہ گر کھرنڈ
یہ حال ہی تو چارۂ زخم نہان ہو کیا / رکھتا نہین ہون کوئی پہر دو پہر کھرنڈ
شیدا ہے اسی کی ابھی گل کو بھول جائے / بلبل کو زخم دل کا جو آئے نظر کھرنڈ
زخمی دلون کا ہو نہین سکتا ہی التیام / آیا نہ ارغوان کے کبھی داغ پر کھرنڈ
دل پر لگی دوبارہ تمہاری نظر کی تیغ / آنے نہ پائے پہلے مری زخم پر کھرنڈ
رکھو نگار زخم دل پہ پھاہا لگا ہوا / پیدا ابھی نہین کہ رہے چارہ گر کھرنڈ
اوسکے بھی دل مین داغ لگے مدعا ہے یہ / پہنچا ہے زخم دل کا جو دشمن کے گھر کھرنڈ
اوٹھتے نہین ہین ضعف سے دستِ جنون سے / افسوس آنے پائے کہین زخم پر کھرنڈ

تیغِ جفا کے وار ہون ہان دل پہ متصل
کہتا ہے چارہ گر ترے توڑونگا آج ہاتھہ

آنے نہ پائے زخم پہ بیداد گر کھرنڈ
زخمِ جگر کا اب کے بھی نوچا اگر کھرنڈ

ہین تمسے حال حسرتِ وحشی کا کیا کہون
زخمونکا آج نوچ کے پھینکا ہے ہر کھرنڈ

ردیف الذال

درد کا حال جو لکھا تو یہ تڑپا کاغذ
دامنِ برق بنا ہے مرے خط کا کاغذ

بیقراری کا ذرا حال مجھے لکھنے دو
ناصحو تمکو دکھائیگا تماشا کاغذ

چاہتے تو تمہین دشوار نہ تہا خط کا جواب
کچھ نہ کمیاب سیاہی تہی نہ عنقا کاغذ

جب فرشتون نے مرا نامۂ اعمال لکھا
جرمِ عصیان سے مرے پھوٹ کے رویا کاغذ

وہ دکھانے کو مرے پاس اوڑا لائی صبا
اوس لئے خط کا جو مری پہاڑ کے پھینکا کاغذ

خط دیا اوس نے مرا غیر کو اس حیلہ سے
دیکھنا کیسی سیاہی ہے یہ کیسا کاغذ

لکھہ ہی دیتا ہون خطِ شوق او سے حسرت
ہاتھہ آتا ہے کسی وقت جو اچھا کاغذ

ہو نہ انکار کا یارو یہ کہین ہان کاغذ
آج لایا ہے نیا قاصدِ جانان کاغذ

تیرے نامہ کو جو درکار ہے جانان کاغذ
سوچتا ہون کہ بنے یہ رگِ جان کاغذ

تیرا ہو جائے اگر شورِ نبسم تحریر
زخمِ دل کے لئے بنجائے نمکدان کاغذ

نامۂ غیر کے مضمون تو دل مین رکھو
اور مرے خط کا اوڑاؤ سرِ میدان کاغذ

تیری کھینچی تھی جو نقاش ازل نے تصویر
ورق جان کا بنایا تھا مری جان کاغذ

دیکھتے ہی جسے ہو جائے تسلی دلکو
کاش ایسا کوئی لائے شب ہجران کاغذ

مل گئی ہے مرے طالع کی سیاہی شاید
دم تحریر جو ہوتا ہے پریشان کاغذ

دیکھ لیتا مری قسمت کا نوشتہ کیا ہے
نہ کیا کاتب قسمت نے نمایان کاغذ

حال لکھون جو کبھی دل کی پریشانی کا
آپکی زلف سے بڑھکر ہو پریشان کاغذ

لکھنے دیتا نہین یہ رشک خط شوق سے مجھے
تیری صورت کا نہ نکلے کہین خواہان کاغذ

جوش گریہ مین لکھا اوسکو جو حسرت نامہ
ہو گیا دیدۂ خونبار سے افشان کاغذ

ایسا زبان ہے او خوش بیان لذیذ
میری بھی ہو چلی ہے کچھ اب تو زبان لذیذ

پس ماندگو نسے پوچھے منزل کے لطف کو
گم کردگان راہ کو ہے کاروان لذیذ

کرتے ہین آج بیٹھی نگاہو نسے قتل وہ
ہے طالبان شوق کا کچھ امتحان لذیذ

دلسے دکھائین گر کسی شیرین دہن کے ہون
ہمکو ترے ستم تو نہین آسمان لذیذ

منہ مین جو بیر آئے تو اسکا جواب دون
میری زبان ہے یا کہ تمہاری زبان لذیذ

وہ جانتے ہین جن سے پڑا ہے معاملہ
تیرا دہن لذیذ ہے تیری زبان لذیذ

مطلب نہین ہے کچھ بھی مگر چھیڑتا ہون مین
تجھکو تو گالیان ہین تری پاسبان لذیذ

پیری مین لطف آئے یہ کہنے کی بات ہے
سچ پوچھیے تو سبکو جوانی ہے ہان لذیذ

دن رات کا ہوا ہے اوسے ایک مشغلہ
دل کو ہوا ہے کچھ مرے سوز نہان لذیذ

نفرت سے پھینکیے نہ مرے لخت دل کو آپ
چکھیے ذرا کہ سب سے ہے یہ مہربان لذیذ

دیتے نہیں جو بوسہ تو دشنام دیجیے
حسرت کو ہر طرح ہے تمہارا بیان لذیذ

ساقیا آج مجھے بھر کے پلا جام نبیذ
مردہ دل میں ہوں تو ہے روح فزا جام نبیذ

ساقیا ابر ہے دے آج ذرا جام نبیذ
ایسی سردی میں تو کمبخت پلا جام نبیذ

عید کا دن ہے نہ کر پاس ادب کچھ ساقی
آج زاہد کے بھی دے منہ سے لگا جام نبیذ

جام پر جام عدو کو تو دیے ہیں تم نے
ایک ہی دیجیے مجھے بہر خدا جام نبیذ

چشم میگون کا کسی کی ہے تصور جب سے
دل میں پاتا ہے مرے نشو و نما جام نبیذ

میں یہ سمجھا کہ سحر ہو گئی سورج نکلا
ہاتھ میں رات جو ساقی نے لیا جام نبیذ

ایک پیالی میں تو کھلتی ہے حقیقت ساری
چشم بینا ہو تو دیتا ہے دکھا جام نبیذ

مجھکو معلوم ہوا عیش میں بھی گردش ہے
کہ سر بزم جو ہاتھوں میں پھرا جام نبیذ

میکدے ہی کو چلو جانب مسجد واعظ
مجلس وعظ میں کچھ دیگا مزا جام نبیذ

کوئی دم تشنہ کی جاں کو نہیں سکون ہوتا ہے
درد دندان الم کی ہے دوا جام نبیذ

لاکھ واعظ مجھے سمجھائے مگر کیا ہوگا
یہ تو ممکن نہیں ہو لب سے جدا جام نبیذ

کیا کہوں حضرت واعظ کی حقیقت حسرت
لطف ہو جائے جو دو اونکو پلا جام نبیذ

کیا کہیں ہے دل عاشق کی تمنا تعویذ
آپ کے سینہ سے رہتا ہے جو لپٹا تعویذ

نہین معلوم برآئین گی مرادین کیا کیا
آج تو نام خدا آپنے پہنا تعویذ

بے بلائے مرے گھر آپ چلے آئین وہ
ہای کر دے کوئی ایسا مجھے گنڈا تعویذ

ہمنے دیکھا ہی کسی مین کوئی تاثیر نہین
سکا غذ زر ہی ہے اسوقت مین چلتا تعویذ

خیر ہے بد نظر اب ہے اسیری اسکی
آج کیون آپنے چوٹی مین بھی باندھا تعویذ

دل مین معشوق کے تاثیر ذرا سی ہو جائے
آج تک ہمنے نہ ایسا کوئی دیکھا تعویذ

نقش دل کو مرے کیا کھیل سمجھ رکھا ہے
دیکھنا تمکو دکھائیگا تماشا تعویذ

ہو سکے خاک وہان میری دعا کی تاثیر
جسکی گردن مین پڑے رہتے ہین صدہا تعویذ

کچھ ذرا جذبۂ دل مین ہو ترقی میرے
ہای ایسا کوئی اب تک نہین لایا تعویذ

فاتحہ پڑھنے کو آنا تو غلط ہے لیکن
اوسنے مرقد کا مری دور سے دیکھا تعویذ

دل کو دیکر جو کہا اسکی حفاظت رکھنا
تو کہا دل ہے ترا یا کوئی گنڈا تعویذ

دیکھتے ہی مجھے وہ آنکھ چرالیتے ہین
خیر کرنے لگا اتنا اثر اپنا تعویذ

اور بھی سیکڑون باندھے ہوئے ہونگے ظالم
تیرے بازو پہ نہین ایک تو کہا تعویذ

حضرت داغ کی ہو جائے ترقی جس سے
ہای ایسا کوئی حسرت نے بنایا تعویذ

ردیف الراء مہملہ

لذت عشق اوٹھاتی ہے جو مائل ہو کر
میری سینہ ہی مین رہ جاؤ ذرا دل ہو کر

جان سے جائین ترے طالب دیدار مگر
در فردوس پہ جائین گے نہ سائل ہو کر

حسرتِ مرگ کی امید تھی پر آنے کی
ساتھ ہوئے ہو مگر بل کی لیے جاتے ہو
ہو جو توفیق وہی نامِ خدا پر دیدے
نیک بختون کے لئے خلد ہے یہ سُن رکھو
وہ یہ کہتے ہین کہ دل آپ تو دیدیتے ہین
رقصِ بسمل کا تماشا نظر آجائے و نہین
نہ تکلم نہ اشارت نہ تبسم نہ نگاہ
ڈھونڈھنے اوسکو بیابانِ عدم مین جاؤن

وہ ہی سینہ مین رہی جاتی ہے اب دل ہو کر
پھر الگ مجھ سے ہوئے جاتے ہو شامل ہو کر
آج تو آئے ہین در پر ترے سائل ہو کر
ہمسے جاؤ گے کہان حور شمائل ہو کر
آپ کے سینہ مین پھر خاک رہین دل ہو کر
کوئی آجائے نظر اونکو مرادل ہو کر
کیا کرے کوئی بھلا آپکا مائل ہو کر
عمرِ رفت بھی گئی ہے اسی منزل ہو کر

بھولکر بھی کوئی آئی جو تمنا حسرت
رہ گئی ہے دلِ مایوس مین وہ سل ہو کر

نامِ خدا ہے حسن تمہارا بہار پر
رونق نہ گلستان پہ نہ وہ لالہ زار پر
گر جائینگی نگاہ سے بجلی کی شوخیان
بیدل ہوا ہے غیر تمہارا یہ حال ہے
یہ عیب بھی دکھائیگا اک بانکپن کا حسن
جو جان ہی سے تنگ ہو اوسکو نہ چھیڑنا
یہ بھی خدا کی شان ہے دشمن کے ساتھ ساتھ

آنے لگا ہے جوش ہے سینہ اوبھار پر
جوبن ہے آجکل جو دلِ داغدار پر
دیکھو تو رکھکے ہاتھ دلِ بیقرار پر
دل ہمسے مانگتے ہو تو کس اعتبار پر
کج ہو گئے تم سوار تو ہو را ہوار پر
ہوتا ہے ایسا ایک ہی بھاری ہزار پر
وہ فاتحہ کو آئین ہمارے مزار پر

معلوم ہو رہے ہو کہ ہو نوجوان کی قبر
وہ بیکسی برستی ہے اپنے مزار پر

آکر پڑا ہے معرکہ اونکی نگاہ سے
آئے نہ کوئی صرف دل بیقرار پر

پیدا ہوئی ہے اس سے بھی اک شکل بیکسی
لکھا نہین ہے کچھ مرے لوح مزار پر

بعد فنا ہو دل کے بہلنے کی کچھ تو بات
تصویر اوسکی کھینچ دو لوح مزار پر

مین دیکھتا ہون اوسکا بھی بیمار سا حال ہے
جب سے کھلا ہے بھید مری رازدار پر

نقش قدم سے وصل ہو ایسا کہان نصیب
وہ کیون قدم دہرین مری خاک مزار پر

حسرت غضب مین جان ہے مین سمجھ گیا کہ ان
دل آگیا ہے ایک تغافل شعار پر

ہے وقت نزع جان ہے باقی ذراسی اور
قربان تیرے آج تو ساقی ذراسی اور

جاتے ہو گھر رقیب کے کیون اتنی دیر کو
بیمار غم کی زیست ہے باقی ذراسی اور

آتا ہے بادشہ مین اوس مست ناز کا
کہتا وہ منتون سے کہ ساقی ذراسی اور

اے دل خدا کیواسطے ہمت نہ ہارنا
منزل ہے راہ شوق کی باقی ذراسی اور

بتخانہ سے ہی راہ ہے اک کوے یار کی
ہمت اگر ہے تجھ مین ہو باقی ذراسی اور

اون سے شب وصال ہم اے کاش یہ کہین
حسرت ابھی تو دل مین ہے باقی ذراسی اور

کیا قہر ہے کہ حضرت ناصح ہی آ گئے
آنے مین اونکے دیر ہے باقی ذراسی اور

نام خدا ہے آج تو دس بیس کو پلا
ہمت تجھی سے چاہیے ساقی ذراسی اور

توبہ کیے ہوے تھے مگر اب یہ حال ہے

حسرت یہ کہہ رہی ہین کہ ساقی ذرا سی دور

چلنا پڑیگا آپ کو در سے ذرا سی دور
گھر ہی ہمارا آپکے گھر سے ذرا سی دور

آتے ہی آتے راہ مین کیا جانے کیا ہوا
تیر نظر رہا تھا جگر سے ذرا سی دور

حائل مین اک نقاب کا پردہ ہی رہ گیا
دل تھا ہمارا اونکی نظر سے ذرا سی دور

جلدی سے بند کردیا تقدیر دیکھتا
ہم رہ گئے تھے روزن در کے ذرا سی دور

وہ ہاتھ تیغ کی ہی نزاکت نے روک تھام
خنجر رہا تھا اونکی کمر سے ذرا سی دور

جاتے ہی جاتے رک گئے کچھ جھجک دیکھکر
دست عدو تھی اونکی کمر سے ذرا سی دور

کسکا خرام ناز یہ پامال کر چلا
تڑپا کیا مین راہ گذر سے ذرا سی دور

تیر نگاہ رہ گیا سینہ مین آتے ہی
دل سے ذرا سی دور جگر سے ذرا سی دور

دشمن تو ساتھ ساتھ پھرے سارے باغ مین
ہم جا سکے نہ آپکے ڈر سے ذرا سی دور

اللہ کی ہے شان وہ چپکے سے آگئے
گھر تھا ہمارا غیر کے گھر سے ذرا سی دور

اچھا ہوا کہ آپ ذرا پہلے آگئے
میری دعا ہی تھی اثر سے ذرا سی دور

کہتے ہین دیکھکر وہ مری دود آہ کو
یہ آسمان تو رہ گیا سر سے ذرا سی دور

ڈالا ہی خلد مین تری رحمت نے کھینچکر
دوزخ رہا تھا دامن تر سے ذرا سی دور

مالک ہین آپ حشر کے یا شافع امم
جنت کا در ہے آپکے در سے ذرا سی دور

آتے ہی اونکے چہرے پہ تھا یہ چھٹ گئی
سمجھے کہ ہم رہی ہین قمر سے ذرا سی دور

وہ مسکرا کے رہ گئے مقتل مین ہائے ہا
شور نمک تھا زخم جگر سے ذرا سی دور

باتین یہ پیار کی ہین سب آنکہونکے دیکہتے
پہر کچہہ نہین ہوی جو نظر سی ذراسی دور

کیا دل کسی نے لوٹ لیا کیا غضب ہوا
حسرت گئے تہے آپ دہر سے ذراسی دور

آنے مین تمنے وان جو لگائی ذراسی دیر
سینہ مین یان نہ سانس سمائی ذراسی دیر

قاتل نے تیغ ہی نہ اوٹہائی ذراسی دیر
کب ہاتہہ کی دکہائی صفائی ذراسی دیر

سینہ پہ رکہہ کے دست حنائی اوٹہالیا
دل مین ہمارے آگ لگائی ذراسی دیر

ہم مرمٹے تباہ ہوے خاک مین ملے
صورت نہ تمنے آکے دکہائی ذراسی دیر

کہتے ہین تیری رات کے نالونکا ہے اثر
اونکو جو رات نیند نہ آئی ذراسی دیر

کندہے پہ رکہکے نعش مری گہر سے پہینکدی
ایذا عدو نے آج اوٹہائی ذراسی دیر

اللہ ری نازکی کہ غش آنے لگا اونہین
تہامی جو بیٹہے اونکی کلائی ذراسی دیر

دشمن سے اور اون سے ہوئی جنگ سرگری
تہی بیچ و بچنے کو لڑائی ذراسی دیر

جاتا ہے اس لئے مجہے بزم رقیب مین
کرتی ہے کچہہ لگائی بجہائی ذراسی دیر

ہے نیند کا خیال ترے پاسبانکو کب
کمبخت کو تو موت نہ آئی ذراسی دیر

جہوٹون ہی وصل کا کبہی وعدہ نہین کیا
دلکی کلی نہ تمنے کہلائی ذراسی دیر

بدلون مین اپنے دلکو ترے دل سے بیوفا
مانگے ملے جو مجکو خدائی ذراسی دیر

ہوئیگی عمر بہر نہ مرے دل سے ہائی یہ
لذت جو تمسے وصل مین پائی ذراسی دیر

دشمن سے سیکہہ آئے تہے آخر کو چپ ہوے
باتین بنائین سیکہی سکہائی ذراسی دیر

دشمن نے جو کیا ہی وہ سب جانتے ہو تم | لیکن سزا کیے کی نہ پائی ذرا سی دیر

آٹھون پہر ہے ذکر بیان تو زبان پر | تمکو جو یاد آئی تو آئی ذرا سی دیر

یہ سوچتا ہون میرا انسا قضا وہ دیکھ لین | مانگے ملے جو موت پرائی ذرا سی دیر

اب مر رہا ہون اسکی پشیمانیون مین مین | فرقت کی رات نیند جو آئی ذرا سی دیر

حسرت نہ شاد کیون ہون مرا کام بن گیا
دشمن کو اوسنے آنکھ دکھائی ذرا سی دیر

ٹھہرے نہ تم جو گھر مین ہمارے ذرا سی دیر | آیا نہ چین درد کے مارے ذرا سی دیر

شاید وہ بے وفا کہین آتا نہو ادھر | رہنے دو نعش گور کنارے ذرا سی دیر

کیا جانے پھر مرا دلِ افسردہ کیا کرے | یہ ہی رہے جو تیرے اشارے ذرا سی دیر

اوٹھیگی میرے ساتھ قیامت ہی بزم مین | یہ ہی رہے جو طور تمہارے ذرا سی دیر

کس منہ سے یہ کہا تھا ہم آئینگے رات کو | ٹھہرے نہ عہد و قول تمہارے ذرا سی دیر

سائل مین یا جواب ہو یا مدعا ملے | ٹھہرے ہین تیرے در کے سہارے ذرا سی دیر

تو ہے عدو ہو اور تری بزم ناز ہے | ہم ہی تو کر لین تیرے نظارے ذرا سی دیر

ای آہِ واپسین تری تاثیر دیکھ لی | ٹھہرے وہ میری نعش پہ پیارے ذرا سی دیر

وہ ماہ رو جو بام پہ جلوہ فگن ہوا | ٹھہرے نہ پھر فلک پہ ستارے ذرا سی دیر

حسرت ترا پتا ہی نہ تھا رات کو کہین
وہ آ کے تیرے در پہ پکارے ذرا سی دیر

دربان اب وہ رکھتے ہیں در پر ادہر اودہر
دیکھے نہ تا کوئی اونہیں جہانککر ادہر اودہر

بیمار تو نہیں ہیں کہیں گنج حسن کے
زلفین پڑی ہیں آپکے رخپر ادہر اودہر

کہتے ہو کوئی بات تو کہتے ہو اس طرح
تم دیکھتے ہو پہلے مکرر ادہر اودہر

کوئی لگا نہ لیوے نہیں باتونمین خوف ہے
محفل میں غیر بیٹھے ہیں آکر ادہر اودہر

ایسا مزا ملا خلش خار کا مجھے
تکیوں کی جای رکہتا ہوں خنجر ادہر اودہر

آرام سے بسر وہ کریں بزم غیر میں
ہم رات بھر بھٹکتے رہیں سر ادہر اودہر

دینی پڑیگی آپکو اب تو زکات حسن
سائل ہیں جمع آپکے در پر ادہر اودہر

چھٹتا کسی طرح نہیں ناکامونکا ساتھ
مجکو پھرا رہا ہے مقدر ادہر اودہر

یہ تو نہیں امید کہ کچھ اور ہو سکے
اوس کوچہ میں لگاتے ہیں چکر ادہر اودہر

تاثیر میرے جذبۂ دل کی جو رنگ لائی
تم دل کو تہام کر پہرو مضطر ادہر اودہر

اوخوش خرام اس قد رعنا کی یاد میں
سر پیٹتے ہیں سرو و صنوبر ادہر اودہر

اتنا کیا ہے قتل وہ کہتے ہیں غیر سے
لاکھوں پہرینگے خون کے محضر ادہر اودہر

قاتل یہ کہہ رہا ہے کہ ہو مجھکو جب خوشی
مقتل میں سیکڑوں ہوں اگر سر ادہر اودہر

کچھ ہم سے سخت جانوں کا کیجیے مقابلہ
کیا تم دکہار ہے ہو یہ خنجر ادہر اودہر

ایسی ہو بات کچھ جسے اللہ گم کرے
تم ڈہونڈہتے ہو پہر پہر محشر ادہر اودہر

موقع بڑا ہی راہ پہ کوئی لگا نہ لے
پہرنا شراب پیکے نہ باہر ادہر اودہر

یہ ہی غرور حسن کہ تجھکو خبر نہیں
برپا ہی تیری چال سے محشر ادہر اودہر

لاکھون کو ذبح کرتا ہی اونکا خرام ناز
رفتار ہی کہ باندہے ہین خنجر اودہر اودہر

تاثیر کر گئی ہے کہین دل جلون کی آہ
کچھ اب تو دیکھتے ہین وہ ہنسکر ادہر اودہر

کھلتا نہین ہی حال کہ گھبرا رہی ہین کیون
حسرت کچھ آج پہرتے ہین مضطر ادہر اودہر

دل کو پسند آیا ہی اک گلعذار پہر
آئی لبون پہ ہاے مری جان زار پہر

جلوہ کسی کا دور سے دیکھا ہی بام پر
قابو مین اب نہین ہی دل بیقرار پہر

پورے ستم پہ ہو گئے دشمن کے حوصلے
اوس بزم مین ہوئی ہی ہماری پکار پہر

مدت سے اس امید پہ دن کاٹتے ہین ہم
ہونگے نصیب ہمکو ہی بوس و کنار پہر

باقی اگر ہے عمر تو رونق ہی کس لیے
ای عندلیب آئیگی ابکے بہار پہر

برباد ہو رہی ہی کسی دل جلے کی خاک
چھایا ہوا ہے چرخ پہ گرد و غبار پہر

چھوڑا ہی ساتھ دل کا جو ہوش و حواس نے
کیا یاد آگیا کوئی غفلت شعار پہر

تیر و کمان لیے کوئی آتا ہی اسطرف
کیا خاک تو دہ ہوگا ہمارا مزار پہر

افسردہ کیون ہے ای دل ناکام شاد ہو
تیر نگاہ یار کریگا شکار پہر

اوٹھا ہی بعد مرگ بھی کچھ دل مین ولولہ
دامن سے جا لگا ہی کسی کے غبار پہر

ڈگری ہوئی تھی جو کی یہ حسرت وہی تو ہین
پیتے ہین اب شراب وہ لیکر ادہار پہر

نہین کہتا کہ میری آئین گھر
کاش اپنے ہی وہ بلائین گھر

میری آنکھون مین دل مین سینہ مین
کاش آکر کہین بنائین گھر

بھولکر وہ کبھی تو آئین گے
غیر کے نام سے بنائین گھر

ایسی تقدیر ہی کہان دشنام
وہ بلا کر ہمین سنائین گھر

ایسی تدبیر کوئی بن آئے
وہ کسی طرح میری آئین گھر

جب فلک سے کہین اوترتی ہین
پوچھتی ہین مرا بلائین گھر

بیخودی سے نہین ہوا پہچن
اپنا ہم اونکو کب بتائین گھر

تیری جی مین ہے اب دل بیتاب
گالیان جا کے اوسکی کہائین گھر

جذبہ دل کا جب اثر سمجھون
دوڑ کر خود وہ میری آئین گھر

یہی سمجھے ہو کچھ کہ اب دل مین
کر گئین آپکی جفائین گھر

یہی دل مین ہے آرزو حسرت
کبھی ایسا ہو وہ بلائین گھر

چلے آئین الہی وہ نمکدان ہاتھ مین لیکر
دل زخمی کرین پھر ہم تمنایان ہاتھ مین لیکر

یہ ضد ہے دشمن پیا انکو اپنی جھوٹی باتون پر
قسم مصحف کی کہائے پھر مسلمان ہاتھ مین لیکر

برہنہ تیغ لیلی ہے نہوتا عذر قاتل کو
چلے ہین قتل کا ہم اپنے سامان ہاتھ مین لیکر

جو کی صحرا نوردی تم نے ہم بھی دیکھتے ہین
وہ فرماتے ہین تصویر بیابان ہاتھ مین لیکر

بتاؤ ظلم اپنا حشر مین کیونکر چھپاؤ گے
پھرینگے نامہ اعمال انسان ہاتھ مین لیکر

مری ناصح نے کی تدبیر سب کچھ پر نہ بن آئی
نہ چھوڑا دشت وحشت نے گریبان ہاتھ مین لیکر

کہان جاتے ہو دیکہو وقت ہی یہ اوٹہنے کا — کہینگے حشر مین ہم اونکا دامان ہاتہہ مین لیکر

توکل کی وہ دولت ہی اگر انسانکو حاصل ہو — تو پہینکے خاک مین مہر سلیمان ہاتہہ مین لیکر

پریشانی کا اپنی حال گر مین اونسے کہتا ہون — دکہا دیتے ہین وہ زلف پریشان ہاتہہ مین لیکر

عجب کچہہ حال ابتر ہو گیا ہی اب زمانے کا — ہزارون بیچتے پہرتے ہین ایمان ہاتہہ مین لیکر

جو آجاتا ہی حسرت ذکر کچہہ یوسف کی صورت کا
دکہا دیتے ہین ہم تصویر جانان ہاتہہ مین لیکر

شرم ہی اوسکو مرے پاس وہ آئے کیونکر — غیر کا گہر ہے وہان مجکو بلائے کیونکر

دسترس مجہہ کو تقدیر پہ ممکن ہی نہین — بخت خوابیدہ مرا کوئی جگائے کیونکر

سخت جانی کا مری صرف بہانہ ہی اوسے — ہاتہہ اوٹہتا ہی نہین تیغ لگائے کیونکر

نالۂ دل کو مرے پاس ادب ہی اوسکا — جاکے راتونکو وہان شور مچائے کیونکر

نالہ کرتے ہوئے ڈرتا ہون شب وصل عدو — کوئی اوس فتنۂ خفتہ کو جگائے کیونکر

رحم آتا ہے اوسے حشر ہوا ئی حسرت
ساری عالم کو وہ دیدار دکہائے کیونکر

آچکا چین مجہے قبر مین مردا ہوکر — خاک کیا میری اوڑیگی نہ بگولا ہوکر

جلوہ فرما جو وہ بت ہوگا صنم خانہ مین — شیخ بہی آئیگا رہبان کلیسا ہوکر

حسرتین دل کی نکالونگا مین کیا کیا اپنی — تو اکیلا مرے کوچہ سے جو گذرا ہوکر

دیکہہ تو پردہ محمل کو اوٹہا کر لیلی — قیس کی خاک اوڑی ہی یہ بگولا ہوکر

کیا تماشا ہی کہ اب حسرت دیدار مری
رخ روشن پہ تری چھائی ہی پردا ہوکر

ہان مدد آہ ذرا بل تو نکالون اوسکا
چرخ کجباز یہ چلتا نہین سیدہا ہوکر

بات بھی اسکی کبھی تم تو نہین پوچھتے ہو
پھر رہے گا دل بیمار یہ کس کا ہوکر

او کماندار پڑا ٹھیک نشانہ تیرا
رہ گیا تیر مرے دل مین تمنا ہوکر

منہ چھپایا جو مجھے اوسنے دکھا کر حسرت
رہ گیا ایک اندھیری مین اوجالا ہوکر

دوست پہلو مین رہا جان کا خواہان ہوکر
دل سلگتا ہی چراغ تہ دامان ہوکر

آپ پہلو سی چلے جاتے ہین مہمان ہوکر
دل مین اک رات تو رہ جایئے ارمان ہوکر

منہ چھپاتے ہو عبث ایسا دبی ان مین ہون
کہ نگاہین مری رہ جاتی ہین مژگان ہوکر

میری مرتے ہی وہ بیداد کا عالم نہ رہا
ظلم سے توبہ وہ کرتے ہین پشیمان ہوکر

خاکساری کا نتیجہ یہ ملے گا مجھکو
پاؤن چومونگا تری ریگ بیابان ہوکر

حسن کا جوش چھپائے سی کہین چھپتا ہے
منہ چھپاتے ہو عبث مہر درخشان ہوکر

منہ سی کچھہ بات نکلتی نہین میری آگے
نیچی کر لیتے ہین گردن وہ پشیمان ہوکر

حائل خلد ہی افسوس عدم کا صحرا
باغ مین جاتے ہین پر ایک بیابان ہوکر

وہ تصور مین بھی آئین تو رکاوٹ ہی وہی
دل مین رہتے ہین مگر غیر کا ارمان ہوکر

روز انکار ہے اور روز ہی پی لیتا ہون
توبہ رہتی ہے مگر آپ کا پیمان ہوکر

خوبرو جتنے ہین بگڑے سے سنور جاتے ہین
دیکھین کیا قہر کری زلف پریشان ہوکر

بن گئے حسرت و ارمان کے ہزاروں مدفن
دل یہ سینہ مین رہا گور غریبان ہوکر

عشقبازی کا تمہین شوق تو ہوا حسرت
حسرتین دل کی نکل جائین گی ارمان ہوکر

سب سے اچھی ہے مری جان تمہاری تقدیر
ہان مگر تمسے بھی دشمن کی ہے پیاری تقدیر

حرف اچھا کوئی پایا تو مٹایا فورًا
خوب ہی کاتب قدرت نے سنواری تقدیر

لڑکے دشمن سے وہ آئے ہین ہماری گھر مین
آجکل تو ہے ترقی پہ ہماری تقدیر

بخت خفتہ مرا بیدار ابھی ہوجائے
میری قسمت سے جو لڑجائے تمہاری تقدیر

دن ہی پھر جاتے ہین جس وقت نصیب اچھے ہون
یاد آتی ہے برے وقت مین پیاری تقدیر

غیر کے پاس وہ ہین اور دعا کیا مانگین
اپنے دشمن ہی کی قسمت ہو ہماری تقدیر

عشق کیواسطے دل ہمنے لگایا تھا مگر
مفت کے رنج سہے ہے یہی ہماری تقدیر

دیکہنا تمکو دشمن سکے ہٹاؤن کیسا
میری قابو پہ جو چڑھجائے تمہاری تقدیر

وصل کی شب ہے میسر تو عدو سے پوچھین
دیکھہ اچھی ہے تری یا کہ ہماری تقدیر

تمکو دشمن کی محبت ہے تمہاری ہے مجھے
میری تقدیر سے ملتی ہے تمہاری تقدیر

ہائے حسرت نہ ہوا کوشش احباب سے کچھہ
خود ہی اٹھجائے تو لڑجائے ہماری تقدیر

ابھی سیکھے ہو تم ستم دو چار
کھائے بیٹھے ہین جسپہ سم دو چار

آپکا کب فریب کھلتا ہے
دیکھیے اور آگے دم دو چار

دیکھہ لین ہم بھی پھر قیامت کو
وہ اٹھائین اگر قدم دو چار

یہ نہ سمجھو کہ تمپہ مرتے ہین / آہی رہتی ہین یان صنم دو چار

مرنیوالے سنبھل نہین سکتے / اور کر لیجیے ستم دو چار

قتل ہونے کی جب ہتی حسرت / ہم جو دنیا مین لین جنم دو چار

یہ عنایت ہی ہمکو کافی ہی / کیجیے سو ستم کرم دو چار

یان ہزار و نکار روز جمع ہی / دل مین میرے نہین ہین غم دو چار

ابھی آئی نہین ہی طرز جفا / روز کرتے ہو گو ستم دو چار

ہمسا ملتا نہین ہی ایک تمہین / ڈھونڈھ لاتے ہین تمسی ہم دو چار

اونکی سرکار کا ہی کیا کہنا / روز بہرتے ہین وان شکم دو چار

اونکو مد نظر ہی مشق جفا / ذبح ہوتے ہین کم سے کم دو چار

تم ذرا ٹھہر کر چلے جانا / اور باقی رہے ہین دم دو چار

دل کے پھنسنے کی شکل پھر کیا ہو / زلف مین گر رہین نہ خم دو چار

دم اولجھتا ہی ایک ہونے سے / مجکو درکار ہین عدم دو چار

یہ شہیدون کی اونکے کثرت ہی / روز بہر جاتے ہین ارم دو چار

مجکو فرصت نہین ہی گو حسرت / کرے مضمون مگر رقم دو چار

ردیف الزای منقوطہ

جاؤ تم اغیار کو لیکر پہاڑ / رکھ لیا ہی ہمنے چھاتی پر پہاڑ

آگ ہوتی گر نہ دل مین عشق کی — کوہکن پتھر کاٹتا کیونکر پہاڑ

دل لگانا سہل ہی سمجھے تھے ہم — میرے بجان یہ سخت ہی پتھر پہاڑ

تیرے دیوانہ پہ یہ پتھر پڑے — سنگِ طفلان سے ہوا اکثر پہاڑ

کیون نہ چونکین خفتگانِ خاک پھر — جب ہلاتی ہے تری ٹھوکر پہاڑ

کچھ اثر تجھکو نہین ای سنگدل — میری آہون سے ہلے تھرتھر پہاڑ

دہوم ہی یارب یہ کسکی آہ کی — کانپتا ہی آج کیون تھرتھر پہاڑ

ناتوان ایسا ہون کہ ذرہ ریت کا — اب ڈراتا ہی مجھے بنکر پہاڑ

حلق کیا دل کیا کلیجا کیا مرا — کاٹ ڈالے گا ترا خنجر پہاڑ

آہ کا ہوتا نہین کچھ بھی اثر — دل ترا ہے آئنہ مظہر پہاڑ

یاد تھے تیرے وقار و تمکنت — خواب مین دیکھا کیا شب بھر پہاڑ

اوٹھ نہین سکتا ہون مین اس بوجھ سے — بارِ عصیان ہی مرے سر پر پہاڑ

کس مصیبت مین ہون حسرت کیا کہون
غم کا ٹوٹا ہے مرے سر پر پہاڑ

دیکھیہ اچھی نہین کرنی کسی مائل سے چھیڑ — چھیڑ ہی مد نظر ٹھہری تو دلکو دل سے چھیڑ

ہان مدد ای بادِ صحرا اب یہ تیری ہاتھ ہے — خاکِ مجنون کی چلی جائے ذرا محمل سے چھیڑ

پڑ سکیگے خضر کیونکر بادیہ پیمای عشق — یونہی ہمسے کر رہی ہین قدم کی منزل سے چھیڑ

سخت جانی کی بدولت آجتک جیتا ہون مین — روز گو کرتا ہون جاکر خنجرِ قاتل سے چھیڑ

نوک کیون ٹوٹی ہی خنجر کی سبب اسکا ہی کیا
آجکل بد نظر ہے آپکو بسمل سی چھیڑ

یہ تو ممکن ہی نہین ہی وصل و نکاح ہو سکے
ہان کیے جاتے ہین لیکن سعی بیجا وصل سی چھیڑ

دل کا لینا ہی اگر بد نظر تو آپ کو
واقعی بیکار ہی بے سود ہی بیدل سی چھیڑ

سینۂ افگار کی رگ رگ بجے گی تار سا
رنگ دیکھائینگی ظالم پر ذرا تو دل سی چھیڑ

کیون طلب کرتے ہو اسکو آج بزم ناز مین
تمکو ہی منظور ہی کچھ حسرت مائل سی چھیڑ

دوستی کو ہو گئی مدت نہ توڑ
دیکھ ظالم رشتۂ الفت نہ توڑ

وصل ہوگا پر تحمل چاہیے
ای دلِ مضطر مری ہمت نہ توڑ

صاف آئینہ نہین ہی دیکھ لے
دل مین ہی کندہ تری صورت نہ توڑ

ہجر لکھدی غیر کی تقدیر مین
تو قلم ای کاتبِ قسمت نہ توڑ

زندگی کا ایک حیلہ ہی یہی
ناامیدی آس کی صورت نہ توڑ

کر نہ پامالِ خرامِ ناز تو
دیکھ او ظالم مری تربت نہ توڑ

جو تری جی مین ہو وہ کرلے ستم
بیوفا ہے مجھسے گر چاہت نہ توڑ

جان نثار و نیر نہ کر ظلم و ستم
بیگناہ ہون پر تو یہ آفت نہ توڑ

دل لگی کا ہی یہی اک سلسلہ
بیڑیان تو میری ای وحشت نہ توڑ

پہلی ہی شب ہی نکر انکارِ وصل
ایسی باتون سی دلِ حسرت نہ توڑ

مدِ نظر ہی گر کسی مائل سے چھیڑ چھاڑ
دلکو لگا کے کیجیے پھر دل سی چھیڑ چھاڑ

کرتا ہی دور دور سے ایسی لگاوٹین
دریا کی جیسے ہوتی ہی ساحل سی چھیڑ چھاڑ

لو منہ چڑا رہے ہین وہ آئینہ دیکھکر
کرتے ہین اپنے مدِ مقابل سی چھیڑ چھاڑ

ہم اور خضر بادیہ پیما سے عشق ہین
باہم شروع ہے کئی منزل سی چھیڑ چھاڑ

آتے ہین بام پر وہ نکلتے ہی چاندنی
ہر رات ہوتی ہی مہ کامل سی چھیڑ چھاڑ

اوس شاخِ گل کی رکھی ہی تصویر باغ مین
گلچین سے دل لگی ہی عنادل سی چھیڑ چھاڑ

اندیشہ ناک ہم وہ سراپا حجاب ہین
ہوتی ہی ایسے وقت مین مشکل سی چھیڑ چھاڑ

یونہی رہی یہ چھیڑ تو زندان مین ہم کہان
کرنے لگے ہین ہاتھ سلاسل سی چھیڑ چھاڑ

کرتا ہون اوسکی بزم مین جنت کا تذکرے
مدِ نظر ہی حور شمائل سی چھیڑ چھاڑ

وہ آنکھ ہی چرا لئے تو اپنا یہ حال ہی
ہم اپنے آپ کرتے ہین قاتل سی چھیڑ چھاڑ

اوس نامراد نے تو کیا صبر اختیار
حسرت تم آپ ہی نہ کرو دل سی چھیڑ چھاڑ

ردیف الزاء منقوطہ

مجھکو معلوم تو ہو مین نہین آیا کس روز
مہربان تمنے مجھے گھر مین بلایا کس روز

میری ہی جان پہ ہر روز جفا ہوتی ہی
غیر کو آپ ہی فرمائین ستایا کس روز

تو تو بے صبر ہی یہ آپ بجا کہتے ہین
مجھکو فرمائیے دیدار دکھایا کس روز

بیان کرنے کی نہین ضعف سے جب تاب مجھے
میری بالین پہ وہ آیا ہی تو آیا کس روز

جب وہ بگڑی ہوئی اغیار کے گھر بیٹھے تھے
دوستون نے مرا احوال سنایا کس روز

دل بیتاب پہ کب ہوگی عنایت اونکی
پھر سے ارمان برآئینگے خدایا کس روز

منتین کرکے کبھو کب نہین روکا مینے
ہاتھ سے آپنے دامن نہ چھوڑایا کس روز

مینے کس روز کیا ہاتھ کو سینہ سے جدا
چین پھر سے دل بیتاب نے پایا کس روز

تمنے کس روز لگایا ہے گلے سے مجھکو
میرا ارمان مرے جان برآیا کس روز

میرے افسانہ کو پہلے ہی سے کہتے ہو برا
تمنے کس روز سنا مینے سنایا کس روز

مفت کا آج نہ حسرت کو لگاؤ الزام
اوس نے کب عذر کیا تمنے بلایا کس روز

سب سے بالا ہے نرالا ہے تمہارا انداز
ہر حسین سیکھنے والا ہے تمہارا انداز

ساری دنیا سے نرالا ہے تمہارا انداز
دل مرا دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

بیوفائی کا تو انداز برا تھا لیکن
حسن نے خوب سنبھالا ہے تمہارا انداز

حور و غلمان پری جن و بشر کوئی ہو
سب کے انداز سے بالا ہے تمہارا انداز

کس طرح اوسکو اڑالیگی پرستانکی پری
کیا کہین منہ کا نوالا ہے تمہارا انداز

وہی شوخی ہے وہی ساری شرارت اسمین
ابتو دل نے ہی نکالا ہے تمہارا انداز

کچھ چھپاتا ہے گمان دل کی طرف جاتا ہے
ہی پہچاننے والا ہے تمہارا انداز

دیکھیگا حور کی صورت سے تنفر اوسکو
جو کوئی دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

نوک کیون دل مین خدا جانے چبھی جاتی ہے
کوئی برچھی ہے نہ بھالا ہے تمہارا انداز

سنتے سنتے ہی کچھہ آئی ہی طبیعت اپنی
ہمنے دیکھا ہی نہ بہالا ہے تمہارا انداز

جان کی طرح ہمیشہ ہی رہا ہی دل مین
عشق نے خوب ہی پالا ہی تمہارا انداز

کوئی پہلو مین نہین دیکھنے والا دل کا
ہان مگر دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

نام سے آپ نہ حسرت کے تنفر کیجے
اسکے باعث سے دوبالا ہے تمہارا انداز

اونکی دل مین جگہہ جو پائے راز
دلمین بہولا نہ پہر سمائے راز

دلمین آیا تو آئے گا لب پر
اس سے دلمین نہ آنے پائے راز

یہ بہی در پردہ بات ہے کوئی
دلمین آتا ہی بے بلائے راز

نہو کچھہ بہی تو کیا سکھے کوئی
دلمین گر ہو تو لب پر آئے راز

نہین باقی رہی جگہہ دل مین
مجکو اپنا نہ منہ دکہائے راز

دخل کیا ہی جو لب تک آجائے
ہمکو اپنا کوئی سنائے راز

سامنے ہو تو کچھہ کہے منہ سے
نہ چہپے خود تو کیون چہپائے راز

اوسکے مطلب کی ہم کرین کوشش
ہمکو حسرت اگر بتائے راز

عشق کہے ہمکو چہپائے راز
آنسوؤن سے اگر بتائے راز

صاف کہدو جو رات گوذری
نہ چہپاؤ سنے سنائے راز

بات کہنے سے جبین ڈرتا ہون
کہین اپنے نہون پرائے راز

دل مرحوم جب ہی دفن ہوا
ہمنے مرقد مین سیلائے راز

بدگمانی سے یہ ہوا فتنہ
کہ نہ دل مین ہی آئی پائے راز

ہی بلاکر عدو کو محفل مین
ہمنے پوچھے چھپے چھپائے راز

مین کہونگا نہ انکو محشر مین
دل مین ہین کچھ ہی دبائے راز

راز داری کا دل کی کیا کہنا
کچھ بڑہا دئیے کچھ گھٹائے راز

بدگمانی ہے اوسکی جانب کیون
تمنو حسرت کو کب بتائے راز

ردیف سین مہملہ

کوئی جینے کا نہین اپنے سہارا افسوس
ہو گیا ہمسے خفا آج وہ پیارا افسوس

موت کے بعد بھی دل مین ہی ارمان رہا
آنکھ بھر کر اوسے دیکھا نہ دوبارا افسوس

وہ جو ہمکو دیکھ کے تم منہ چھپا لیتے ہو
اس کا وٹے نے مجھے جان سے مارا افسوس

پاس جنکے کبھی دن رات رہا کرتے تھے
اب تو انکا نہین ملنا ہی نظارا افسوس

آرزو جسکو کبھی تھی مرے گھر آنے کی
اب تو ملنے سے وہ کرتا ہے کنارا افسوس

گالیان یون ہی ہر بار سنا جاتے تھے تم
دل ہی قابو مین نہین ہے ہمارا افسوس

ڈوب کر عشق کے دریا مین نہ ابھرا کوئی
نہین اس بحر کا ملتا ہے کنارا افسوس

رہ گئے گھر مین مرے رات وہ آتے آتے
پھر گیا کچھ مری قسمت کا ستارا افسوس

پہلے ہی تاڑ اوسکی نظر دل سے مرے پار ہوئی
تیر ظالم نے مرے تاک کے مارا افسوس

ہوگیا صبحِ شبِ وصل مراجعت وصال — وصل وسکا نہوا ہای دوبارا افسوس

تنگ آکر مری نالون سے وہ فرماتے ہین — مرنیوالون لئے تو ہی یہ مجھ یارا افسوس

ہمسے ناراض تو ہو لیتے ہو خبر ہی ہی تمہین — اور یہ مرتا ہی وہ دوست تمہارا افسوس

رہ گئی جلوۂ دیدار کی حسرت دلمین — ایک ہی وار مین سفاک نے مارا افسوس

یہی حسرت ہے کہ نیچی ہی نگاہون سے کبھی — میری جانب ہو کوئی اشارا افسوس

ہم تو حسرت اسی احسان مین جیتے جاتی ہین
صاف کرتے ہین جو دیوان ہمارا افسوس

یون جلے دل غمِ پنہان افسوس — خاک ہی جائے رایگان افسوس

دل کی دل ہی مین رہ گئی حسرت — حیف ای مرگِ ناگہان افسوس

ناز بھی تیرا اوٹھہ نہین سکتا — ہوگیا ایسا ناتوان افسوس

آہ کرتی نہین ہی ہاے اثر — کارگر کچھہ نہین فغان افسوس

آپکی تیغِ ناز کا صاحب — وہ تڑپتا ہی نیم جان افسوس

سوزِ پنہان نے مجکو پھونکدیا — جلگئے مشتِ استخوان افسوس

ہوگئی تمکو غیر سے الفت — ہای افسوس جانِ جان افسوس

ہوگیا اوسپہ رازِ عشق عیان — کیا کیا تو نے رازدان افسوس

پاسِ ایمان نہین رہا حسرت
آپ اور کوچۂ بتان افسوس

تھے جمع غیر حور شمائل کے آس پاس
حسرت کا تھا ہجوم مرے دل کے آس پاس

ہم ہی ہوئے نہ کشتۂ تیغ نگاہ پھر
لاکھوں تڑپ رہے ہیں وہ قاتل کے آس پاس

امید و بیم و حسرت و حرمان و یاس کا
کیسا ہجوم ہے ترے بسمل کے آس پاس

کس طرح سے گذر ہو وہان مجھ غریب کا
پھرنے لگے ہین غیر کی محفل کے آس پاس

گردش مین چرخ سے نہین کم قیس کا غبار
قربان ہوتا پھرتا ہے محمل کے آس پاس

انکو دکھاؤن مین جو گلِ داغ کی بہار
آ بیٹھین بلبلین بھی مرے دل کے آس پاس

اک تو ہی میرے پاس سے رہتا ہے دور دور
کیسا ہجوم گل ہے عنادل کے آس پاس

منظور خیر جان کی حسرت ہے گر تمہین
جانا کبھی نہ کوچۂ قاتل کے آس پاس

ہجر کی کیا ہو زندگانی راس
ہمکو آئی نہ یہ جوانی راس

آ گئی نیند حالِ غم سنکر
آئی ہے کیا مری کہانی راس

وہ مٹاتے ہین آکے تربت کو
ہے شہیدونکو یہ نشانی راس

جھوٹ کہتا ہون گر عدو کا حال
مجکو آئے نہ یہ جوانی راس

گالیان جسکو دین وہ رام ہوا
آپکو تو ہے بدزبانی راس

چھٹ نہین سکتی اب ہے کہنہ
مجکو آئی ہے یہ پرانی راس

فارغ البال ہمتو رہتے ہین
کچھ قفس کا ہے دانہ پانی راس

راس آئی ہے دل دہی مجکو
تمکو آئی ہے دلستانی راس

دیکھو لیکے تم عدو کا دل
یہ نہین چیز تمکو آتی راس

گھر کو لوٹا ہے میہمانون نے
دل کو آئی نہ میزبانی راس

تم نہ جانا عدو کی دعوت مین
نہین ایسونکی میہمانی راس

اونکو نفرت ہوئی ہے دشمن سے
تجکو آئی ہے بدگمانی راس

لطف دیکھو کہ اونکے طالع سے
رل گئی میری ناگہانی راس

آگ حسرت سے لگے عدو کے گھر
آہ کی ہو شررفشانی راس

ردیف شین معجمہ

رخ شعلہ مزاج یار آتش
پھونکے گی یہ لاکھہ بار آتش

تلوونمین لگی تہی کسکے مہندی
بھڑکی جو سر مزار آتش

ہے برق اگر ترا تبسم
رخسار ہین ای نگار آتش

ہے رشک بری بلا کا دلمین
لگجاتی ہے ایکبار آتش

جلتا ہے جو دل سلگ سلگ کے
تہی سرد حنای یار آتش

دل ہے جو شرر جگر ہے اخگر
آتش سے ہے ہمکنار آتش

دو رخ مین تمہارے دل جلون سے
ہوجائیگی شرمسار آتش

جل کر تپ ہجر سے عجب کیا
حسرت کا بنے غبار آتش

برقع ترا جو حور شمائل ہی پاش پاش
ٹکڑے اودہر نقاب ادہر دل ہی پاش پاش

تیغ ادائے یار نے چور نگ کر دیا
سینہ مین پارہ پارہ جگر دل ہی پاش پاش

دیوانگی کا دیکھہ لیا زور چارہ گر
زندان مین اپنا طوق و سلاسل ہی پاش پاش

گستاخ ہو گیا کوئی دست دراز کیا
رخصت کیوقت دامن قاتل ہی پاش پاش

جھنجلا کے اوس نے پھینکدیا میری وار پر
ساغر پڑا ہوا سر محفل ہی پاش پاش

کیا قیس کی نگاہ بھی تلوار بن گئی
لیلے کا آج پردہ محمل ہی پاش پاش

پٹکا ہے آستانۂ جانان پہ اسقدر
ٹکڑے ادہر ہی سر تو ادہر سل ہی پاش پاش

حسرت اب اون سے خوب ہی رہتی ہی تاک جھانک
در کا جو اوسکے پردہ حائل ہی پاش پاش

غم کی ہوئی ہی اب اوسی منزل مین بود و باش
پہلے کبھی تھی آپکی جس دل مین بود و باش

وہ بھی تمہاری طرح سے آئی چلی گئی
کرتی نہین ہی عادل سائل مین بود و باش

آباد کرتے جاتے ہین سب گوشۂ مزار
آخر ہر اک کی ہی اسی منزل مین بود و باش

خوش ہون جو جان دیتے ہان اونکے واسطے
مشکل نہین ہی کوچۂ قاتل مین بود و باش

تیر نگاہ یار یہ گوشہ کی جا تو ہے
اچھا ہی گر کری تو مری دل مین بود و باش

تقسیم پانے ہوتے ہین سارے جہان مین
فتنون کی رہتی ہی تری محفل مین بود و باش

آنکھون مین پھر رہی ہی جو مقتول کی شبیہہ
قاتل کی کیا ہی دیدۂ بسمل مین بود و باش

چھوڑون تو اونکے عشق کو کس طرح زاہدا
اسکی تو ہی ازل سے مرے دل مین بود و باش

لیلی تجھے تو دیدۂ مجنون حجاب ہے
بیشبہہ اب خلش کے مزآہی جاینگے
ایسا جہان مین ابتو کوئی انقلاب ہو
خالی نہین ہی کبھی عسرت سرای دل

ابھی نہین مجھے آپ کا گھائل ہے خاص
تیر نگہہ ذکی [illegible] دل مائل ہے خاص
میری خیال کی [illegible] محمل ہے خاص
لیلی وشونکی ہو اسی [illegible] ہے خاص

حسرت مری نصیب ہے کیا پیچ پڑگیا
دلکی ہو زلف حور شمائل مین بود و باش

ہے خاص
ہے خاص

اونکے جاتے ہی ایسا کچھ ہوا ہوش
آپ کہیے نہ حشر کا وعدہ
شکوہ کرنا تو در کنار ای عدم
دونو جانب اگر معاف ہو

ہمکو باقی نہو [illegible] ہے خاص
برق مضطر اسکا آب و گل ہے خاص
عشق کے دریا کا وہ ساحل ہے خاص
میرا عیسی ہی مرا قاتل ہے خاص

زہر جو کہا [illegible]
پہلے دل

دیکھکر حسرت کو وہ کہتے ہین یہ
ایک ہی بوسہ کا یہ سائل ہے خاص

اسکا بیتاب یہ ہات ہی ناقص
اوسکے کچھ کسکی زبان ہی ناقص
[illegible] سے اغیار کی گالی و نیز
[illegible] مین نہ جای دل بیچارا ابھی
بات بناتے ہین بری اور سنو

وصل ممکن ہی نہین اپنا گمان ہی ناقص
ہمسے فرماتے ہو تم تیرا بیان ہی ناقص
اور بیچارا تو یہ سب شور و فغان ہی ناقص
ضعف باقی ہی تجھے تاب و توان ہی ناقص
وہ یہ کہتے ہین ترا راز نہان ہی ناقص

وہ یہ کہتے ہین کہ ہمتو نہین آتے آئین | دلِ ویران تو ترا ایک مکان ہی ناقص
محتسب آپ سوئی میکدہ جاتے ہین مگر | کوئی پھبتی نہو رندونکی زبان ہی ناقص
لطف تو یہ ہی کہ اغیار بھی کہتے ہین انہین | وہ تو اچھے ہین مگر اونکی زبان ہی ناقص
غیر کے گھر سے وہ آکر مجھے بہلاتے ہین | تیرے ہی سر کی قسم تیرا گمان ہی ناقص
کبھی ملنے کا نہین ایسی عبادت کا صلہ | زاہدا یہ ہوسِ باغِ جنان ہی ناقص

کوئی حسرت نظر آتی نہین اچھی صورت
اپنی نظرون مین تو اب سارا جہان ہی ناقص

ردیف ضاد معجمہ

گالیان مفت جو دے کون ہی ایسا فیاض | اب تو دنیا مین نہین کوئی بھی تمسا فیاض
مانگنے والا نہ حاتم کو ملا تھا کوئی | ملکِ ویران مین وہ مشہور تھا اچھا فیاض
ہو نزاکت کا برا کام نکلتا تو نہین | ہمنے مانا کہ اچھی ہین وہ سراپا فیاض
دل کا دینا نہ سہی تمسے یہ پوچھون تو کہا | آج ہی ہمنے تو اغیار کو دیکھا فیاض
سن لئے حاتمِ طائی کے پرانے قصے | اس زمانہ مین تو پیدا نہین ہوتا فیاض
طالبِ بوسہ ہوئے بزمِ بتان مین نہ ملا | اتنی محفل مین کوئی ایک نہ نکلا فیاض
دل تمہین مفت دیا دل مین ذرا غور کرو | کوئی مجھسا نہوا اور نہ ہوگا فیاض
نامِ حاتم کا زمانہ مین ہی ابتک روشن | نام بھی کوئی نہ لیتا جو نہوتا فیاض
کچھ کمی دیدۂ خونابہ فشان سے نہ ہوئی | دلِ بیمار نہین چشمِ تر اتنا فیاض

گردش چرخ سے یہ حال ہوا اپنا حسرت
لوگ کہتے ہین کہ یہ شخص کبھی تھا فیاض

جسقدر ہو سکے کر حسرت بدنام ریاض
آخرالامر ترے آئیگا پھر کام ریاض

لطف ہو حشر مین میخوار کو جنت ملجائے
کام آسکے نہ ترے زاہد خودکام ریاض

سب طلبگار تمہارے ہین سبب کیا اسکا
کیا کیا تمنے ہوای راحت آرام ریاض

چاہنے والون سے پوچھے کوئی دلکی حالت
کرتے رہتے ہین وہی کچھ سحر و شام ریاض

سچ ہے اچھونکی بری بات بھلی ہوتی ہے
میرا سجدہ ہے برا اونکی ہے دشنام ریاض

کچھ سمجھکر ہی تجھے کرتے ہین سجدہ عاشق
تونے بے شبہہ کیا ہے بت خودکام ریاض

عیش مین رہتی ہے گردش اسی بیچارے کو
سچ تو یہ بزم مین گرتا ہے بہت جام ریاض

شرم کی بات ہے کچھ حضرت انسانسے نہو
اور صحرا کے کرین سب یہ دد و دام ریاض

زلف مین دل جو پھنسا ساری طریقے بھولا
کیا کرے مرغ گرفتار تہ دام ریاض

مے کے شیشہ مین ہی جاتی ہے تلچھٹ باقی
ساقیا میرا رہا جاتا ہے ناکام ریاض

ہوگا اوسوقت تجھے لطف عبادت حسرت
حشر مین جب تجھے دلوائیگا انعام ریاض

برا ہے محبت کا یارب مریض
نہو کوئی الفت کا یارب مریض

سقدر برا ہے مرض ہے یہی
مین ہون اپنی قسمت کا یارب مریض

شب ہجر ہے یہی دعا تھی مری
وہ ہو ایسی حالت کا یارب مریض

یہ کہتا تھا شب کو کوئی دلجلا — نہو کوئی فرقت کا یارب مریض

مجھے ہوت منظور لیکن یہ دل — نہو اچھی صورت کا یارب مریض

مجھے لطف آئے جو ہوجائے آج — وہ دشمن کی الفت کا یارب مریض

کہونگا قیامت مین پھر تجھے — یہ ہے حرصِ جنت کا یارب مریض

بدلتی نہین ہی عادت تیری — ہوا ہون مروت کا یارب مریض

کہا دیکھکر مجکو عیسی نے آج — کہ ہے یہ قیامت کا یارب مریض

ملے مجکو محشر مین آزادگی — مین ہون جوشِ وحشت کا یارب مریض

دعا ہے یہ حسرت کی کوئی نہو
جہان مین محبت کا یارب مریض

امید ہی کہ آج ہو اوس فتنہ گر سے فیض — کچھ ہو چلا ہے نالۂ دل کے اثر سے فیض

اب ہمسری وہ کرنے لگا مہر و ماہ سے — ذرہ کو یہ ہوا مرے داغِ جگر سے فیض

اے چارہ گر یہ سچ ہے ہماری بلا سے — کسکو ہوا ہے کاکلِ بیدادگر سے فیض

ہمکو ملی ہے دولتِ نظارہ بارہا — حاصل ہے یار سے ہمین تری چاکِ در سے فیض

افسوس ہے یہ ہاتھ لگانے سے بل پڑے — غیروں کو اور ہو تری نازک کمر سے فیض

آہ و فغان وہ روز کی شکریہ کہتے ہین — کیا تمکو ہے بتاؤ تو اس شور و شر سے فیض

جنگل ہرے ہوئے مژۂ اشکبار سے — عالم کو ہو رہا ہے مری چشمِ تر سے فیض

کیا جانے وصل کہتے ہین کسکو وصال کیا — ہمکو ہوا نہین کبھی اوس فتنہ گر سے فیض

کیا کیا سہو رنج و مصیبت مگر کبھی
حسرت ہوا نہ کوچۂ رشکِ قمر سے فیض

ردیف طا مہملہ

مجکو اب لکھتا ہی وہ دلدار خط
جب نکل آیا سرِ رخسار خط

کچھہ کا کچھہ جلدی میں لکھتا ہوں اوسے
پھاڑتا ہوں جو زمیں دو چار خط

گالیاں ہر بار وہ دینگے مجھے
مانگتا قاصد مگر سو بار خط

میں کروں تحریر اونکو اپنا حال
لکھنے دی گر دیدۂ خونبار خط

ہاتھہ کاٹے جائیں اوس حجام کے
جو بناتا ہی ترا ای یار خط

قتل کی میری مقرر کی جگہہ
اوسنے کھینچا ہی سرِ بازار خط

تو نے میری سخت جانی دیکھلی
کھینچ سکا تجھسے نہ ای تلوار خط

اسکے حالت ہی نئی برسات کی
روز بارش ہوتی ہی دو چار خط

پھاڑکر بولے وہ میری نامہ کو
ایک خط کے کردئیے دو چار خط

مجکو حسرت اوسنے لکھا یہ جواب
پھر نہ لکھنا ہمکو یوں بیکار خط

دلِ ناکام تجھسے کیا ہی ربط
غیر سے اونکو اب ہوا ہی ربط

چھوڑکر اب نہ تو چلے جانا
بیکسی تجھسے ہو گیا ہی ربط

غیر بھی مضطرب سا پھرتا ہی
اب ترا کس سے بیوفا ہی ربط

لطف دیکہو وہ مجہ سے کہتے ہین
مجہسے کب آپسے ہوا ہی ربط

دوست سمجہا ہی حال لکہتا ہے
پیار دشمن سے یہ بڑہا ہی ربط

آدمیت نہین تو پہر کیا ہے
تیرا میرا ایک سے بجا ہی ربط

وصل ہوگا اگر سقدر ہے
اوسنے نام خدا ہوا ہی ربط

چہوڑتا کیون ہی غیر کی خاطر
مجہسے مدت سے بیوفا ہی ربط

میری صورت سے کیون تجہے نفرت ہو
اونکو اورون سے ہوگیا ہی ربط

جان دیتے ہین جسکے نام پہ ہم
اوسکا دشمن سے بڑہ گیا ہی ربط

صبر مین کر چکا مجہے کیا ہے
غیر سے گر ترا بڑہا ہی ربط

بل بے بے ربطیان ستمگر کی
مجہسے وہ پوچہتا ہی کیا ہی ربط

چہوڑتی ہی نہین مجہے حسرت
دختر رز سے یہ بڑہ گیا ہی ربط

وہ بلاتے ہین زمانے کو سر بزم نشاط
شیخ بیتاب ہی آنے کو سر بزم نشاط

کوئی بہی جائے بلانے کو سر بزم نشاط
مستعد اب ہین وہ آنے کو سر بزم نشاط

غیر کو سیر مقابل وہ بلاتے یون ہین
کوئی فتنہ ہین اوٹہانے کو سر بزم نشاط

اسقدر آپ تو اغیار سے کہل کہیلے ہین
آدمی آیا بلانے کو سر بزم نشاط

ربط اغیار سے یون ہی تجہے پیدا ہوگا
نہ بلا میری جلانے کو سر بزم نشاط

کیون جلاتا ہی مرے دل کو بتا تو ظالم
شمع کافی ہی جلانے کو سر بزم نشاط

ہم بھی تیار ہی بیٹھے ہین چلے جانے کو
کوئی آئے تو اوٹھانے کو سر بزم نشاط

رنگ بدلا ہی یہ محفل کا کہ اب تو اغیار
اوٹھتے ہین ہمیں اوٹھانے کو سر بزم نشاط

نظر آتا نہین قاتل کی کمر مین خنجر
کیا ہی سینہ سی لگانے کو سر بزم نشاط

مجھسے میری دل مضطر کی تڑپ کہتی ہے
کوئی ارمان ہی بر آنے کو سر بزم نشاط

غیر سے پوچھتا ہون تمکو خبر ہو تو کہو
کچھ کبھی ہی یہ بلانے کو سر بزم نشاط

نہین منظور ہی کچھ غیر کی خاطر اونکو
آئے ہین میری جلانے کو سر بزم نشاط

غیر کے ساتھ طلب اوسنے کیا ہی حسرت
اک قیامت بھی ہی آنے کو سر بزم نشاط

اغیار سے وصال کا انکار ہے غلط
سو بار گر کہو گے تو سو بار ہے غلط

سر کی خطا ہے کیا دل بیتاب پر لگاؤ
پڑتی تمہارے ہاتھ سی تلوار ہے غلط

باور اگر نہین ہے تو اب امتحان سہی
سچ جان لو کہ الفت اغیار ہے غلط

گر حال دل سنائین تو کہتا ہی فتنہ گر
سچ تو یہ ہے کہ عشق کا آزار ہے غلط

دل تھا بہا ہی بوسہ یہ سب لیجے وہ دیجے
حجت غلط ہی آپ کی تکرار ہے غلط

رونے کا ماجرا جو سنا ہنسکے یہ کہا
اظہار حال چشم گہربار ہے غلط

کیا وصل ایسی بات تو نکلا آئے مجھی یقین
ناصح سراسر آپکی گفتار ہے غلط

وہ سنگدل کے دل مین اثر کیا کرے گی آہ
تیرا یہ سب خیال دل زار ہے غلط

کوئی دم شہر مین جاتے ہو چھپکے رات کو

حسرت بظاہر آپکا انکار ہے غلط

ردیف ظا معجمہ

کب پاس سے ہو سکے ہر بات کا لحاظ / ممکن نہین کہ نبہہ سکے دنرات کا لحاظ

دیکھا جو مجھکو دور سے وہ مسکرا دیے / آہی گیا ہی پچھلی ملاقات کا لحاظ

دشمن کی اس امید پہ کرتا ہون خاطرین / کل آئیگا اوسے بھی مدارات کا لحاظ

آنکھین ادہر ملائیے بس ہو چکی حیا / مجھکو نہین پسند یہ دنرات کا لحاظ

کرتے خلاف وضع نہین کچھہ برا بھلا / اچھے ضرور رکھتے ہین ہر باتکا لحاظ

اوٹھتے ہی میری بزم مین دشمن سے کھل گئے / اونکو فقط تھا ایک مری ذاتکا لحاظ

یہ ناتوان نہین تہ خنجر نہ ہل سکون / قائل مگر ہی مجھکو ترے ہات کا لحاظ

ہمسے شب وصال جو ہونا تھا ہو چکا / اب اور رہ گیا تمہین کس باتکا لحاظ

جب دل لیا ہی میرا تو بوسہ بھی دیجیے / انسان کو ضرور ہی سوغات کا لحاظ

پیتا نہین ہون سونگھہ تو لیتا ضرور ہون / کرتا ہون دل سے پیر خرابات کا لحاظ

کچھہ دوستی کی شرم نہ الفت کا پاس ہی / ظالم تجھے نہین ہی کسی بات کا لحاظ

مین اور توبہ مے سے کرون اس بہار مین / ای محتسب ضرور ہی برسات کا لحاظ

آنکھین بھی تم ملاتے ہو منہ بھی چھپاتے ہو / ہمنے کبھی نہ دیکھا تھا اس گھاتکا لحاظ

مانا کہ وہ حسین نہین اسکو کیا کرون
حسرت کچھہ آپڑا ہی مجھے بات کا لحاظ

غیر کا کرتا ہی جب وہ ستم ایجاد لحاظ
پھر ہی کس بات کا تجکو دلِ ناشاد لحاظ

دیدِ گل کے لیئے رہنے دی قفس مین روزن
کچھہ تو کر مرغِ گرفتار کا صیاد لحاظ

مجھسے دیوانہ کو آیا ہی پنہانے بیڑی
میری وحشت کا کیا تونے نہ حداد لحاظ

نظر آتا نہین آنکھون مین حیا کا وہ لطف
محفلِ غیر مین تم کر چکے برباد لحاظ

قتل کرنا ہی تو خنجر کو چٹا لے پتھری
سخت جانی کا مری چاہیے جلاد لحاظ

یاد اوس طرزِ جفا کا مجھے ابتک ہی مزا
ہای کرنا وہ کسی کا دمِ بیداد لحاظ

اک زمانہ تہا کہ تم بھی تھے حیا کے پتلے
ابتو شوخی مین نہین ہی تمہین کچھہ یاد لحاظ

ایسے موقع پہ تو تھمنے ہوی نالے مجھے
چاہیئے اونکی نزاکت کا بھی فریاد لحاظ

مفت برباد نجاتی کبھی جانِ شیرین
جھوٹی باتون کا جو ہوتا تجھے فرہاد لحاظ

ہم تو تیار ہین مجلس مین پلا دی ساقی
کچھہ کسی بات کا کرتے نہین آزاد لحاظ

کس سے یہ طرزِ جفا تو نے اوڑائی ہی بتا
تیری آنکھون مین نہین کچھہ ستم ایجاد لحاظ

امتحان کے لیئے تیار ہین ہم شرط یہ ہے
غیر کا کچھہ نہ کرو تم دمِ بیداد لحاظ

ترک اسلام کیا اک بتِ ہرجائی پر
تونے کچھہ بھی نہ کیا حسرتِ ناشاد لحاظ

غیر کی بیشک ہی صحبت بدلحاظ
ہو گیا وہ بے مروت بدلحاظ

مجھہ پہ منہ آتا ہی بزمِ غیر مین
تو نے کیا سیکھی ہی عادت بدلحاظ

سنتے ہی جھپڑ پڑینگی گالیان
گر کہون آئی ہی شامت بدلحاظ

بیٹھنے پاتا مضطر و بے صبر ہون
ہو مگر تم بے مروت بدلحاظ

ہمنے دیکھا غیر کی صحبت مین جب
تجکو کچھہ آئی بھی غیرت بدلحاظ

اس مین کیا شک ہی حیا پرور ہو تم
ہوگیا ہین میری قسمت بدلحاظ

یون گلے ملتا تہا کسدن غیر سے
یہ نئی سیکھی ہی عادت بدلحاظ

مین نہ سمجھا تہا کہ وہ ہو جائیگا
دیکھکر دشمن کی صورت بدلحاظ

ہر گہڑی رہتا ہی اکثر بام پر
تیری کیا بدلی ہی نیت بدلحاظ

غیر کو بوسے دیئے جب بزم مین
کیون نہو پہر تجسے نفرت بدلحاظ

بات بہی کرتے نہین مجہہ سے ہی حیا
غیر سے رہتی ہی صحبت بدلحاظ

گالیان دیتا ہے سب کے سامنے
کرلیا اوس بت کو حسرت بدلحاظ

یہ تو فرماؤ کہ سے ہے عقل کہان ای واعظ
آپ جاتے ہین سوی کوی بتان ای واعظ

آج پہرتے ہو جو حیران و پریشان و خراب
تمکو کسدن سے ہوا عشق بتان ای واعظ

وسوسے اوٹھتے ہین کچھہ اور بتاؤ مجکو
آپ جاتے ہین یہ راز تو تمکو کہان ای واعظ

مجسے کہتا ہی کہ جنت نہ ملیگی تجکو
تیرے قبضہ مین ہی کیا باغ جنان ای واعظ

اشتہا لگ ہی جوانون کے لئے دنیا مین
آپ کرتے ہین جو حورون کا بیان ای واعظ

خواہ دوزخ مین ہین خواہ رہین جنت مین
ہمسے چہٹنے کا نہین عشق بتان ای واعظ

امر سوچہ دسے سعدوم کو کیا نسبت ہی
اوسکا کوچہ ہے یہان خلد کہان ای واعظ

منتظر کسکے ہو کیا بات ہے فرماؤ تو
آج ہوتے ہو جو ہر سو نگران ای واعظ

حال میرا سا تمہارا ابھی پریشان ہونا
تمکو اوس زلف کا سودا ہی کہان ای واعظ

روز کہتا ہے کہ مین ترک بتان کرتا ہون
سن لیا آپ نے حسرت کا بیان ای واعظ

ردیف عین مہملہ

سب اہل بزم دیکھتے سحر بیان شمع
گلگیر سے اگر نہ ترشتی زبان شمع

وہ شعلہ رو جو آکے گلی سی مری سے ملے
جلجائین سوز رشک سے دشمن لبان شمع

اک شعلہ رو کی اوسکو بھی ہی لو لگی ہوئی
روشن ہی اہل بزم پہ راز نہان شمع

محفل فروز غیر ہوا ہے وہ شعلہ رو
حسرت سے جل رہا ہون یہان مین بسان شمع

ہوتی امید ہمکو بھی تاثیر آہ کی
اپنا اثر جو کچھ بھی دکھاتی زبان شمع

میری طرح سے پھرتا ہی کس پیچ تاب مین
اوس بزم سے نکل کے پریشان دخان شمع

خاموش ساری رات جلی اور بجھ گئی
کھلتا نہین کسی پہ یہ راز نہان شمع

کل معرکہ مین ہمنے جو حسرت غزل پڑھی
کیا کیا جلے ہین رشک سے حاسد بسان شمع

سو حسرت و امید کا ہی دل مین اجتماع
کیسا ہوا ہے سینۂ بسمل مین اجتماع

محشر بپا کیا ہے تیغ نگاہ نے
ہے بسملون کا کوچۂ قاتل مین اجتماع

نکلی کبھی دعا تو کبھی بد دعا بھی ہے
دونو کا رہتا ہے لب سائل مین اجتماع

آتے ہی اوسکے چھوڑکے سب دور ہوگئے / کیسا امید و یاس کا تنہا دل مین اجتماع

ترچھی نگاہین اونکی مرے دل مین چبھہ گئین / لیلی وشونکا ہے اسی محمل مین اجتماع

آفت کا حشر کا شب ہجر انکا موت کا / سب کا ہو کاش غیر کی محفل مین اجتماع

کہتے ہین صاف پیچون سے پہلو گھٹائے ہوئے / ہوگا دلونکا زلف مسلسل مین اجتماع

آئینہ رکھکے کہتے ہین وہ اپنے عکس سے / دونونکا آج تو ہو مقابل مین اجتماع

جوہر نہین ہے چشم بصیرت سے دیکھیے / ہے سرونکا خنجر قاتل مین اجتماع

دل ہی کے ساتھ تھے وہ تمنا کے جمگھٹے / ہوتا نہین ہے سینۂ بسمل مین اجتماع

حسرت فزون ہے سب سے غم ہجر اوستاد
گو اور بھی غمون کا ہے اس دل مین اجتماع

رونا آنکھون نے ہماری کیا دن رات شروع / ایسے موسم مین ہوئی ہے نئی برسات شروع

آرزو وصل کی کس دھوم سے پوری ہوگی / کاش ہوجائے مری اونکی ملاقات شروع

رخ تابان پہ کیے بال پریشان اوسنے / دن سے پہلے ہی ہوئی جاتی ہے لو رات شروع

پہلے دو چار کو للہ پلا دیتے ہین / میکشی کرتے ہین جب رند خوش اوقات شروع

گالیان پہلے تو وہ ہمین سنا لیتے ہین / جب وہ کرتے ہین کسی شخص سے کچھ بات شروع

ڈھنگ پہلے سے وہی انکے نکالے آخر / پھر ہوئی آپ کی دشمن سے ملاقات شروع

گالیان پہلے مرے نام پہ دی لیتے ہین / خیر کی کرتے ہین جس وقت مدارات شروع

پہنا ہی اونہین اغیار نے کچھ بہکا ہے / چلیے پھر ہم بھی کرین بھیجنی سوغات شروع

غیر اس طور سے چڑھتا نہ تمہارے سر پہ
اوسکے اعمال کی ہوتی جو مکافات شروع

شاہین وزرات ترشتے ہین غضب کے قہری
تیری محفل سے نہ ہوتی جو ہربات شروع

کر چکے جب مے و معشوق سے توبہ حسرت
جاکے مسجد مین کرو ذکر و مناجات شروع

چرخ ہو جائیگا کرنا ستم ایجاد شروع
دل ناشاد نے کی گر مری فریاد شروع

تم پہ کھل جائیگا جو کچھ ہے محبت اوسکو
غیر پر آج ذرا کیجیے بیداد شروع

ملگئی طائر جان کو مرے اوڑنے کی مدد
تیر اچلتا جو ہوا خنجر فولاد شروع

رحم بھی حال پہ بلبل کی کچھ آیا تھا تجھے
تو نے پر نوچے جسدم کی صیاد شروع

کیا دو بارا اسی وعدہ پہ بلایا تھا ہمین
پھر وہی پہلی سی ہونے لگی بیداد شروع

دیکھیے اور اوٹھاتے ہین مصیبت کیا کیا
عشق کی دل مین ہوئی ہے ابھی بنیاد شروع

دعوئی دل کا مرے حشر مین چکنا معلوم
استغاثہ کی ہوئی ہے ابھی روداد شروع

غیر کے ساتھ مرے گھر مین چلا آتا ہے
تو نے کچھ چھیڑ بھی کی ہے ستم ایجاد شروع

قصۂ وصل عدو مجھکو سناتا ہے ضرور
یہ بھی کی ستم ایجاد نے بیداد شروع

رحم آجاتا ہے رہ رہ کے جوانی پہ تری
ورنہ کرتا مین ستمگر ابھی فریاد شروع

نہین آتا ہے مگر خوف قیامت تجھکو
میکشی تو نے جو کی حسرت ناشاد شروع

ردیف غین معجمہ

جیسے تری فراق میں ہمنے اوٹھائے داغ
دشمن کو بھی خدا نہ کبھی یہ کھائے داغ

سینہ میں میرے داغ تھا پہلے بجائے دل
لیکن ہوا ہے تو آگ سے روشن بجائے داغ

ہیں لالہ و قمر میں کہاں یہ نشانیاں
میرے ہی دل میں ہوتی ہے نشو و نمائے داغ

جب آپ سے وصال کی نکلی ہے آرزو
غم مدتوں سہا کئے برسوں اوٹھائے داغ

میں بولتا ہوں اوسکو نہ جاتا ہے وسے وہ
مجھپر فدا ہے داغ تو میں ہوں فدائے داغ

مہمان بے بلائے مرے دل میں ہو گیا
کیسی ہوئی ہے وہ یہ شرم سے جائے داغ

میرا تو شاعری میں یہ حسرت ہے اعتقاد
کرتا نہیں پسند کسیکو سوائے داغ

تجھکو دیکھیں کیا ملے اونکا سراغ
ہمکو اپنا ہی نہیں ملتا سراغ

گم ہوئے تھے آپ ہی اونکی طرح
خضر نے پایا تو کیا پایا سراغ

کیا کیا تمنے تمہاری زلف نے
مجھکو کچھ ملتا نہیں دلکا سراغ

دیکھتا میں بھی خط تقدیر کو
کاتب تقدیر کا گر ملتا سراغ

رات دن رہتی تھی جسکی جستجو
ملگیا دل ہی میں مرادونکا سراغ

ہے بتایا یہی صراط عشق کا
آنکھ کھویا تو کچھ پایا سراغ

خانۂ دشمن کا جب ڈھونڈا کبھی
اپنے ہی دل میں کچھ پایا سراغ

میرے ہی دل میں تو چھپ رہتا ہے تو
آج مجھکو ملگیا تیرا سراغ

بیخودی کا ہو برا ڈھونڈے ہی سے
دل تو دل گم ہو گیا دلکا سراغ

ناتوان وہ ہون کہ میرا موت کو
ابتو ڈہونڈہے سے مجھے نہین ملتا سراغ

ہمنے ڈہونڈا حسرت وحشی بہت
اب کہین ملتا نہین اوسکا سراغ

حاجت نہین جلائے کوئی قبر پر چراغ
روشن ہے داغ دل کا یہان رات بہر چراغ

ظاہر ہوا کہ دونون مین باہم ہے دشمنی
پروانہ روز جلتا ہے کیون دیکہکر چراغ

ظاہر ہین فنا ہوئین میری کرامتین
دشمن جڑہانے آئے مری قبر پر چراغ

مجہسا کوئی نہ عاشق جانباز پاؤگے
ڈہونڈوگے انکو ہاتہہ مین لیکر اگر چراغ

میری شب فراق ہی تو ہے غمگسار
جلتے رہے ہین دونون وہین تا سحر چراغ

اوڑتی سی کچھہ سنی ہے مری قتل کی خبر
گہی کے جلے ہین آج تو دشمن کے گہر چراغ

کیا لطف کی ہے بات شب وصل باربار
وہ مجہسے کہہ رہے ہین کہ ٹہنڈا نکر چراغ

ناراض وہ ہوئے تو دوالا نکل گیا
انکو جلا ہے آج تو دشمن کے گہر چراغ

پہیلی ہوئی ہے سینہ عاشق مین روشنی
مشعل جو داغ دل ہے تو داغ جگر چراغ

میرے ہی تو مکان مین رہی بزم میکشی
جلتا رہا ہے میرے ہی گہر رات بہر چراغ

حسرت کسی کی اسکو بہی ہے لولگی ہوئی
جلتا ہے جسکی یاد مین یہ رات بہر چراغ

کیونکر نہ پر ہوا آپکا پیمانہ دروغ
دشمن سے روز سنتے ہین افسانہ دروغ

پوچہا جہان مین جہوٹ کی ہوتی ہے آجکل
دل مین ہر ایک رکہتا ہے بتخانہ دروغ

ہی جام کذب منہ سے پھر اک کے لگا ہوا
محفل ہی تیری یا کہ ہی میخانۂ دروغ

جھوٹی حکایتونکا ہے چسکا پڑا ہوا
نام خدا ہین آپ بھی دیوانۂ دروغ

وعدہ کبھی وصال کا سچا کیا نہین
دل مین ہی تیرے یار ہی کاشانۂ دروغ

آتا ہی اونکو عشق کی باتون مین کچھہ مزا
ہم گڑھ کے روز لاتے ہین افسانۂ دروغ

کیا اس زمانہ مین ہی رفیقونکا اعتبار
گھر مین بنائے بیٹھے ہین خمخانۂ دروغ

کیونکر بتائین تجھکو نہ جھوٹونکا بادشاہ
سر پر ہی تیری طرۂ شاہانۂ دروغ

پھر افسانہ غیر کا قصہ نہ جانیے
دو اور ہین جو کہتے ہین افسانۂ دروغ

جھوٹی حکایتون سے لبھاتا ہے آپکو
سچ پوچھیے تو غیر ہی فرزانۂ دروغ

حسرت نہ بھولنا کہین تم راہ راستی
حائل ہی ایک راہ مین ویرانۂ دروغ

ردیف الفاء

اون نگاہون سے ہوئی تجھکو جو ایدل تکلیف
کب اوٹھا سکتا ہی ایسی کوئی بسمل تکلیف

سچ تو یہ ہے کہ ہوئی موت سی مشکل آسان
ڈھونڈھتی تجھکو پھری ہی کئی منزل تکلیف

رگ گردن مین عجب طرح کی ہی آج تڑپ
کاش یہ ہو کہ کری خنجر قاتل تکلیف

کشتۂ ناز کے ہین بھول یہ سب کہتے ہین
آپ بھی آج تو کیجیے سر محفل تکلیف

کالبد میرا فرشتون نے بنایا جسوقت
روح سے پہلے ہوئی جسم مین داخل تکلیف

زاہد خلد کی امید نہ کیونکر ہو مجھے
اوسکے در سے کبھی پاتے نہین سائل تکلیف

وصل مین ہجر کی باتین مجھے یاد آتی ہین
عیش مین میری ہوا کرتی ہے شامل تکلیف

دیکھہ تیرا نہو کچھہ حال پریشان لیلی
قیس کی ہٹا کے لی جانبِ محمل تکلیف

سچ ہے یہ غمزہ و انداز کہان حورن مین
خلد مین پائینگے جا کر تری مائل تکلیف

ہمنو کہتے ہین کہ دونو نکا نہین کچھہ بھی ثبات
عیش گر سچ ہے دنیا کا تو باطل تکلیف

کیا تماشا ہے وہ حسرت سے یہ فرماتے ہین
تو ہی تکلیف کے قابل تری قابل تکلیف

کیون نہو انسان کی عادت مختلف
جب ہوئی پیدا طبیعت مختلف

ظاہر اچھے مگر کھوٹا ہے دل
ہے تری صورت سے سیرت مختلف

غیر کا قصہ نہ سمجھو حالِ دل
پھر اوسکی ہے حکایت مختلف

وصل دشمن کو ملا مجھکو فراق
ہوتی ہے انسان کی قسمت مختلف

ہوش مین ہے یہ کبھی بیہوش ہے
ہے تری وحشی کی وحشت مختلف

تم پہ مین مرتا ہون تم اغیار پر
اپنی اپنی ہے طبیعت مختلف

رند کو میخانہ مسجد شیخ کو
سبکا ہے بیتِ عبادت مختلف

ہے کبھی ہمسے کبھی اغیار سے
آپکی بھی ہے محبت مختلف

مجھسے بگڑے ہین بگڑ کر غیر سے
آج ہے دونونکی شامت مختلف

ہر زمان آمد ہو یا دیدار ہو
دیکھے ہین اسباب راحت مختلف

ایک سا سب کو سمجھ لیتے ہو تم

ہوتے ہیں انسان حسرت مختلف

کچھ شکایت نہیں ہوتے اگر اغیار خلاف
پس ستم ہے کہ ہوا تجھسے مرا یار خلاف

جب سے حسرت وہ ہوا ہے بت عیار خلاف
دو موافق مری ہوتی ہیں تو ہیں چار خلاف

قابل ترک ہے بس شیشہ عدو کی صحبت
عرض کرتا نہیں ہیں آپ سے سرکار خلاف

پھر رہا ہیں نہیں جینے کی امید وسے
جسکی گردن ہوئی ہے تیری تلوار خلاف

اونکی یہ صحبت اغیار میں عادت بگڑی
ہمسے سو بار ملے اور ہوئے سو بار خلاف

اور کیا بات ہے یہ بھی ہے مقدر میرا
یوں سرِ بزم ہوئی آپکی گفتار خلاف

جاننے والے ہی کچھ اسکو سمجھ لیتے ہیں
پہلے انداز سے جو ہیں تیرے اطوار خلاف

کچھ خطا ہی تو نہیں خوبی قسمت دیکھو
مجھسے بیوجہ ہوئی ہیں مری سرکار خلاف

تو وہ بکتا ہے کہ سب تیری طرف آتے ہیں
گرچہ باہم ہیں بہت کافر و دیندار خلاف

زندگی کی مجھے امید سی کچھ ہوتی ہے
چشم بیمار سے کچھ ہے دل بیمار خلاف

گو وضو کرتا ہے پڑھتا ہے نمازیں لیکن
سب یہ باتیں ہیں بنی حسرتِ مکار خلاف

دیکھا جو تمنے بزم میں اغیار کی طرف
ہم دیکھتے ہیں چرخ ستمگار کی طرف

آیا ہوں تنگ بہت دل کے ہاتھ سے
پھر لیچلا ہے کوچۂ دلدار کی طرف

بھولے سے کوئی نام یوسف کا لے کبھی
گذریں جو آپ مصر کے بازار کی طرف

مدِ نظر ہوا ہے انہیں قتل عام اب
کھڑکی لگائی جاتی ہے بازار کی طرف

شامت ہے کسکی آئی ہے کسکی مجال ہے
دیکھے جو کوئی اوس بت عیار کی طرف

لیجائے مجھکو گر تری کوچہ سے قاتل میں
پھر پھر کے دیکھتا تری دیوار کی طرف

کی ہے اسی نگہ نے مرے دل میں گدگدی
دیکھا ہی اوس نے پھر سوئے اغیار کی طرف

مژدہ ہو تجھکو شوق شہادت کہ آج وہ
پھر دیکھتے ہیں خنجر خونخوار کی طرف

فتنے ہزار اوٹھتے ہیں نیچی نگاہ سے
جھک جھک کے دیکھتے ہیں وہ رفتار کی طرف

اوسکی ہی سی کہتے ہیں مرے غمخوار دیکھنا
کوئی نہیں ہے اب دل بیمار کی طرف

حسرت عدو ہی ہوگا وہان بھی مقابلہ
دیکھیں تو کون حشر میں ہے یار کی طرف

ردیف قاف

جا گزین دل میں ہو گیا ہی عشق
کونسے بت کا پا جدا ہی عشق

مرنے والوں نے پوچھا کیا ہی عشق
موت کا نام ہو گیا ہی عشق

حسد پیری میں وہ بولے کیسے
سیکڑوں کو چل بسا ہی عشق

سچ تو فرمایئے حضرت ناصح
آپکو بھی کبھی ہوا ہی عشق

ناصحا پوچھی تو او سے کیا پوچھی
ق ہمکو سمجھائیے تو کیا ہی عشق

تم نہ سمجھوگے کیا بتائیں تمہیں
ہوش اوڑتے ہیں وہ بلا ہی عشق

دل بیتاب اتنو دیکھ لیا
کیون نہ کہتے تھے ہم برا ہی عشق

رنج کی کوئی انتہا نہ رہی
غمگساروں میں ہو گیا ہی عشق

داد بیجا ہے بیگی محبت کی
ان کو نام خدا ہوا ہے عشق

قول اپنا بھی ہے یہی حسرت
ہاں بلا سے بہت بُرا ہے عشق

وہ بھی ہماری طرح ہو گرمِ راہِ شوق
تاثیر کر چلی ہے کچھ اپنی نگاہِ شوق

کیا اب کے مٹ گئے مرے مرتے ہی ولولے
اب خاک بھی کسی کی نہیں گردِ راہِ شوق

یہ بھی ہی تلاش میں پھرتے ہیں رات دن
کچھ حضرتِ خضر بھی ہیں گم کردہ راہِ شوق

حائل ہماری دید کی ہوتی ہے کب نقاب
آہن میں رخنہ کرتی ہے اپنی نگاہِ شوق

کیا میں کہوں کہ مجھکو ہے کیا تیرا اشتیاق
رکھی ہوئی ہے سر پہ مرے کج کلاہِ شوق

فرہاد و قیس پہلے ہی بدنام ہو چکے
ثابت مجھی پہ ایک نہیں ہے گناہِ شوق

بھٹکے ہوئے ہیں سیکڑوں یاں حضرتِ خضر
آسان نہیں ہے ڈھونڈ لیں جو آپ راہِ شوق

مٹجائینگے کسی کے کسی وقت ولولے
دلپر اثر کریگی مری جان آہِ شوق

کہتے ہیں وہ کہ اور تو کچھ بھی نہیں مگر
دل میں چھپی ہوئی ہے کسی کی نگاہِ شوق

وہ دل کے پار ہو تو یہ آہیں گلہ رہے
تیری نگہ سے کم نہیں اپنی نگاہِ شوق

حسرت کا کیا قصور یہ رستہ ہی اور ہے
الیاس و خضر تک بھی ہیں گم کردہ راہِ شوق

مجھے مایوس کا ہونا تھا ہوں میں غرقِ فراق
میری ہی جان پہ گرتی تھی مگر برقِ فراق

غم کا اس طرح مرے دل پہ ہے چھایا بادل
مجھکو ہر سمت سے آتی ہے نظر برقِ فراق

وصل کا آج تم اقرار زباں سے تو کرو
میرے ارمان تراشینگے ابی فرقِ فراق

برقِ جفا طلبی سے وہ اجل جائے تو بہتر یہ ہے
یا الٰہی کسی دل پر نہ گرے برقِ فراق

ہمتو کہتے تھے کہ دونوں کو برابر سمجھو
لذتِ وصل سے کچھ کم تو نہیں فرقِ فراق

سچ تو یہ اونکی ہر اک بات پہ ہم مرتے ہیں
وصل کا فرق سمجھتے ہیں نہ کچھ فرقِ فراق

وہ مرے پاس ابھی آجائیں تو معلوم نہو
دلِ مایوس یہاں تک ہے مرا غرقِ فراق

یہ وہ دریا ہے کہ ساحل نہیں ملتا جسکا
ہمنے اوبھرا ہوا دیکھا ہی نہیں غرقِ فراق

رنگ بیرنگ ہے بگڑی ہے یہ صورت اوسکی
دلپہ حسرت کے گری آج مگر برقِ فراق

نہیں ہیں گر ہوں اغیار مشتاق
ہزاروں ہیں ترے اے یار مشتاق

نہیں ممکن نہو کچھ ذکر تیرا
ہوئے ہیں جمع جب دو چار مشتاق

لہو کس کا لگا ہے اسکے منہ کو
ترے ناوک کا ہے سوفار مشتاق

ستم کا لطف جو تجھسے سنا ہے
جفا کے ہو گئے اغیار مشتاق

خبر ہے کسکے آنے کی الٰہی
کہ گل ہیں منتظر گلزار مشتاق

کہانی میری سنکر رات کو وہ
ہوئے سو بار چپ سو بار مشتاق

کسی کا بام پر آکر یہ کہنا
نہیں درکار ہیں دو چار مشتاق

نہیں یہ یاد رکھو جذبِ دل سے
نکالیں گے سرِ بازار مشتاق

نکلتا ہی نہیں وہ گھر سے اپنے
نہوں جبتک کھڑے دو چار مشتاق

زیارت آپکی کی آج حسرت
ہوے تھے سنکے ہم اشعار مشتاق

ردیف کاف

کون بیٹھا ہے امید اثر ہوتے تک
کون جیتا ہے شب ہجر سحر ہوتے تک

ایک لحظہ بھی یہان زیست کی امید نہین
عمر درکار ہے نالون کے اثر ہوتے تک

آمد مرگ قریب اور زمانہ ہے بعید
اوس ستمگر کو باندازِ دگر ہوتے تک

سر نئے سر سے کوئی اور مین پیدا کرلون
خواہش سوزش سودای دگر ہوتے تک

ہای وہ رات کو چھپکر تو نہ ٹھہرے ہرگز
رونق حسن تجلّی قمر ہوتے تک

دیدہ تر مین مری خاک اوڑیگی اختر
کہ ہمارا اسکی ہی خوناب جگر ہوتے تک

آپ بھی پھر تو نیا ایک تماشا دیکھین
غیر بیٹھا رہے حسرت کے اگر ہوتے تک

جائین کیا لیکے کوی قاتل تک
پاس اپنے نہین رہا دل تک

یہ کبھی لیلی غبار مجنون تھا
اوڑ کے پہنچا جو تیری محمل تک

ایسی تدبیر کوئی اے دل ہو
جا سکین ہم بھی اوسکی محفل تک

ہمنے مانا نہون سوال و جواب
وہ کسی طرح آئین سائل تک

نہین امید بحر الفت سے
پہنچے کشتی ہماری ساحل تک

تیر کے آتے ہی مٹ گئے سارے
دل کے اندیشہ ہای باطل تک

دیکھکر تجھکو ہو گئے بیخود
گل و گلچین سے لے عنادل تک

دل مین ارمان رہ گئے اپنے
جا سکے ہم نہ کوی قاتل تک

اور کیا ہی جسے چھپا ئینگے
دے چکے ہمتو آپکو دل تک

پاؤن ٹوٹے ہون جس مسافر کے
جائے کمبخت خاک منزل تک

بیخودی وصل مین اگر ہو گی
آ سکے گی نہ آرزو دل تک

کوئی آیا نہ پھیر دفن کے بعد
آشنا سب تھے پہلی منزل تک

حضرت داغ سے ملے حسرت
پہنچے ہین اوستاد کامل تک

پہنچ سکتے جو یار کے در تک
چھوڑتے جا کے ہم مقدر تک

ہای کہنا تھا شب وعدہ
ابھی آتا ہون ہو گئے ہین گھر تک

کیون چھڑاتے ہو داغ خون میرا
یہ مٹیگی رہیگا محشر تک

سخت جانی سے میری تنگ ہوئے
تیغ و تبر سے لیکے خنجر تک

اب بھی ظالم ہے بدگمان ہمسے
امتحان مین کٹا چکے سر تک

حال ابتر ہوا ہی یہ کہدے
کوئی پہنچے جو یار کے در تک

جب مرا وقت آ کے پڑتا ہے
ساتھہ دیتا نہیں مقدر تک

بخت بیدار سا ہی جب پہنچے
دل مرا گیسوی معنبر تک

ایسی قسمت کہان تری زاہد
دسترس ہو ترا اب حجر تک

اس پہ دعویٰ ہے خوش بیانی کا
گالیاں ہیں جو آئے ہیں گھر تک

دل لگانے کی کیون نہیں ہمکو
گو رسائی ہے آپکے در تک

جب سنی ہے خبر وہ آتے ہیں
لب پہ آئی ہے جان مضطر تک

یہ فنا بھی دلیل ہستی ہے
جاے قطرہ اگر سمندر تک

بیخودی مین یہ بکتا ہون مین
کوئی پہنچائے یار کے در تک

رستگاری کی فکر کیا حسرت
غم کا طوفان آگیا سر تک

اس ہوا مین ہے خاکسار کی خاک
کیسے نقش پاے یار کی خاک

چاہتا ہے جو دل فگار کی خاک
ڈھونڈھ آکر مری مزار کی خاک

یہ اوڑی تیری جان نثار کی خاک
نہین باقی رہی مزار کی خاک

اپنے ہاتھون سے تم جو مٹی دو
سب نے خاک شفا مزار کی خاک

آج آندھی چلی ہے کیون شاید
بچ رہی تھی مرے مزار کی خاک

جل گیا دل تو پھر کہان تسکین
ساتھ دل کے ہوئی قرار کی خاک

تو وہ تیر نگاہ بنائین گے
ڈھونڈتے ہین مرے مزار کی خاک

ظلم کرتا ہے جسقدر چاہو
پھر ہو الفت ستم شعار کی خاک

تیری آنکھین کیون سما نہ گئی
سر بسر سنگ ہے غبار کی خاک

آپ آئے جو فاتحہ پڑھنے
چڑھ گئی چرخ پر مزار کی خاک

ذکر جنکا ہے آجتک حسرت
اونکے ملتی نہین مزار کی خاک

ردیف کاف فارسی

لطف دیتی ہے جوانی کی اُمنگ ‏— ہے یہی کچھ زندگانی کی اُمنگ
دے رہے ہین منہ چڑا کر گالیان ‏— اللہ اللہ بدزبانی کی اُمنگ
میرے ہی سر پر نکلجائیگی کیا ‏— ہر بلائی آسمانی کی اُمنگ
تیرے ہاتھون سے نکلجائیگی آج ‏— اس شہیدِ امتحانی کی اُمنگ
دے نہ دے صیاد کچھ پروا نہین ‏— کیا قفس مین دانہ پانی کی اُمنگ
مفلسی نے کھو دیے دن عیش کے ‏— اب کہان وہ کامرانی کی اُمنگ
مٹ گئی سب دیکھکر خط کا جواب ‏— تھی جو پیغامِ زبانی کی اُمنگ
آئی آخر کام مین زندہ دلی ‏— ہے شبِ غم شادمانی کی اُمنگ
لے اوڑی کیسی مئے کہنہ سے مجھے ‏— کوئی دیکھے اس پرانی کی اُمنگ
جب نظر آیا کوئی شیرین ادا ‏— آگئی دل مین جوانی کی اُمنگ

ضعف نے حسرت مٹا ڈالی ولے
اب کہان وہ نوجوانی کی اُمنگ

دیکھین جو ملا کے بھی بہارِ گلِ صدبرگ ‏— تو صورتِ بلبل ہون شکارِ گلِ صدبرگ
سو وار کئے دل پہ تری تیغِ نگہ نے ‏— آئی مری سینہ پہ بہارِ گلِ صدبرگ

ایسی یہ بہار آئی کہ کہنے لگے عاشق
ہیں داغِ جگر آج نثارِ گلِ صد برگ

جب دیکھنے جاتا ہی وہ اغیار کو لیکر
بجلی سے نہیں کم ہی بہارِ گلِ صد برگ

اے ماہ لقا دیکھ کے رخسار تمہارے
رخصت ہوے سب ہوش و قرارِ گلِ صد برگ

پھولی ہی بسنت آنکھ میں زاہد کے بھی دیکھو
اس دھوم سے آئی ہی بہارِ گلِ صد برگ

کچھ بھی نہیں ہوتا ہی مرے داغِ جگر سے
کب آگ لگاتے ہیں شرارِ گلِ صد برگ

دیکھو تو ذرا دل میں مرے داغ ہیں کتنے
تم آپ کرو آکے شمارِ گلِ صد برگ

جی میں ہی کہ اب چھیڑئے توبہ ہی کہاں تک
دل ہاتھ سے لیتی ہی بہارِ گلِ صد برگ

کھل جائیگا دیکھو تو ذرا آج ملا کر
تم داغِ جگر رکھو کنارِ گلِ صد برگ

چوٹی میں اگر آپ وہ اک پھول لگا لیں
دشوار نزاکت سے ہو بارِ گلِ صد برگ

گن لیتے ہیں ہر روز مرے داغِ جگر کے
یوں کرتے ہیں وہ آکے شمارِ گلِ صد برگ

سنتے ہیں کہ وہ آئے ہیں اب سیرِ چمن کو
آباد ہو گیا قرب و جوارِ گلِ صد برگ

مدت سے ہی اب مجھکو آنے دو بغل میں
بلبل ہی بھری دیکھو کنارِ گلِ صد برگ

معشوق ہے اور باغ ہے اور بادہ ہے حسرت
لوٹی ہے تمہیں سنتے تو بہارِ گلِ صد برگ

گوری صورت ہی وہ پیارا رنگ
آج بگڑا ہی کیوں تمہارا رنگ

کچھ ہی کچھ ہو گئے وہ غصہ میں
اور اس جوش نے ابھارا رنگ

بات کیا ہے کہ نامِ دشمن سے
اڑ گیا آج کچھ تمہارا رنگ

دل کا آنا ہی قہر ہوتا ہے — نہ وہ ہم ہین نہ وہ ہمارا رنگ
وہ بوڑہا ہے پہ ہین آب و تاب کہان — اُڑ گیا چہرہ سے کنارا رنگ
راہ پر اونکو غیر لے آئے — خاک جمتا نہین ہمارا رنگ
جو جوانی مین ہائے آیا تھا — ویسا آیا نہ پھر دوبارا رنگ
اونکے آتے ہی منہ پہ رونق ہے — پا گیا کچھ ذرا سہارا رنگ
دیکھکر وہ قمر کو کہتے ہین — آج لایا ہے یہ ستارا رنگ
منہ پہ ڈالی جو تمنے چادر کا — لائیگا اور کچھ نکہارا رنگ

بزم مین اوسکی رات کو حسرت
دیکھنا ہے ہمین تمہارا رنگ

کچھ جو بدلا ہوا دیکھا نگہ یار کا رنگ — سبزہ کے آتے ہی اوڑا بزم مین اغیار کا رنگ
آج غصہ نے یہ بدلا نگہ یار کا رنگ — ہم سے جسطرح بدلجاتا ہے میخوار کا رنگ
اس طرح کی تری باتین جلاوت کب تھی — ناصحا تونے اوڑایا کسی میخوار کا رنگ
اب جو مین دیکھتا ہون سارے ہی مین انداز — دلکو بہایا ہے تری نرگس بیمار کا رنگ
آج دیوانی سی پھرتی ہے چہکنا ہولی — میری نالون سے اوڑا بلبل گلزار کا رنگ
تری کشتونکو ہو جنت مین تسلی کیونکر — نہین طوبیٰ مین تری سایہ دیوار کا رنگ
پانون پہندی مین ہو صیاد کھڑا ہو سر پر — دیکھئے اسوقت کوئی مرغ گرفتار کا رنگ
حسب مقدور کہا کرتے ہین قیمت اسکی — پہلے ہم دیکھتے ہین لیکے خریدار کا رنگ

سیر کرنے کو چلا جائے جو تجھسا یوسف
پھر تو کچھ اور ہی بنے مصر کے بازار کا رنگ

شوق سے اور ہی کچھ حال بدل جائیگا
دیکھنا حشر مین تم طالب دیدار کا رنگ

توڑ کر دل کو مری پار گیا ہی جب سے
اب کوئی دیکھے تری تیر کے سوفار کا رنگ

دوستی پہ تو نہین منہ پھراتا ہے مرا
ناصحا اور ہی کچھ ہوتا ہی غمخوار کا رنگ

میری قسمت سے ملے خاک عدو کی تقدیر
بخت خفتہ مین نہین طالع بیدار کا رنگ

دُردِ مے بھی نہین ساقی نے پلائی شاید
آج بگڑا ہی بہت حسرت میخوار کا رنگ

ردیف لام

نہین ہی عارض جانان نقاب مین داخل
فلک پہ مہر ہوا ہی سحاب مین داخل

ہوا ہی عکس جو رخ کا شراب مین داخل
یہ آفتاب ہوا آفتاب مین داخل

ہوی ہین نام خدا وہ شباب مین داخل
نگاہ شوخ رہیگی حجاب مین داخل

سبب یہی ہی جو ساقی نے رنگ بدلا ہی
ہوا ہی عکس کسی کا شراب مین داخل

نہین گناہ سے کچھ کم ہماری نیکی بھی
تری گناہ ہین زاہد ثواب مین داخل

یہان سکوت و خموشی کو ہم رضا سمجھے
وہان جواب نہ دینا عتاب مین داخل

پلائی آج جو نام خدا غریبون کو
ہوا ہی پیر مغان بھی ثواب مین داخل

یہ مانگتا ہون دعا کاش موت آجائے
شب فراق ہی جینا عذاب مین داخل

ملیگا لطف یہ سمجھے تھے عشقبازی مین
لگا کے دل کو ہوی ہین عذاب مین داخل

ہوئی ہین خضر ہی کچھ عمر جاوداں سے خوش — یہان ہی عمر دو روزہ عذاب مین داخل

بتائے کون مری عمر کی درازی کو — شب فراق ہی گر ہو حساب مین داخل

کہین نہ موسم گرما مین پھونک دی ساقی — ذرا سی برف ہی کر دی شراب مین داخل

ہی سچ ہی اہل ازل پھنس گیا مصیبت مین — ہوا ہون جب سے جہان خراب مین داخل

جلا یا دل ہی ہمارا تو مسکرا بھی دو — نمک بھی کر لو ذرا سا کباب مین داخل

کیا ہی گرمی رخسار نے اثر ایسا — ہوا ہی موسم پیری شباب مین داخل

عجیب توسن عمر روان کی تیزی ہی — کسی کا پاؤن نہین ہی رکاب مین داخل

شمار شرم مین ہوگی تمہاری شوخی بھی — ہمارا صبر بھی ہی اضطراب مین داخل

تری بغیر جو دل بھی گیا بفرض محال — مجھے تو خلد بھی ہوگا عذاب مین داخل

ہوا ہے یون ہی ہجوم نگاہ سے پردہ — نہ کیجیے رخ زیبا نقاب مین داخل

غرور خاک مین ملجائیگا حسینون کا — کہ سب کو ہونا ہی اک دن تراب مین داخل

خیال تھا نہ بر آنے کا جس تمنا کو — وہی ہوئی دل خانہ خراب مین داخل

تجھے جو مد نظر آج سیر دریا ہے — تو آ کے ہو مری چشم پر آب مین داخل

یہ دیکھنا ہے کہ اس گھر کو کیا بناؤ گے — ہوئے ہو تم دل خانہ خراب مین داخل

لگائین دل جو حسینون سے کیا تعجب ہی — ابھی ہین ناصرِ شیدا ہم شباب مین داخل

مصیبتین ہی بھگتنے ہین اک دن حسرت — ہوئی ہین عشق کے دن ہای خواب مین داخل

عرصۂ حشر میں ہوگا نہ حسابِ قاتل
کہ مرے بعد مسیحا ہی خطابِ قاتل

حسرتِ دید نہ رہ جائے دمِ قتل سے مجھے
اے صبا آج اوٹھا دے نقابِ قاتل

سخت دل کون ہے جو خون کا طالب ہوگا
دیکھ کر حشر میں گل چشم پر آبِ قاتل

حشر میں بات ہے دشوار شکایت کیسی
کہیں مقتول بھی دیتا ہے جوابِ قاتل

سختیِ جاں کی بدولت ہے یہ امید ہمیں
دیکھ لیں آنکھ سے ہم قہر و عتابِ قاتل

کاش بنتی ترے ہر تیر کی پیکان زبان
لبِ ہر زخم سے دیتا میں جوابِ قاتل

اضطراری سے گیا میرا نشانہ خالی
پھر بھی سر آنکھوں پہ ہے قہر و عتابِ قاتل

طالبِ مرگ چلے آتے ہیں کوسوں سے کھنچے
وا ہوا آج بڑی دھوم سے بابِ قاتل

یہ تو ممکن نہیں ہوتی نہ دعا کی تاثیر
دیکھ کر رحم کچھ آتا ہے شبابِ قاتل

شکوہ کیسا کہ لگے کرنے خوشامد اولٹی
دیکھ کر حشر میں ہم چشم پر آبِ قاتل

ایک ہی ہاتھ میں سب پھیر مٹا ڈالے زبان
واہ کیا بات تری تیغِ خوش آبِ قاتل

ہو نہ جائے کسی مقتول کی آہوں کا اثر
ڈر ہے برباد نہ ہو جائے شبابِ قاتل

کام اے دستِ جنوں آج تو آجا میرے
پرزے کر ڈال دمِ قتل نقابِ قاتل

خواہشِ قتل میں لاکھوں ہی ادھر پھرتے ہیں
بن گئی کثرتِ نظارہ حجابِ قاتل

دیدۂ دل سے تو چھپتی نہیں صورت اوسکی
چشمِ ظاہر کو مانع ہے حجابِ قاتل

بیقراری تو دمِ قتل دکھا نا حسرت
پھر تڑپنے نہیں دیتا مجھے داب قاتل

ہر گھڑی ذکرِ عدو جان سے گلانا شبِ وصل
خوب سیکھا ہے مری جان جلانا شبِ وصل

تاکنے جھانکنے کو غیر نہ بیٹھے ہوں کہیں
خوب ہے شمع کا خلوت میں بجھانا شبِ وصل

بے حجابی میں حجاب آپ کے یاد آتے ہیں
کھولنا منہ کا وہ سینہ کا چھپانا شبِ وصل

اتنی مہلت مجھے ملجائے اب اے شادیِ مرگ
دیکھلے غیر مرا آکے زبانا شبِ وصل

مجھکو کیا کیا شبِ فرقت میں وہ یاد آتا ہے
ساتھ سونا ترے اور لطف اوٹھانا شبِ وصل

عرضِ مطلب پہ مرے منہ کو چھپا لیتے ہیں
یاد آتا جو نہیں کوئی بہانا شبِ وصل

گدگدی کرتا ہے دل میں مرے کیا کیا ظالم
مسکرا کر وہ ترا ہاے لجانا شبِ وصل

بوسہ دینے سے تو ہوتی نہیں تسکین دلکی
یاں تو منظور ہے کچھ اور ہی پانا شبِ وصل

حسرت و رنج و غم و یاس و فغان و شیون
انکا دل میں نہیں ملتا ہے ٹھکانا شبِ وصل

گاہ دشمن سے بھی ہو جاتی ہے دلکی تسکین
لطف دیجاتا ہے اغیار کا آنا شبِ وصل

اچھی صورت ہے تو کیوں آپ برے بنتے ہیں
منہ چھپانے سے تو بہتر ہے دکھانا شبِ وصل

لاکھ انکار ہوئے لاکھ ہوئے قہر و عتاب
حسرت اوس بت کا کہا ہمنے نہ مانا شبِ وصل

رکھتے ہیں ان صفات کا اوسے نگار دل
افسردہ دل ستم زدہ دل داغدار دل

ایسا پسِ فنا بھی رہا بیقرار دل
بالاے قبر ہے کبھی زیرِ مزار دل

انکے تو آتے آتے اجل آہی جائیگی
مہلت کہاں ہے تجکو کرے انتظار دل

ہے آپکی کمر سے سوا جان ناتوان
ہے آپکی نظر سے سوا بیقرار دل

دیکھا کرے جو چمن سے بہری مصیبتین ایسا کہان ہوا لئے کوئی غمگسار دل

مایوس سے لیکن کسی نے کیا اسقدر اسے اپنی فنا کا آپ بنا سوگوار دل

حسرت ہو کس کے دید کی حسرت مزار مین
کیون کھینچتا ہے بعدِ فنا انتظار دل

وہ دل کہ جسکو سمجھتے تھے یار کے قابل رہا نہ رنج والم سے شمار کے قابل

خدا کی شان کبھی تجھسے مول لیتے تھے رہا ہے نہ آج تو ساقی ادھار کے قابل

ادھر نگاہ کرو آج دل مرا تا کو یہی تو صید رہا ہے شکار کے قابل

بتا رہی ہے کسی کے بہار جوبن کی ابھی ہوا ہی پسینا وبہار کے قابل

خزان سے جیب ملائے ہین چاکین کیسی وہ گل جو باغ مین کچھ تو بہار کے قابل

شب فراق تم آؤ تو داغِ دل دیکھو یہی تو پھول رہے ہین بہار کے قابل

وہی تو ہم ہین کہ اوٹھتی نہین اونگلیان جنپر فلک نے ابتو نہ رکھا شمار کے قابل

ادا نکالوگے کیا جانے کیا جوانی مین ابھی ہوئی ہو مری جان پیار کے قابل

یہ کسکے دستِ ہوس نے کہو اوتاری تھی ہوئی ہو پاؤن کی جوڑی سنار کے قابل

ہمارے دل مین اداؤن کی کھینچ دو تصویر یہی مکان ہے نقش و نگار کے قابل

عجیب بات ہے حسرت سے تم نہین واقف
وہی ہو ایک جہان مین شمار کے قابل

ہے مبارک مہِ دلخواہ ربیع الاول عید سے بھی ہے سوا ماہِ ربیع الاول

سال بھر جسکی توقع مین بسر کرتے ہین
لو نمایان وہ ہوا ماہِ ربیع الاوّل

کچھ خبر بھی ہی کہ یہ کون مہینہ آیا
کون پیدا ہوئے وہ شاہِ ربیع الاوّل

وہ نبی ختم ہوئی جن پہ نبوت ساری
اونکے مولود کا ہے ماہِ ربیع الاوّل

اونکی تولید سے ہی کون و مکان کا ایجاد
سب زمانہ ہی ہی ہمراہِ ربیع الاوّل

تیرگی کفر کی دنیا سے مٹائی اس نے
نور افگن جو ہوا ماہِ ربیع الاوّل

تیرگی کا نہ پتا تھا نہ سیاہی کا پتا
کھل گئی خلق پہ سب راہِ ربیع الاوّل

جلوۂ نورِ خدائی نظر آیا سارا
یعنی پیدا وہ ہوئے شاہِ ربیع الاوّل

شافعِ روزِ جزا قاسمِ فردوس و نعیم
باعثِ خلق جہان شاہِ ربیع الاوّل

کون ہین احمدِ بے میم ہین جنکو حسرت
آپ خالق نے کہا ماہِ ربیع الاوّل

ردیف میم

دکھا چکے بہت آنکھین ستا ستا کر تم
ادھر نگاہ کرو آج مسکرا کر تم

اوٹھاتے بزم سے کیون ہو مجھے بٹھا کر تم
بگاڑتے ہو مری بات اب بنا کر تم

بناؤ کرتے ہو کیون زلف کو بنا کر تم
بگاڑتے ہو اسے اپنے سر چڑھا کر تم

یہ کیا سبب ہی نگاہون سے اب گرا کر تم
کدھر چلے ہو ہمین خاک مین ملا کر تم

عدو کے گھر مین رہے ہو یہ صاف کھلتا ہی
لو منہ تو دیکھو ذرا آئنہ اوٹھا کر تم

جلا کے خاک کیا مجکو سوزِ فرقت نے
تلاش کرتے ہو کیون خاک مین ملا کر تم

عدو بھی مجھسے یہ کہتے ہین آہ سے اپنی
رہو گے آج مگر آسمان اوٹھا کر تم

ہماری سامنے دشمن سے چھیڑ ہوتی ہے
ذلیل کرتے ہو کیون بزم مین بلا کر تم

یہ انقلاب زمانے کا صاف کہتا ہے
نہ چین پاؤگے ہر گز مجھے ستا کر تم

یہ ہمنے دور سے دیکھا تھا رات کو حسرت
کسی کے گھر سے نکلتے تھے منہ چھپا کر تم

شریر و شوخ ہوے انتہا کے تم
وہ دن بھی یاد ہین پہلے تھے جب حیا کے تم

جواب آپکے ظلمونکا کیا بہلا دوگے
چلوگے حشر مین کل سامنے خدا کے تم

ہمارے نام سے کانونپہ ہاتھ دہرتے ہو
ابھی سے بھول گئے دوست ابتدا کے تم

خبر بھی ہے تمہین اور نہ جان دیتا ہے
سنو تو حال ذرا اپنے آشنا کے تم

عدو کے وصل کی ہے مانگنی اگر منظور
طریق سیکھلو مجھسے مری دعا کے تم

کبھی آئی تو ای ہمدمون نہین ٹلتی
نہین ہو ٹالنے والے مری قضا کے تم

کچھ اور بات تو آتی نہین جفا کے سوا
جو ہمسے پوچھو تو قابل نہین وفا کے تم

ہمین یہ آتی ہے آواز تیرے کوچہ سے
ادھر کو آؤ جو مشتاق ہو قضا کے تم

یہانتو حرف بھی آتا نہین شکایت کا
اوٹھا رہے ہو یہ طوفان کس بلا کے تم

نہ مال کام مین آئیگا منعموا سوقت
اگر اسیر ہوئے پنجۂ قضا کے تم

کسی سے نام ہی سنتے نہین شکایت کا
طریق سیکھ گئے ہو نئے جفا کے تم

یہ کسکی یاد نے بیتاب کردیا حسرت

کوئی سبب ہے جو طالب ہو قضا کے تم

گھر مین ہی پہلے پھرتے تھے منہ کو چھپا کے تم
اب تاک جھانک کرتے ہو کوٹھے پہ جا کے تم

چتونون مین بل ہین اور ہین تیور پھرے ہوئے
اوٹھے ہو بزم غیر سے کیون کسمسا کے تم

اس بات کا اخیر جو ہونا ہے سوچ لو
ہم پر جفا جو کرتے ہو بدلے وفا کے تم

دشمن سے روز آنکھ لڑاتے ہو بزم مین
خلوت مین ہم سے بیٹھتے ہو پہلے حیا کے تم

ظاہر ہے یہ کہ رات کو یان آؤ گے ضرور
ہین جانتا ہون جاتے ہو پیچھا چھڑا کے تم

اظہار کر رہی ہے یہ چولی چسلی ہوئی
آئے ہو بزم غیر سے دامن چھڑا کے تم

یہ راہ عشق ہے کوئی پیغمبری نہین
بھٹکو گے خضر اور بھی رستہ بتا کے تم

کیا قہر ہے کہ اب بھی سمجھتے نہین ذرا
دشمن کو گو کہ دیکھ چکے آزما کے تم

بسمل یہان ہزار ہین کس کس کی لین خبر
کہتے ہین وہ شہید نہین اک ادا کے تم

آؤ نہ آؤ اس کا تمہین اختیار ہے
کوئی اثر نہین ہو ہماری دعا کے تم

حسرت یہ بات کیا ہے جو کرنے لگے وضو
کیا ہو گئے مرید کسی پارسا کے تم

بیٹھکر اب دیدۂ دشمن مین ہم
جاتے ہین اوس کوچہ و برزن مین ہم

کر دیا سوز جگر نے سرمہ سا
یون سمائے چشم بادو فن مین ہم

کیا کیا دست جنون نے ایک بھی
تار اب پاتے نہین دامن مین ہم

اب کہین بوئے وفا ملتی نہین
ڈھونڈتے پھرتے ہین گلشن مین ہم

لاغری نے کر دیا تنکا ہمیں
کاش بندھ جائیں تری چشمِ حسین میں ہم

گر لگاتے وہ گلے سے ایک دن
بھول جاتے اپنے پیراہن میں ہم

کیا کریں جوشِ جنوں افسوس ہے
پھنس گئے اب حلقۂ آہن میں ہم

چھٹ گیا ہے یا الٰہی کون آج
کیوں گھرے ہیں نالہ و شیون میں ہم

خاک ہونے سے ہوا یہ فائدہ
جا گزیں ہیں دیدۂ دشمن میں ہم

غیر سے کہتے ہیں ہم بغل وہ بیوفا
مضطرب ہیں جو سمندر گلخن میں ہم

اب نمک پاشِ جراحت وہ نہیں
کچھ مزا پاتے نہیں شیون میں ہم

گریۂ وحشت ہمیں حسرت رہی
خاک چھانیں گے کسی برزن میں ہم

سودا سا آج پاتے ہیں کچھ اپنے سر میں ہم
[illegible]

تیرِ نگاہِ شوق سے آخر کو تو سہی
رخنے نہ ڈالیں تری دیوار و در میں ہم

کل تو یہ کر کے بیٹھ رہے تھے ہزار حیف
پھرتے ہیں آج کوچۂ رشکِ قمر میں ہم

دونی لگی ہے آگ تسلی سے یار کی
لذت کچھ اور پاتے ہیں سوزِ جگر میں ہم

رات کے خمار سے آنکھیں جھکی جھکی
وصلِ رقیب تاڑ گئے اک نظر میں ہم

دل کو جدا آتشِ فرقت سے کس لیے
پاتے ہیں مزا جو سوزشِ داغِ جگر میں ہم

مانندِ آئینہ نہ جدا ان خدا کرے
اپنی نظر میں تم ہو تمہاری نظر میں ہم

وہ بے خبر ہیں جو ہمیں کہتے ہیں بے خبر
سرگرم رات دن ہیں کسی کی خبر میں ہم

وعدہ یہاں کے آنے کا ہوتا جو صبح کو
جیتے شب فراق امید سحر میں ہم
ہر ہے یہ کون آج سفر کو چلا گیا
پھرتے ہیں بیقرار جو یوں اپنے گھر میں ہم

گھر سے ہمیں نکال دیا آپ نے تو کیا
حسرت ہیں بیٹھ جائینگے دل میں جگر میں ہم

بدگمان تجکو دیکھتے ہیں ہم
بدگمان تجکو دیکھتے ہیں ہم
[illegible]
بے نشان تجکو دیکھتے ہیں ہم
[illegible]
[illegible]

غیر کے گھر میں رات کو اکثر
دلستان تجکو دیکھتے ہیں ہم
اوسکے کوچہ سے تو نہیں بہتر
آسمان تجکو دیکھتے ہیں ہم
کل ہی اتنک تو نالۂ شبگیر
رائگان تجکو دیکھتے ہیں ہم
ہمنے ہرگز وہاں نہ دیکھا تھا
اب یہاں تجکو دیکھتے ہیں ہم
وہ نہیں دیکھتے ہماری طرف
آسمان تجکو دیکھتے ہیں ہم
بات کیا ہی جو حال پر اپنے
مہربان تجکو دیکھتے ہیں ہم

تیغ ابروی یار سے حسرت
نیم جان تجکو دیکھتے ہیں ہم

تمام عمر بھی دل کو جدا نہ کرتے ہم
مجال تجھی کہ بتون کا [illegible] کرتے ہم
جھکا ہی سر تری نقش قدم کے دیکھو کہ ہیں
وگرنہ سجدہ کبھی [illegible] کرتے ہم
نہ دیکھتے جو خدائی کی نشان ہم ان میں
بتان دہر کو [illegible] کرتے ہم

اگر یہ جانتے جان ایسی بیوفا ہو تم / کسیکو جان جہان ہی کہا نہ کرتے ہم

نہ دیکھتے جو کسی کی نگاہ کو پہرتے / جگر پہ ہاتھ دہرے یون پہرا نہ کرتے ہم

اگر یہ جانتے ہوگا وہ تیری ہاتھ سے قتل / تو مرگ غیر کی ہرگز دعا نہ کرتے ہم

کسیکا چاک قبا گر ہمین نہ یاد آتا / تو چاک چاک گریبان کیا نہ کرتے ہم

گناہ عشق کی تعزیر قتل کرنا ہے / سزا نہ ملتی جو ایسی خطا نہ کرتے ہم

بگڑ گئی تہی جو شیخ حرم سے ای حسرت / تو بتکدہ مین کبہی یاد خدا نہ کرتے ہم

چشمون سے جو خون بہائینگے ہم / طوفان نیا اوٹہائینگے ہم

اک روز غبار راہ بنکر / آنکہون مین تری سمائینگے ہم

ہی عشق بتان سے ظاہر انکار / واللہ قسم نہ کہائینگے ہم

اوس بزم مین ہین بہت نظرباز / کس کس سے نظر چرائینگے ہم

پہر دست جنون ہی اور دامن / کیا جانئے کدہر کو جائینگے ہم

ہی وصل ترا نصیب اعدا / تقدیر کو کیا مٹائینگے ہم

گر اب کے گئے تری گلی سے / پہر بہول کے بہی آئینگے ہم

تلوار لگائینگے گلے سے / تجکو نہ گلے لگائینگے ہم

سے ہے یہ کسیکا نقش پا ہے / سجدے سے نہ سر اوٹہائینگے ہم

محفل سے نہ جاؤ آج حسرت

جب شبِ عشرت گذر جاتی ہی تو اوی ماہوش
یاد کرتے ہین تجھی کو صبح سے تا شام ہم

گر خدا کا فضل شامل ہی تو حسرت دیکھنا
کر ہی لینگے اوس بتِ کافر کو اپنا رام ہم

روشن کری جو ہاتھ سے وہ گل چراغِ بزم
پروانہ دیکھ کر [illegible] چراغِ بزم

لب ہو مقابلہ تری زلفِ دراز سے
رکھتا ہی گو دخان کی کاکل چراغِ بزم

ظاہر کسیکو تا نہو آنا رقیب کا
کرتے ہین اپنے ہاتھ سے [illegible] گل [illegible]

بیٹھی تھی جو تجھ حرم ہوا [illegible] حیف [illegible] وہ گل چراغِ بزم

وہ رشکِ ماہتاب جو بیٹھا ہی سامنے
پہیکا ہی اب نگاہ مین بالکل چراغِ بزم

پہر پہر کبھی نہ پردۂ فانوس سے اوٹھا ای
گر دیکھہ پائی تیرا تجمل چراغِ بزم

ہر چند جلتے جلتے گذرتی ہے رات بہر
کرتا ہی سوزِ غم کا تحمل چراغِ بزم

گر یہ نہون تو کچھ بھی نہین زندگی کا لطف
ساقی کباب شاہد و گل مل چراغِ بزم

ایسی کہلی ہی دیکھنا تقدیر کسکی رات
یہ حکم ہی کہ گل ہون ابھی کل چراغِ بزم

خیرہ نہ چشمِ شوق ہو پہرتی رہے نگاہ
باندھی دہوئین سے آج اگر پل چراغِ بزم

پروانے آکے گرتے ہین اسکا سبب ہی یہ
دیتا ہی تیری حسن کا کچھ جل چراغِ بزم

ہوتے اگر جہان مین معشوق باوفا
کرتا پتنگ سے نہ تغافل چراغِ بزم

حسرت کسی کے حسن کی جھلکی ہی روشنی
پہیکا پڑا ہوا ہے جو بالکل چراغِ بزم

ردیف نون

کسی کافر کے مجھ کو ... سامان ... [illegible]

مجھ سے پھر وصل کے وہ قول و قسم کرتے ہیں
سچ تو یہ ہے کہ بڑا مجھپہ کرم کرتے ہیں

اور بڑھتا ہے بڑا کر جسے کم کرتے ہیں
شاخ انگور کو ہر سال قلم کرتے ہیں

زلف کا اوسکی جو سودا ہے ہزاروں حافظ
پڑھ کے بس سورۂ واللیل کو دم کرتے ہیں

کیا قیامت ہے جو آنسو ہوں برابر جاری
یوں ہی طوفان بپا دیدۂ نم کرتے ہیں

سچ تو یہ ہے کہ برا کرتے ہیں خط میں اپنے
بیان اپنی جو خفا آپ ستم کرتے ہیں

خیر ہے کسکو ہوا شوق کمنداری کا
صید ہونے کی خوشی صید حرم کرتے ہیں

کیا کسی کافر بدکیش سے بگڑی حسرت
آپ ہر روز جو اب قصد حرم کرتے ہیں

اجل کا مفت میں بدنام نام کرتے ہیں
جدھر وہ دیکھتے ہیں قتل عام کرتے ہیں

نظارہ چشم کے بالائے بام کرتے ہیں
وہ آج جلوہ کو لو وقف عام کرتے ہیں

اسی امید میں ہم روز شام کرتے ہیں
تمہارے وصل کی فکریں مدام کرتے ہیں

ہم ایک عمر سے اتنا ہی کام کرتے ہیں
کہ دل میں خوب ترا حفظ نام کرتے ہیں

غضب ہے آپکو اتنا بھی ربط ضبط ہوا
یہ لوگ آپکو ہوا سے عام کر[illegible]

ہمیں تو وصل کی امید ہی نہیں باقی
وہ مدتوں سے یوں ہی صبح[illegible]

مثل یہ سچ ہے کہ آئی ہوئی نہیں ٹلتی
ہم اپنے دل کی عر[illegible]

خدا کا شکر ہوا اتنا بھی سلسلہ جاری
کسی ہے کسے [illegible]

کسیکو برج مین دل جب سے دیدیا حسرت
عوض سلام کے ہم رام رام کرتے ہین

اس جنس کے اسوقت طلبگار بہت ہین
معلوم ہی ہی کہ دل کے خریدار بہت ہین

کیسا یہ اثر جذبۂ دل تونے دکہایا
ہین اونپہ مرون مجہسے وہ بیزار بہت ہین

وہ کہتے ہین کس کس کے بہلا ہم ہون چارہ جو
اس نرگس بیمار کے بیمار بہت ہین

یوسف کیطرح کیا تجہے بازار کی حاجت
گہر بیٹھے تری یار خریدار بہت ہین

ہمسایہ کوئی عاشق جانباز سے ملے گا
اور تمسے تو اسوقت مین دلدار بہت ہین

بوسے کے عوض آپکو دل دیتے ہین لیلو
اس جنس کے گو اور خریدار بہت ہین

سیدہی ہی کہو کیون تو سمجہتے ہین بناوٹ
سب تجہسے تو خفا کچہہ مری سرکار بہت ہین

وس بس ہی ساغر سے یہان کچہہ نہین ہوتا
کم ظرف سمجہتا ہی کہ دو چار بہت ہین

رحمت ہمین لیجائیگی کل خلد مین زاہد
دوزخ کے لئے تجہسے گنہگار بہت ہین

جاتے ہو نصیحت کو کدہر حضرت واعظ
بیٹھے ہوئے اس تاک مین میخوار بہت ہین

وہ ذکر یہ حسرت کے یہ فرماتے تہے شب کو
عاشق ہین مگر چال مین ہشیار بہت ہین

باہم دل و جگر جو مری بیقرار ہین
ایکانہ کیون ہو دونون برابر کے یار ہین

جب مین نہین تو پہر کس ناکس کو قدر ہی
احباب سے زیادہ عدو سوگوار ہین

تیر نظر ہی یا کسی کی محبت ہی دل نشین
میری طرح سے آپ بہی کیون بیقرار ہین

مدت سے جا چکے ہین ہمارے حواس و ہوش — کوسون کنار دل سے ثبات و قرار ہین

ظالم نگاہ لطف ادہر کو بہی ہو کبہی — ہم بہی تو جان نثار ہین امیدوار ہین

آتے ہین میرے پاس تو ہوتے ہین ویسے دور — مجکو ہے گر قرار تو وہ بیقرار ہین

دلمین مری شہید ہوئین کتنی حسرتین — اتنی سی سرزمین مین ہزارون مزار ہین

نازک کی بات بہی ہے نزاکت بہری ہوئی — کیونکر یقین ہو قول ترے پائدار ہین

ایسے ہی ہین کہ جنکی بر آتی ہے آرزو — ہم مبتلای کشمکش انتظار ہین

مسجد مین ہم سے آنکہہ ملاتے نہین ہین شیخ — میخانہ مین جو آئے تو یارو نکے یار ہین

حسرت نے امتحان محبت بہت دیئے
ہمکو تو یہ گمان تہا ناکردہ کار ہین

کیا ظلم ہے کہ میری خطا پر سزا نہین — یہ قحط ہے کہ آپکو پیدا جفا نہین

رکہا ہے سیر شوق شہادت کو ناتمام — چلتی ہوئی تو آپ کی تیغ ادا نہین

افسردہ دل کیواسطے کیا لطف زندگی — حسرت نہین امید نہین مدعا نہین

تمکو نہ دون بتاؤ تو پہر دلکو کیا کرون — تمسا حسین جہان مین کوئی دوسرا نہین

سچ تو یہ ہے کہ اپنی توکل پہ ہے گذر — ہمکو سوا خدا کے کوئی آسرا نہین

یہ جانتا ہون مٹ نہین سکتا جبین سے یہ — تقدیر کا لکہا ہے تمہارا لکہا نہین

دو دن مین بہول جائینگے سب آپ قہقہے — جبتک کسی سے دل لگی ہے کہین دل لگا نہین

ابتک ہے مجکو یاد شب وصل مین ترا — کہنا وہ ہنسنہ کو پہیر کے او دل ربا نہین

ہرچند اوسنے خاک مین مجھکو ملا دیا
دل پھر بھی کہہ رہا ہی کہ وہ بیوفا نہین

رونے پہ پیشتر سے وہ اوڑاتے ہین قہقہے
سچ ہے کسیکا کوئی یہان آشنا نہین

کیا جانے آنکھ ملتی ہی کیا قہر ہو گیا
سینہ مین ڈھونڈھتا ہون تو دلکا پتا نہین

ہم ہین کہ بات بات پہ ہوتے ہین شرمسار
تم ہو کہ تمکو چشم مروت ذرا نہین

حسرت کو اور تم سے ہوا انکار بیکسی
زاہد نہین ولی نہین وہ پارسا نہین

وعدۂ وصل بھی ہی کہہ دین بلاتے بھی نہین
صاف ملتے بھی نہین دل سے بھلاتے بھی نہین

سوچتے رہتے ہین ہم یہ کہ کوئی ملجائے
کہین ملجائے تو پھر دل کو لگاتے بھی نہین

کچھ دنون تک تو جفا ہی کا مجھے رونا تھا
اب تو یہ قہر ہوا ہے کہ ستاتے بھی نہین

وہی ہم ہین کہ لپٹی پڑتی تھین نگاہین ہم پر
اب تو ظالم تری آنکھو مین سماتے بھی نہین

اونکی ہر بات قرینے سے ہوا کرتی ہے
بیحجابی ہی نہین منہ کو چھپاتے بھی نہین

کاش یون ہی ہو کہ آتے ہون عدو کے لیکر
دیکھین محروم ہوا ہین بات بتاتے بھی نہین

یاد ہے خوب جفاؤنکا سلیقہ اونکو
ویسے ملتے بھی نہین پاس بٹھاتے بھی نہین

حال پر اوسکے کبھی رحم تو آتا تھا اوسے
اب تو حسرت کو کبھی آپ بلاتے بھی نہین

کس سے مذکور ہوئی بزم مین کچھ یاد نہین
آج قابو مین ہمارے دل ناشاد نہین

دشمن کا پاس جی مجکو دل ناشاد نہین
کونسا دن ہے کہ تو مورد بیداد نہین

کون آیا تھا مری پاس یہ کچھ یاد نہین
مین ابھی ہوش مین اپنے دل ناشاد نہین

فصل گل سی بھی ہوا لطف خزان مین دونا
یہی وہ دن ہین کہ اندیشۂ صیاد نہین

یہی حالت ہے تو تاثیر کا ملنا دشوار
میری قابو ہی مین آتی مری فریاد نہین

آدمی ہوکے نہ ہم خلد مین جائین کیا خوب
خلد آدم تو کوئی جنت شداد نہین

انتہا یہ ہے کوئی ظلم نہ چھوڑا اوسنے
چرخ کیواسطے باقی کوئی بیداد نہین

مہ جبین ہند کے سب ہوگئے ہین زر سے راضی
کاشتہ ہین اپنی تو کچھ جی الف شاد نہین

دل سلامت ہے تو ملجائینگے لاکھون گلرخ
اور کیا آپ سا دنیا مین پریزاد نہین

گل کیا بلبل شیدا کا نصیبا شاید
باغبان آج نہین باغ مین صیاد نہین

جبسے گرتے ہین ہوس پاے بتان پر حسرت
کیا قیامت ہے کہ اسوقت خدا یاد نہین

زور سے زر سے بھی قابو مرا چلتا ہی نہین
دل کا ارمان کسی طرح نکلتا ہی نہین

دل کسی زلف پریشان سے نکلتا ہی نہین
کوئی افسون مرا کمبخت پہ چلتا ہی نہین

کیا یقین آئے اونہین ہاتھ وہ جب کہتے ہین
پھر کلیجہ مرا سینے مین اوچھلتا ہی نہین

دل کا ارمان تری تیغ سے بڑھ کر نکلا
یہ تو کمبخت نکالے سے نکلتا ہی نہین

جب سے چٹکی مین ملا ہی کسی مظلوم کا دل
ابتو ہاتھون سے کبھی پہ دل ملتا ہی نہین

ناامیدی کا یہ ہوئی حسرت و ارمان عدم
ابتو سینے مین کلیجہ کوئی ہلتا ہی نہین

مجھسے سائل کو ہو کیا عرض کا موقع اوس سے
گھر سے باہر وہ کسیوقت نکلتا ہی نہین

خط کے آنے سے ہوئی اور دوبالا رونق
واہ کیا اچھا جوبن ہے کہ ڈھلتا ہی نہین

کیون ہے نام سے نفرت ہے سبب کیا اسکا
تم تو کہتے تھے عدو آپ سے جلتا ہی نہین

وہ گیا وقت کہ سیماب صفت کہتے تھے
اب تو کروٹ دلِ بیمار بدلتا ہی نہین

خاکساری سے تنفر ہے یہانتک اوسکو
عطر مٹی کا وہ پوشاک مین ملتا ہی نہین

ہم غزل خاک لکھین دل ہے پریشان حسرت
اب تو مضمون کوئی اس بحر مین ڈھلتا ہی نہین

دل چھین کے کہتے ہو کہ ایسا تو نہین مین
مہمان ہون کوئی چھوڑ چکا تو نہین مین

الزام عبث رکھتے ہو ایسا تو نہین مین
ہر گل پہ مرون بلبلِ شیدا تو نہین مین

کرتا ہی نہین کوئی مری قدر جہان مین
بکتی ہوئی عاشق کی تمنا تو نہین مین

کیون مجھکو بنایا ہدفِ ناوکِ مژگان
ظالم کسی عاشق کا کلیجا تو نہین مین

اس ظلم و ستم پر بھی کرون مہر و محبت
دنیا سے نیا چاہنے والا تو نہین مین

جب مینے کہا مجھکو جلا لو تو وہ بولے
معشوق سہی کوئی مسیحا تو نہین مین

کیون فکر مٹانے کی ہے ایسے تجھے ظالم
بگڑی ہوئی تصویر کا نقشا تو نہین مین

کیا بات ہے کیون مجھکو شب و روز ہے گردش
اے چرخ کوئی ساغرِ صہبا تو نہین مین

مانا کہ وفادار ہون پر اسکو کرون کیا
ظالم تری آنکھون مین سماتا تو نہین مین

کیا بات ہے کیون مجھسے وہ بیزار ہین حسرت
بگڑی ہوئی قسمت کا نتیجا تو نہین مین

خشک بازی اگر یہ نا ہم خاک کہ وہ دن ہی نہیں
تو وہ جوانی وہ امنگیں نہ وہ تن ہی نہیں

شب فرقت میں تپش سے مجھے ممکن ہی نہیں
رات کمبخت کا کٹنا مجھے کس دن ہی نہیں

ہجر میں جب آئیگی موت جائینگے یہ دن پر کہو
مرنے والوں کا مقرر تو کوئی دن ہی نہیں

تیرے وحشی کو ترے شہر میں روتی ہو بستی اونکو
مجھ سے آکر کہیں ملنا کوئی ضامن ہی نہیں

کہاں کہتا ہے مری ناصح نادان ہم سے
توبہ کرنے کا تو کمبخت مرا سن ہی نہیں

بخشش ہو اور بخشش پہ بھی ہے تری
جرم عصیان کو مری فرد میں تو گن ہی نہیں

ہم کو ایسے ہی دشمن سے بھی بگڑیگی کبھی
تم کہے جاؤ کہ دشوار ہے ممکن ہی نہیں

مار ہی لیتی ہیں ابتک بھی ادائیں اونکی
گو کہ وہ تازہ وہ شوخی نہیں وہ سن ہی نہیں

دیو الفت کا تری سر پہ چڑھا ہے میرے
اس سے بڑھکر تو زمانے میں کوئی جن ہی نہیں

حضرت دل کا سہارا تھا سو وہ چل ہی بسے
اب زمانے میں کوئی یار و معاون ہی نہیں

ایسی تحریر سے کیونکر ہو مرے دل کو سکوت
حرف کوئی تری مکتوب میں ساکن ہی نہیں

یاد ہے وہ بھی کہ اک چاہنے والے تھے ہمیں
آپکا بندہ نوازی کا تو اب سن ہی نہیں

تم کہے جاؤ کہ ہم ترک ستم کرتے ہیں
ہیں کہے جاؤنگا دشوار ہے ممکن ہی نہیں

ناز کرتے ہو عبث اب وہ زمانہ نہ رہا
آپکا حسن وہ جوبن نہیں کمسن ہی نہیں

توبہ کرنیکو تو تیار ہو لیکن حسرت
حیف ہے صاف ابھی آپکا باطن ہی نہیں

دل میں ارمان ہی ارمان [illegible] نکلنے پائیں
[illegible] جو آئے ہیں جانے پائیں

دل تو سینہ سی چرایا ہی ہماری لیکن
لطف تو جب ہی کہ آنکہین چرانے پائین

عہد کرتے ہین جفاؤن ہی تو پہر یونہی سہی
جا کے دشمن کو بہی اب وہ نہ ستانے پائین

غیر کے نام ہی کہنا ہی ہمین ہے منظور
حالِ دل پر کبہی صورت سے سنانے پائین

سرمگین چشم کا پردہ تو جبہی ہم سمجہین
دیکہنے پائین نہ دیدار دکہانے پائین

جذبۂ دل تری تاثیر تو ہم جب جانین
آج وہ منہ نہ دوپٹہ سی چہپانے پائین

ہم کہڑی دیتے ہین میخانہ کے در پر یہ دعا
جو ہمین آج پلائین وہ جتانے پائین

ایسی قسمت تو نہین وصل کے جو لطف اٹہین
گالیون ہی کے مزے کاش اڑانے پائین

اونکے ڈہلتے ہوی جوبن کی تمنا یہ ہے
اور دوپہر جوانی کے زمانے پائین

کوئی باقی نہ رہے دل مین تمنا حسرت
اونکو چہاتی سے اگر آج لگانے پائین

جب سے مہمان نہین ہی تو دل مین
دل کی رہتی ہی آرزو دل مین

تیری تصویر سامنے رکہکر
تجہسے کرتا ہون گفتگو دل مین

تم سر بزم پوچہتے کیون ہو
کیا کہون جو ہی آرزو دل مین

سرد مہری سے تیری ڈرتا ہون
جم نہ جائے کہین لہو دل مین

وہی شوخی وہی شرارت ہی
کیا سمائی ہی تیری خو دل مین

مے کی خواہش مین محو رہتا ہون
رہتے ہین ساغر و سبو دل مین

مجہکو پہچان لو وہ حسرت ہون

جسکو رسیکھتے ہین خوبرو دل ہین

وصل کا وعدہ کروگے تم اگر برسات مین — لائیگا نخلِ جوانی بھی ثمر برسات مین

جذبۂ دل تو دکھا اپنا اثر برسات مین — وہ ہوا ایکطرح آئین میرے گھر برسات مین

یاد آتا ہی کسی کا مجکو وہ صندل سا رنگ — اور بھی بڑہنے لگا ہی دردِ سر برسات مین

خشک ہوتا ہی سوا اپنا نہالِ آرزو — پھولتے پھلتے ہین سب نخل و شجر برسات مین

کیفیت کہلجائے ساری ابر باراں کی ابھی — رنگ لائے گر ہماری چشمِ تر برسات مین

جوشِ گریہ سے نہ کیونکر آئے پہر آنکھون مین فرق — صاف رہتی ہی کہین بھی رہگذر برسات مین

وعدہ ملنے کا کیا تہا تو نے جو برسات کا — یاد رہتی ہی تری آٹھون پہر برسات مین

ساتھ غیرون کے کرو تم سیر کشتی افسوس ہی — اور یون تڑپا کرین ہم رات بھر برسات مین

ایسے موسم مین ہو کیا دستِ جنون کی روک تہام — زخمِ دل جیسے ہونگے چارہ گر برسات مین

لون جوانی کے مزے لوٹون جوانی کی بہار — کوئی ملجائے اگر رشکِ قمر برسات مین

دیکھیے حسرت خدا کو اب کیا منظور ہی
خاک اڑتی رہتی ہی آٹھون پہر برسات مین

کاش دنیا مین ہون حسین نہین — آئے میرا دلِ حزین نہ کہین

شکوہ ہوجائے دل نشین نہ کہین — وہ خفا ہون دلِ حزین نہ کہین

قتل کر سنبھل کے اے قاتل — دیکھ بھر جائے آستین نہ کہین

دل کو آزار ہوگیا ہی پسند — رحم کرنے لگین حسین نہ کہین

سیکڑون حسرتین ہوئی ہین پیدا کہ
میری دیکھین کہین ہجی ہو زمین نہ کہین

سخت جانو نکو ذبح کرتا ہے
قتل ہو بازوئے نازنین نہ کہین

چومتے کیون ہین سنگ اسود کو
تیری صورت ہو جاگزین نہ کہین

گر یہی رشک ہے تو الفت مین
اپنے دشمن بنین ہمین نہ کہین

غیر کے گھر مین روشنی سی ہے
آگیا ہو وہ مہ جبین نہ کہین

دست وحشت ادہر کو آتا ہے
ہو گریبان مین آستین نہ کہین

آگیا لب پہ شکوۂ دشمن
وصل مین ہو وہ شرمگین نہ کہین

برق کیون بیقرار ہے اتنی
تیری شوخی ہو جاگزین نہ کہین

میری آنکھون مین دل مین پہلو مین
آپ آجائیے کہین نہ کہین

گھر مین پایا نہ ہمنے حسرت کو
رات کو وہ گیا کہین نہ کہین

جان کا غم دل کا ماتم کیا کرین
ہاتھ سے دونو چلے ہم کیا کرین

ٹلنے والی ہو تو کوئی ٹالدے
آگئی اپنی تو ہمدم کیا کرین

زہر سے بدتر ہے اپنی زندگی
کہا کے ایسے حال مین سم کیا کرین

جام زرین ہو تو اپنے کام آئے
مفلسی مین ساغر جم کیا کرین

ابتدا مین مے کی عادت پڑ گئی
اب تو ہو سکتی نہین کم کیا کرین

وصل مین بوسے سے کیا تسکین ہو
پیاس مین ہم لیکے شبنم کیا کرین

مضطرب ہم اور وہ نازک دماغ
ہجر کی شب آہ ہم کیا کرین

راز اونکا اپنے دل سی کیا کہین
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

جب کیا ہو قتل اپنے ہاتھ سے
ایسے کشتہ کا وہ ماتم کیا کرین

اک مدت سے ہی حسن و عشق مین
دیکھین جب دونون ہین باہم کیا کرین

موت ہی آئی ہی وہ ہی آئے ہین
ایسی حالت مین کہو ہم کیا کرین

زلف کو آشفتگی مین کیا بتائین
خاطر نازک کو برہم کیا کرین

دل کا آجانا ہی حسرت قہر تھا
اپنے قابو مین نہین ہم کیا کرین

ہمہ تن صورت وصال ہون مین
کہ تسلی دہ خیال ہون مین

خاک ہوکر بھی ہی وہی وحشت
سرمۂ دیدہ غزال ہون مین

بیقراری مین اضطرابی مین
اپنے دل کا شریک حال ہون مین

عاشق طرز خوش ادائی ہون
رونق حسن بے زوال ہون مین

ناتوان عشق نے کیا ایسا
آپ اپنی ہی اک مثال ہون مین

ایسی صورت سے مٹ نہین سکتا
کیا کہین اونکا ملال ہون مین

اپنے دل مین رہون باسائش
کاش تیرا غم وصال ہون مین

آپکے دل مین کچھ جگہہ کرلون
وصل اغیار کا خیال ہون مین

تیری رفتار سے ستم آرا
مثل حسرت کے پائمال ہون مین

در پر جو ہم پڑے رہے تو کس حساب مین / کرتا ہی عرض کون تمہاری جناب مین

اوس کج ادا کو دیکھہ لیا جب عتاب مین / کیا کیا نہ دل ہمارا ہوا پیچ و تاب مین

آئین بغیر آپ کے کل اضطراب مین / کیا کیا کدورتین دل خانہ خراب مین

آتش فروز حسن ہوا ہی نقاب مین / چاہو بھی تم تو رہ نہین سکتی حجاب مین

مُنہ پر نقاب ہوتی ہی دوہری پڑی ہوئی / صورت نہین دکھاتے جب آتے ہو خواب مین

دعوی کیا ہی بلہوسون نے بھی عشق کا / آنے لگے ہین وے بھی اب تو حساب مین

اقرار کیا وعدہ کہان کا وصال کیا / صورت دکھائی تمنے نہ پہر آکے خواب مین

پہر وصال آج وہ آئے تو کیا ہوا / کہوئی گئی تھی عقل مری اضطراب مین

خط کا جواب دیر کے آنے سے آئے ہین / کیا کیا خیال خام تھے اضطراب مین

در تک بھی آپ گھر سے تو نکلا نہ تھے کبھی / پیدا کئے ہین چاہنے والے حجاب مین

ڈرتا ہون مین رقیب سے وعدہ وفا نہو / اوسنے دکھایا مُنہ جو مجھے آکے خواب مین

ہو مدعا کہ بھیجدو سر کاٹ کر ابھی / خنجر جو اوسنے بھیجا ہی خط کے جواب مین

اوس فتنہ گر کے ہجر مین تدبیر مرگ ہو / اتنے کہان حواس تھے مجھے اضطراب مین

اک شکوہ رقیب نے کیا کیا ذلیل / مین کیا کہون سنا ہی جو مینے جواب مین

غیرون سے رونمائی کا وعدہ ہوا نہو / کیا کیا ہے مجھے گمان ہین کشود نقاب مین

حسرت کا کیا قصور یہ دن ہین ہی ورزین / جو کچھہ ہو کم ہی حضرت واعظ شباب مین

گئی وہ دن کہ دونوں ملتے تھے رو رو کے آپس میں
ہماری بس میں ہیں جو دل تھا وہ ہے اب غیر کے بس میں

اثر ایسا ہو یا رب کچھ فغانِ آسمان رس میں
کلیجہ تھام کر وہ دن کہیں ہوں ترے بس میں

وہاں مدِ نظر ہے امتحانِ ناوکِ مژگان
یہاں باقی نہیں ہے خون کیسی اب کسی نس میں

غلط ہو بدگمانی لغو ہے شکوہ تغافل کا
نہ آپ اب عدا کے بیچ میں ہیں نہ میں دشمن آپکے بس میں

شبِ وعدہ نہ سوتے تھے اس طرح تم پاؤں پھیلا کر
اگر ہوتا اثر کچھ بھی فغانِ آسمان رس میں

امیدِ دل ہے یاں آئے جگر کہتا ہے یاں نہ آئے
ترے تیرِ نگہ کی ہو رہی ہے بحث آپس میں

شبِ وصلِ عدو کو امتحانِ صبر سمجھا ہے
نکالی ہیں نئی ظالم نے میرے قتل کی رسمیں

تنِ لاغر کو میرے دی نہ نسبت اپنی مژگان سے
مرے جان فرق ہوتا ہے نہایت خار اور خس میں

نہ کوئی دیکھنے والا نہ اسکا پوچھنے والا
عبث تم نے رنگے ہیں ہاتھ اپنے خونِ بیکس میں

یہ ضد ہے اس بت کافر نے چھوڑا اپنے مذہب کو
ہوا شہرہ جو میری بت پرستی کا بنارس میں

یہ فرماؤ کہ چھوٹا منہ بڑی بات اسکو کہتے ہیں
کہ اتنی سی وہ ہیں پہ تم ہزاروں کھاتے ہو قسمیں

وہی تو ہے کہ جسکے نام سے نفرت تھی اب کیا ہے
کیا کرتے ہو کیوں حسرت کا چرچا بیٹھکر دس میں

مجھ سے کیونکر ہو اجتناب ہمیں
کہ خدا نے دیا شباب ہمیں

ہجر میں تیرے رات کو اکثر
دھوکا دیتا ہے ماہتاب ہمیں

کیا سمجھ ہے کہ حضرتِ ناصح
آپ سمجھاتے ہیں شتاب ہمیں

کیا یہ سمجھے ہو تم کہ حشر کے دن
تم کرو ظلم ہو عذاب ہمیں

نیند کس طرح آئے او حسرت
ہو گیا ہے خیال خواب مین

جب تو ممنون تری جذب کا اے دل مین ہون
خود وہ کشتہ ہین کہ ہین آپکا قاتل مین ہون

دیکھ پایا ہے جو اچھا سا خریدار اونہین
آپ سینہ سے یہ کہتا ہے کہ لو دل مین ہون

پوچھتے وہ ہین کہ آئی ہے طبیعت کس پر
کہتے ہنس کر نہین یہ آپکا مائل مین ہون

حشر مین تا نہو عشاق کو ملنے کی امید
ڈر سے کہتے نہین ہم جو شمائل مین ہون

پاس رہتا ہون مگر کچھ بھی نہین آپ سے فیض
موج دریا ہون جو ہم سبزۂ ساحل مین ہون

کیون نہو ناز مجھے آپ وہ یہ کہتے ہین
تو مری چاہ کے قابل ہے تو قابل مین ہون

بہا گیا ہے جو تری ظلم و ستم کا انداز
دل یہ کہتا ہے کہ بیداد کے قابل مین ہون

لطف تو جب ہے کہ محشر مین کہون یہ اون سے
آپ قاتل ہین مگر آپکا بسمل مین ہون

نا امیدی بھی نہین اور نہ آنے کا پتا
موت کہتی ہے ابھی سیکڑون منزل مین ہون

آئنہ دیکھ کے تصویر سی وہ کہتے ہین
دیکھتی کیا ہے ترا آئنہ مقابل مین ہون

دل نہو پاس تو کیونکر نہین دل سے جدا ہون
تم سے سو بار کہا حسرت بیدل مین ہون

روشن ہون مثل شمع تری جلوہ گاہ مین
مٹ جاؤن شکل نقش قدم تیری راہ مین

آپس مین جنگ ہو گئی دل اور نگاہ مین
ارمان کتنے خاک ہوئے جلوہ گاہ مین

بیتاب شوق نے یہ کیا مجھکو چاہ مین
نشتر سا لگ گیا بدن نگاہ اشتباہ مین

وہ پاس ہی ہیں تو بھی سمجھتا ہوں دور ہیں
فرقت کا بندھ رہا ہے تصور نگاہ میں

رکھتا ہے ہاتھ سینہ پہ اپنے وہ سنگدل
اس ضعف پر بھی ہے یہ اثر میری آہ میں

ہے انتظار اک بتِ دامن دراز کا
خاک نشستہ ہوں میں قیامت کی راہ میں

آئینہ میں بھی دیکھ رہا ہوں وہی جمال
نقشہ سما گیا ہے کسی کا نگاہ میں

پھیلی ہوئی ہے کچھ شبِ ہجران کی تیرگی
رکھا ہوا ہے کیا مری بختِ سیاہ میں

بہرِ وصال گر تری کوچہ میں جا سکیں
آنکھیں بچھائیں پھر تو ہم اپنی ہی راہ میں

دونا ہو لطف حشر میں ہر داد خواہ کو
دشمن بھی تیرے ساتھ ہو گر قتل گاہ میں

ایسے کی میکشی سے ہیں لطف کونسا
زاہد تجھے لپیٹ لیا ہے گناہ میں

سرنامہ دیکھتا ہوں تو دشمن کے نام ہے
قاصد نے خط دیا ہے مجھے اشتباہ میں

جاؤں جو ڈوبنے کو تو وہ بدنصیب ہوں
اک قطرہ آب کا نہ ملے مجھکو چاہ میں

دشمن سے تم ہمیشہ ملو اختیار ہے
معشوق ہیں تو رہ نہیں سکتا نباہ میں

حسرت کی آرزو ہے کہ یا شافعِ امم
روزِ جزا رہے وہ تمہاری پناہ میں

گر نہائیگا وہ جا کر سامری فن آب میں
ڈوب کر مر جائینگے شیخ و برہمن آب میں

تھا جو وہ دستِ حنائی عکس افگن آب میں
حسن نے کیا کیا دکھائی آگ روشن آب میں

چین سے ظالم جلا کر بھی نہ بیٹھا ہائے ہائے
اب بہا دی خاک میری بعد مردن آب میں

اُف رے آہِ آتشیں تاثیر تیری الاماں
اب سمندر بھی لگے کرنے نشیمن آب میں

نہ تیرے تن کی خوشبو ہے نہ تیری خط کی رنگت ہے
سمن میں مشک پایا میں گل میں نافرمان میں پا لیے ہیں

زباں چار ہے گر خشک اسکا غم نہیں مجھکو
کراکے پیا پھرا ہے پاؤں کسے ہر ایک چھالے ہیں

مری لاش پہ وہ رو کے تو یوں کہنے لگے دشمن
بتاؤ کوئی تمہیں جنت بیابان اس سر کے والے ہیں

یہی میں چپ لا رہے ہیں پاندان اس لگے کبھی
دعا میں کچھ اثر دیکھا جواب ویسے نکلینگے نالے ہیں

فروغ داغ حسرت آفتاب حشر ہو جائے
شب ہجر کا منہ دیکھنا ہوگا اوجالے ہیں

تو وہ بے خبر کہ جسے حال دکھا ہی نہ سکون
غم وہ افسانہ ہے جو دل میں چھپا ہی نہ سکون

داد بیداد ستمگر نہ ملے جب کہ مگر
شکر کیا آپکی محفل ہے کہ جا ہی نہ سکون

گو ہوں آشفتہ مگر لائق بیداد نہیں
ستم گوارا ن نہ مجھکو کہ اٹھا ہی نہ سکون

دم کچھ ارمان نہیں ہے کہ نکل ہی نہ سکے
موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا ہی نہ سکون

دل مغموم کا شکوہ نہ کرونگا ہرگز
رنج کیا چیز ہے جو ہے کہ اٹھا ہی نہ سکون

بیٹھے کب عذر کیا تمنے بلایا کس دن
کیا طبیعت ہوں تمہاری کہ جو آ ہی نہ سکون

سخت مشکل ہے مرے عشق کا ظاہر ہونا
درد کچھ داغ نہیں ہے کہ چھپا ہی نہ سکون

حرف تقدیر کو میں چاہوں مٹاؤں سو بار
کچھ تمہارا تو نہیں ہے ستم کہ مٹا ہی نہ سکون

حسرت اوس انجمن ناز میں لیچل مجھکو
اس طرح سے کہ وہاں جا کے پھر آ ہی نہ سکون

جبکہ ہو برگشتہ قسمت پھر کروں تو کیا کروں
میں علاج درد فرقت پھر کروں تو کیا کروں

مجھکو ہی شوقِ شہادت پھر کرون تو کیا کرون
اونکو مانع ہی نزاکت پھر کرون تو کیا کرون

یہ تو ظاہر ہی کہ ایسی اور بھی دس بیس ہین
آ گئی تم پر طبیعت پھر کرون تو کیا کرون

حضرتِ ناصح کرون توبہ تو ہین برسات ہین
جب بدل جاتی ہو نیت پھر کرون تو کیا کرون

یہ تو ظاہر ہی کہ مین بادہ سے تائب ہو چکا
جبکہ دیکھون اچھی صورت پھر کرون تو کیا کرون

جہانکنا مشکل ہوا ہی روزنِ دیوار سے
اونکی یہ بدلی طبیعت پھر کرون تو کیا کرون

یہ تو مانا ہجر مین مرنا بہت آسان ہے
جب نہو مرنے کی صورت پھر کرون تو کیا کرون

میرے دلکو جب کہین یہ ہی مرا بدخواہ ہے
عیش مین اپنی شناعت پھر کرون تو کیا کرون

مفلسی مین ہو سکے انسان کی کیا ہیئت درست
ایسی حالت مین عبادت پھر کرون تو کیا کرون

وصلِ دشمن پر کہانتک ضبط ہو انسان ہون
مجھ پہ جب گذرے قیامت پھر کرون تو کیا کرون

دل بہلتا ہی نہین ہے ساکنانِ خلد سے
یاد ہو اک فتنہ قامت پھر کرون تو کیا کرون

جب بلاتا ہو کوئی اصرار سے ای شیخ جی
آپ ہی فرمائین حضرت پھر کرون تو کیا کرون

خود بخود بیچین ہو جاتا ہوا اونکو دیکھکر
آ گئی ہے دل کی شامت پھر کرون تو کیا کرون

عوضِ محشر مین اونکے چاہنے والو نے کچھ
مانگلی ہے میری صورت پھر کرون تو کیا کرون

نام ور وہ چاہنے والون سے ہوتے ہین خفا
انسے مین اظہارِ الفت پھر کرون تو کیا کرون

حضرتِ ناصح یہ مانا بے وفا و شوخ ہے
جب نہ بس مین ہو طبیعت پھر کرون تو کیا کرون

وصل بھی اون سے ہوا وعدہ کئی پورے ہو چکے
رہ گئی ہو دل مین حسرت پھر کرون تو کیا کرون

چھٹتے ہی کسکے یہ تو سارے ہین بہتیرے دوستو
جمع کر کے مال و دولت پھر کرون تو کیا کرون

انکا مرنا وقت نہیں بن آپ چل کے جہاں سے ہو
اسکا آنا ہی قیامت پھر کروں تو کیا کروں

بہت گیا اپنی ورود شکر ستم سے آج تو
میری شامت میری قسمت پھر کروں تو کیا کروں

تنگ لیا ہو گیا ہوں اقربا کے ہاتھ سے
ہے وطن میں بھی تمام غربت پھر کروں تو کیا کروں

نوجوانی ہے بغل میں اک نیا معشوق ہو
تم کہو حضرت سلامت پھر کروں تو کیا کروں

گو کہ یہ بھی ہمارا طالب دیدار گو
انکا وعدہ ہے قیامت پھر کروں تو کیا کروں

منہ سے مدت سے لگا تو دختر رز لگ گئی
ترک عادت ہے عداوت پھر کروں تو کیا کروں

ربط دشمن سے ہی انکو پھر کریں تو کیا کریں
مجھکو بھی ان سے محبت پھر کروں تو کیا کروں

آپکے کہنے سے حسرت میں غزل لکھتا تو ہوں
کند ہی اپنی طبیعت پھر کروں تو کیا کروں

اس سے بڑھا ہوا کوئی دنیا میں غم نہیں
آنا کسی پہ دل کا قیامت سے کم نہیں

وصل عدو کو آپ سمجھتے ستم نہیں
گر ہے یہی ملاپ تو اک روز ہم نہیں

یہ کیا کہا کہ ہجر میں کہنا محال ہے
کچھ زہر مجھکو آپکے سر کی قسم نہیں

ممکن نہیں کہ ہو سکے دل بستگی کی شکل
کعبہ تو زاہدا کوئی بیت الصنم نہیں

اسکا تو کچھ مٹائے سے مٹنا محال ہے
دل کا خیال آپکا نقش قدم نہیں

اقرار وصل سمجھوں کہ انکار کیا کروں
واں کچھ مری جواب میں لا و نعم نہیں

رک رک کے سب حلق سے منہ پھیر لیا کیوں
کیا تجھ میں دم نہیں تری خنجر میں دم نہیں

کہنا کسی کا ہائے وہ اصرار وصل پر
سمجھا یہ عہد کرتے میں کچھ بھی تو دم نہیں

جسکا کہ ایک رات بہی رہنا محال ہے — پیمان بہی آپکا مری توبہ سے کم نہین

امید وصل کیا کرون اقرارِ وصل پر — کچھ معتبر تو آپکے قول و قسم نہین

نالے سے اب تو تھم نہین سکتا ہی کیا کرون — ایسا جو اضطراب ہی دل کا تو سم نہین

مانا کہ اوس گلی سے گذرنا محال ہی — کچھ دور رہبری واسطے راہِ عدم نہین

وہ بات کونسی ہی کہ مجھکو خیال ہو — جاتے بہت ہین ہند تو راہِ عدم نہین

کچھ بہی نہو تو آپ ستائین ہی کیون مجھے — ہین کیون کہون کہ آپکا مجھپر کرم نہین

وہ لیکے کہہ رہے ہین کہ اسکا ہی کیون خیال — یہ دل تو آپکا کوئی بڑہ کی رقم نہین

ہمت اگر تجہے ہو تو دیتے ہین مفت بہی — زاہد یہ جامِ بادہ ہی کچھ جامِ جم نہین

زاہد اگر ہے شانِ رحیمی تو دیکھنا — جنت مین تو نہین ہی جہنم مین ہم نہین

دل ہو گیا ہی خوگرِ بیداد کیا کرین — اونکو جہان مین اب کوئی بے ستم نہین

حسرت کسی سے دل کے کچھ ارمان نکالتے
افسوس ہی کہ ہاتھ مین اپنے رقم نہین

ہمیشہ جس پہ نزولِ بلا وہ کون کہ مین — ہوا ہی کشتۂ ناز و ادا وہ کون کہ مین

وہ نا امید کہ ہو موت سے ہی کچھ تسکین — جہان مین جسکا نہو آسرا وہ کون کہ مین

کچھ اب بہی یاد ہی یا آپ بہول بیٹھے ہین — ہوا تہا جس سے کبہی سامنا وہ کون کہ مین

ملاؤ آنکھ ذرا بزم مین ادہر دیکھو — کسی کا کوئی تہا کچھ آشنا وہ کون کہ مین

شبِ وصال کی باتین وہ بہولے جاتے ہین — کسیکو جس کہ پالا پڑا وہ کون کہ مین

شب فراق بلاؤن بھی تو نہین آتی
جسے کہ بھول گئی ہو قضا وہ کون کہ مین

بہت سی پی ہی پلائی بھی ہے بہت لیکن
بنا ہو رندون مین پھر پارسا وہ کون کہ مین

ہمیشہ قابل جور و جفا ہی رہتا ہے
ستم کی جسپہ نہو انتہا وہ کون کہ مین

نہ موت آتی ہے جسکو نہ رزق ملتا ہو
جسے کہ بھول گیا ہو خدا وہ کون کہ مین

بنا ہو ضعف سے جو آج قیس کی تصویر
بنا ہو عشق نے جسکو گھلا وہ کون کہ مین

ترے کلام کی حسرت مین جو ادیتا ہون
جہان مین تجھسا ہی اک دسرا وہ کون کہ مین

ہے عشرتا سی پتا ایاغ نہین
وہ طبیعت وہ دل دماغ نہین

خاک مضمون بن سکے کوئی
اب طبیعت کو وہ فراغ نہین

تیرہ بختی سے یہ اندھیرا ہے
سوجھتا گھر کا چراغ نہین

کوچۂ زلف مین بھی جا ڈھونڈا
وان بھی دل کا کہین سراغ نہین

وہ تو آتے ہین مفلسی کی یہان
آج گھر مین کہین چراغ نہین

گئی ایسی کہ کچھ پتا نہ ملا
عمر رفتہ ترا سراغ نہین

گم ہوا راہ شوق مین ایسا
مجھکو ملتا مرا سراغ نہین

رگ جان سے قریب تر ہے تو
پھر بھی ملتا ترا سراغ نہین

دل پرداغ کو ذرا دیکھو
اس سے بہتر بہار باغ نہین

کردیا دل کو یاس نے ویران
قابل سیر اب یہ باغ نہین

منہ بناتے ہو نام سے میرے
غیر سے اک ذرا دماغ نہین

کس سے ملنے کو جائین اے حسرت
ہای دلّی مین آج داغ نہین

حیف افسردہ ہو گیا حسرت
اب خوشی سے وہ باغ باغ نہین

جنس دل ہاتھ مین ای یار لیے بیٹھے ہین
ہم یہ سودا سر بازار لیے بیٹھے ہین

تجھکو ہم بزم مین ای یار لیے بیٹھے ہین
دل پہ دلبر بہت اغیار لیے بیٹھے ہین

کھل گئی حسن کی قیمت جو ترے حال پہ ہے
جنس ظرف دیکھو خریدار لیے بیٹھے ہین

عاشقونکو تو سبھی کہتے ہین اونکو دیکھو
حسرتین دل مین جو دلدار لیے بیٹھے ہین

وہ یہ پوچھین کہ ترا دل ہے چرایا کس نے
ہین کہون آپ ہی سرکار لیے بیٹھے ہین

تیری رحمت کے سہارے سر بازار جزا
جنس عصیان کو گنہگار لیے بیٹھے ہین

منہ چھپاتے تھے کبھی نام سے جسکے حسرت
آج اونکو سر بازار لیے بیٹھے ہین

تیرے ستم رسیدونکے ابتو یہ رنگ ہین
مرنے پہ جان دیتے ہین جینے سے تنگ ہین

وحشت نے انقلاب طبیعت مین یہ کیا
بیزار دین سے ہین تو دنیا سے تنگ ہین

ان واعظونکی بحث نے کچھ ایسا دق کیا
سچ تو یہ ہے کہ ابتو مسلمان تنگ ہین

یہ مفلسی سے ہند کی حالت تباہ ہے
سبزے سے پایمال سوا سبزہ رنگ ہین

لیکر چراغ ڈھونڈھتے ہین نوکری کو سب
سچ تو یہ ہے کہ قافیے اچھونکے تنگ ہین

افسوس جنکو ناز تھا اسلاف پر کبھی
دیکھو تو آج وہ ہی معیشت سے تنگ ہین

رہتے تھے جن محلون مین سنکے جگمگاٹے
کچھ شمع کا پتا نہ وہان اب پتنگ ہین

ایسے گزر گئے ہین کہ اللہ کی پناہ
لکھنے سے جسکے کاتب احوال تنگ ہین

جو آج دوسرون کے بتاتے ہین عیب شان
دیکھین جو غور سے تو خود اپنے ہی ننگ ہین

باقی رہا ہی اتنا امیرون مین شوق یہ
لڑتے ہین کچھ بٹیر کچھ اڑتے پتنگ ہین

حسرت کی وہ زبان وہ ترکیب ہی نہین
تحریر مین یہ سمائے کہ بدلے ہی رنگ ہین

دل چشم سیہ مین ہے جگر زلف دوتا مین
یہ اور بلا مین ہے تو وہ اور بلا مین

پیدا جو ہوا جوشش ذرا طبع رسا مین
خوشبو سے مضمون کی اڑتی ہے ہوا مین

تاثیر ہے پہر خاک مری بخت رسا مین
تم اور ہوا مین ہو تو مین اور ہوا مین

شوخی نہین شامل جو تری شرم و حیا مین
چھپتی ہوئی کچھ بات نہین ناز و ادا مین

دیکھین کہین حسرت دل ارمان ہون ہمارے
اڑتی ہوئی کچھ خاک سی ہے باد صبا مین

کیا قہر ہے مجھکو لب جان بخش نے مارا
لو زہر کی تاثیر ہوئی آب بقا مین

کیا فتنے چھپے ہین تری رفتار مین ظالم
ابتک ہی بیدار رہتے ہین نقش کف پا مین

پتھر بہی ہے پاؤن تلے ملنے ہی کے قابل
دل کو بہی مرے آپ ملا لیجیے حنا مین

نقصان جو ہو اشتر اغلب ہی سہی کہ
سچ ہی کہ ہوا کرتی ہے تاثیر غذا مین

کیا ایسی ہوا کرتی ہے اک چوب کی تاثیر
کچھ یہ انہین تو اعجاز تہے موسیٰ کے عصا مین

ہم اسکو سمجھتے ہیں چراغ تہ دامن
دل آپ چھپاتے ہیں جو دامن قبا میں

ظالم مجھے ایسے ترے انداز نے مارا
یہ دل میں گرہ ہے کہ ترے بند قبا میں

کچھ اور نہیں نام سے دشمن کے بگڑنا
آخر تو کوئی بات نکالی ہے ادا میں

جب سے کہ یہ چلنے لگی دشمن کے جگر پر
پہلی سی وہ تیزی نہیں اب تیغ ادا میں

ہے روح مسیحا تری تلوار میں قاتل
آتی ترے مقتول کی مٹی ہے دوا میں

امداد فقط عشق حقیقی کی یہ سب ہے
تاثیر جو پیدا ہوئی کچھ خاک شفا میں

دیکھا جو اونہیں دور سے پھر ضبط کہاں کا
اک عمر گو بیٹھے تو دل ہاتھ میں تھامیں

ہم دل میں سمجھتے ہیں یہ اللہ کا انصاف
جو روز ازل میں تھا وہی روز جزا میں

دشمن پہ بھی اللہ نہ ڈالے وہ مصیبت
جس طرح سحر کیں ہمنے بسر ہجر کی شامیں

حسرت کہیں کیا آپ ہیں جس بت کے پجاری
ایسا کوئی مندر میں نہ ایسا ہے کلیسا میں

ردیف واو

ہمدمو ان سے ملا دو نہ ملا دو مجھکو
کوئی تسکین کی صورت تو بتا دو مجھکو

میرے گھر آنیکا اقرار زبان سے نکرو
بات کوئی تو اشارے سے بتا دو مجھکو

خواہش جمیل کا کچھ اور نہ دو آج جواب
گالیاں تم سر بازار سنا دو مجھکو

غیر کے پاس شب و روز تو رہتے ہو مگر
دور سے ہی کبھی دیدار دکھا دو مجھکو

کیا کہا تمنے کہ آتا نہیں مرنا تجھکو
مرنیوالوں کے تمہیں طرز سکھا دو مجھکو

گر یہی ہے تمہیں منظور تو پھر دیر ہے کیا
میں تو راضی ہون مری جان مٹا دو مجھکو

عرصۂ حشر میں ای واعظو کچھ ہو کہ نہو
جیتے جی تم تو جہنم مین جلا دو مجھکو

کسی صورت سے تو ارمان تمہارا نکلے
گالیان اور بھی دو چار سنا دو مجھکو

گم کیا بیخودی شوق نے ایسا افسوس
پوچھتا اونسے ہون تم میرا پتا دو مجھکو

عشق کرنا ہے اگر جرم تو سمجھتا ہون تم
دل لگانے کی جو چاہو وہ سزا دو مجھکو

خون ہو جائیگا دشمن کا کلیجا گر تم
اپنے ہاتھون سے کبھی پان لگا دو مجھکو

دل کے بدلے مین جو بوسہ نہین دیتے نہ سہی
لاؤ کیا دیتے ہو تم وہ ہی ذرا دو مجھکو

حشر کا روز ہے ای کاتب اعمال سمجھے
جو کچھ گذری ہوئی تم آج سنا دو مجھکو

ہای دشمن سے کہون دل کا برا ہو حسرت
وصل کی تم کوئی تدبیر بتا دو مجھکو ؎

اضطرابی ہے عبث رات بسر ہونے دو
گھر تو جاؤ گے مری جان سحر ہونے دو

دوست یہ کہکے شب ہجر مین بہلاتے ہین
کیون مرے جاتے ہو تم اونکو خبر ہونے دو

تھام کر دل کو مرے پاس چلے آؤگے
نالہ و آہ مین پیدا تو اثر ہونے دو

مین تمہین حضرت دل نذر کرونگا اونکی
میری جانب کو ذرا اونکی نظر ہونے دو

لطف دیجائیگی پھر میری محبت تمکو
دل مین تھوڑا سا مری واسطے گھر ہونے دو

وہ یہ کہتے ہین کہ ہم تو نہین آتے وہین
درد ہوتا ہے اگر آٹھ پہر ہونے دو

جب شب وصل مین کہتا ہون سحر ہوتی ہے
وہ یہ کہتے ہین کہ ہوتی ہے سحر ہونے دو

کیا قیامت ہے کہ مرنے بھی نہیں دیتے تم
نہ ادھر ہونے دو مجھکو نہ ادھر ہونے دو

ہجر میں پہلے نہ لکھوا نہیں مرنے کی خبر
حال میرا ابھی تم نوع دگر ہونے دو

امتحان جذبۂ محبت کا مجھے کرنا ہے
میرا اون تک کسی صورت سے گذر ہونے دو

زندگی ہے تو شب وصل بھی آجائیگی
ہجر کی شب تو کسی طرح بسر ہونے دو

یوں اوڑاؤ گے مرے جان نشانہ دل کا
ترچھی آنکھوں میں ذرا سیدھی نظر ہونے دو

وصل قسمت میں ہماری نہیں لکھا حسرت
عمر گم گشتہ کو اسی طرح بسر ہونے دو

کہتے ہیں وہ صبح میں آتا ہے ٹہل جانے دو
لو اذان ہوتی ہے اب مجھکو نکل جانے دو

اور کچھ بات نہیں ذوق نظر ہے ہمکو
ٹھہرو ٹھہرو ابھی ارمان نکل جانے دو

یک بیک چہرے سے کاکل نہ اوٹھاؤ صاحب
تھام لینے دو جگر دل کو سنبھل جانے دو

کہتے ہیں ہم نہ کرینگے کبھی اعدا کا گلا
آؤ بیجا گئی بات کا بل جانے دو

حضرت دل او نہیں اسوقت نہ روکو دیکھو
صبح ہو گی ہمیں آئیگی اجل جانے دو

پچھلی شب کو وہ تڑپا کے ستمگر کہنا
صبح کو بات یہیں آئیگا قتل جانے دو

قتل کرکے وہ چلا راہ میں ڈالو کوئی
توسن ناز سے لاشہ کو کچل جانے دو

امتحان سختیِ جان کا نہ کرو حضرت دل
ہاتھ اوسکے کہیں ہو جائیں نہ شل جانے دو

اور کیا چاہیے گر اسکو قرار آجائے
موت تک دل جو بہلتا ہے بہل جانے دو

حالت [illegible]

آج ارمان تو حسرت کا نکل جانے دو

ہم کریں گے یونہیں فرقت میں بسر جانے دو — نہ سنو تم ہمسے تو حال دگر جانے دو

تم شب وعدہ نہ آؤ تو کسے خبر جانے دو — کوئی کمبخت جو مر جائے تو مر جانے دو

خود چلے آؤ گے کھچ کر کبھی انشاء اللہ — یہی کچھ ہے مرے نالوں میں اثر جانے دو

یاد رہ رہ کے مجھے آنکھ پھر آتا ہے — ہائے کہنا وہ ترا وقت سحر جانے دو

ہم یہوں اونکو نہ لکھو مرے مرنے کی خبر — حال ہو جائے نہ کچھ اور ہی دگر جانے دو

وصل کی رات کو وہ ہائے کسی کا کہنا — کہ اذان ہوتی ہے بجتا ہے گجر جانے دو

حسرت اون سے یہ کرو عرض تمنا ٹھہرو
اور تھوڑی سی ابھی رات گذر جانے دو

ہاں نہیں آتے کبھی تم بندہ پرور رات کو — غیر کے گھر میں رہا کرتے ہو اکثر رات کو

آتے آتے رہ گیا ہے منہ کو کلیجا ہجر میں — جاتے جاتے رہ گئی یہ جان مضطر رات کو

آپکی فرقت میں اک برپا قیامت ہو گئی — میرے نالوں نے اوٹھایا شور محشر رات کو

خیر تو ہے حضرت دل کیا مصیبت آ گئی — کس سے وعدہ ہے چلے ہو کیوں نکلکر رات کو

ہائے وہ نظارہ روئے منور کیا ہوا — کیوں مجھے گنتے پڑے ہیں روز اختر رات کو

آ چلا تھا اوسکی جانب سے مجھے صبر و شکیب — بدگمانی کر دیا کیوں تو نے مضطر رات کو

چاندنی بھی ہجر کی شب میں گھر آتی نہیں — ہے جو مہمان عدو وہ ماہ پیکر رات کو

کیا نکالا ہے طریقہ تو نے یا مہروش — وہ تکو رہتا ہے مرے گھر اور باہر رات کو

کس پہ دل آیا کہو تو پیر و مرشد خیر ہے
جاتے ہو حسرت کہان تم روز چھپکر رات کو

تمکو ہمارے حال کی ایسی خبر نہ ہو
کیا کیا بری سے بنے جو فغان بے اثر نہ ہو

تیری امید وصل مین ہیہات کیون جیے
جس جانِ ناتوان کو امید سحر نہو

اوسکی نگاہِ لطف کہانتک پھری رہے
دیکھین ہمارے حال پہ کب تک نظر نہو

ایسا نہو کہ بام پہ آجائے وہ قمر
ناصح ہی میری طرح کہین جامہ در نہو

ڈرتا ہون میرے سینہ پہ رکہین نہ آپ ہاتھ
آتش فشان کہین مرا داغِ جگر نہو

دین کیا جواب غیر بھلا اونکی کیا مجال
کیا کیا نہ ہم کرین جو تمہارا خطر نہو

سچ تو یہ ہے کہ خاک ہو پھر لطفِ زندگی
گر دل مین کاوشین نہون سوزِ جگر نہو

دربان ٹال دیتے ہین قاصد کو دور سے
حسرت کی آپکو نہ ہوئی ہی خبر نہو

وہ نالہ گیا چرخ پہ دیکھا مری دل کو
بھولے سے بھی دیت نہ ستانا مری دل کو

یہ دیکھکے کہتے ہین مسیحا مری دل کو
بیمار کرا ایسا ہی خدایا مری دل کو

ممکن ہی پس قتل اوسی رحم نہ آتا
افسوس کہ ظالم نے نہ دیکھا مری دل کو

کمبخت کا دو روز سے انداز ہی سہے
بجلی کا جو بھایا ہی تڑپنا مری دل کو

دیکھا ہی اوسے جب سی ہوا آپ سے باہر
انداز کسی بت کا یہ بھایا مری دل کو

لگتی ہی نظر خیر سے تعریف نہ کیجے
کیا چیز ہی یہ آپنے دیکھا مری دل کو

جو آنکھ ملاتا نہین بھولے سے بھی حسرت
ہے اوس سے ہی ملنے کی تمنا مرے دل کو

کرتا ہے ستم جان سے بہتر مرے دل کو | اپنا سا سمجھتا ہے ستمگر مرے دل کو
بیتاب کوئی دوسرا ایسا جو نہ پایا | خنجر سے کیا اوس نے دو پیکر مرے دل کو
آنکھون مین نہین جچتا ہے مہتاب کا نقشہ | بھایا ہے جو وہ روے منور مرے دل کو
صد شکر کہ معدوم کیا سوز نہان نے | اب کوئی بھی کہتا نہین مضطر مرے دل کو
منظور ہے کھلجاے ترشنے کا مرے حال | کاتب بھی جو لکھتے ہین مکرر مرے دل کو
گھر کر گئی ایسی خلش خار محبت | انگارہ بنا ہے گل بستر مرے دل کو
کھلجاے اگر کچھ بھی حقیقت تمہین صاحب | کعبہ سے سمجھنے لگو بہتر مرے دل کو

حسرت یہ کیا کام مرے سوز دروں نے
دلسوز سمجھتا ہے ستمگر مرے دل کو

دل سے کریگا محو مسیحا کے نام کو | ایسا نہ ہم سمجھتے تھے تیری خرام کو
محشر سے دے مثال جو تیری خرام کو | ہمنے کیا ہے زندہ قیامت کے نام کو
آزاد ابتو کیجیے صاحب غلام کو | لیجے نہ اولٹے ہاتھ سے میرے سلام کو
اس محفل نشاط مین توبہ کا ذکر کیا | چھلکا دے ساقیا کہین جلدی [illegible] کو
مین کیا کہون جو رنج گذرتے ہین دوستو | کرتا ہون یاد جب دل جنت مقام کو
ظاہر ہو کسطرح اونہین الفت نہین مری | پہنچا کے دیکھ لے کوئی میری پیام کو

دیکھو کوئی فساد نہ پیدا ہو کہین
[illegible]

لالہ نے باغ مین تو شفق نے سپہر پر
بدنام کر دیا ہے شہیدون کے خون کو

مقطع

حسرت یہ جانتے ہین کوئی جانتا نہین
جاتے ہین اوسکے کوچے مین ہر روز شام کو

بزم اغیار مین تم رنگ جماتے کیون ہو
گر جماتے ہو مرا رنگ اوڑاتے کیون ہو

رشک سے خاک مین دشمن کو ملاتے کیون ہو
گہر مین سوگ مین تم خاک اوڑاتے کیون ہو

بزم اغیار مین یون پردہ اوٹھاتے کیون ہو
رشک سے تم مجھے در پردہ جلاتے کیون ہو

نالہائے سحری تمکو ہوا ہے سودا
وہ تو اوٹھتے نہین پھر حشر اوٹھاتے کیون ہو

کچھ بھی گر مجھسے علاقہ نہین تمکو صاحب
پھر یہ دامن کو مرے پاؤن لگاتے کیون ہو

عیب پوشی کہین منظور نظر ہے اونکی
نام سے غیر کے تم آنکھ چراتے کیون ہو

کیا ہوا جاکے وہان ناصح مشفق کہیے
آج ہارے ہوے تم منہ کو چھپاتے کیون ہو

خیر ہے ایسے ستمگر سے سوال بوسہ
حضرت دل مجھے ہر بار ستاتے کیون ہو

غیر سے تو نہین الفت تو بلا سے اوسکی
آپ حسرت کو یہ ہر بار ستاتے کیون ہو

یارب کسی کا سوز دل ایسا نہان نہو
[illegible]

نازک ہے اوسکو رنج نہ پہنچے شب فراق
ڈرتا ہون کارگر مری آہ و فغان نہو

تحت الثرا مین گر ہو ستم ہے قبول
[illegible]

تاثیر ہوتی جاتی ہی اب جذبِ عشق کی
ممکن نہین کہ آپ کے لب پر فغان نہو

یارب بلا سے آتشِ گل اسکو پھونکدی
بجلی سی جلکے خاک مرا آشیان نہو

مین ہون فراخ دل نہین ہوتا تجھو فشار
او تیر یار پہلے سے تو پرفشان نہو

ڈرتا ہون رازِ دل کو سناتے ہوی تجھے
ممکن نہین کہ غیر ترا رازدان نہو

افسوس ہای حضرتِ عیسی بھی جا چھپین
صد حیف کچھ بھی چارۂ دردِ نہان نہو

مرتا ہون تیری ضبط پر او دل غضب کیا
وقتِ سوال بھی مجھے تابِ بیان نہو

حسرت جہان یہ انکو جتاتے ہین چپکے آپ
ممکن نہین جناب وہ کوئی بتان نہو

اگر بوسہ کوئی رخسار کا تجھسے عنایت ہو
دلِ نالان کبھی ہمسایۂ سرگرمِ شکایت ہو

سوی گورِ غریبان گر وہ جائین تو خجالت ہو
نکل آئین تڑپ کر قبر سے مردے قیامت ہو

دیا ہی بوسۂ رخسار دشمن کو مری آگے
نہایت بیحیا ہو بیوفا ہو بے مروت ہو

وہ دن ہی یاد ہین کس حالِ بد مین مجھکو چھوڑا تھا
تعجب ہی مرے مرنے کی تمکو آج حیرت ہو

یہ جنگِ زرگری دشمن سے ہی میری بنانے کو
مجھے ہرگز نہین آتا یقین تمکو محبت ہو

دکھا دون آئنہ تصویر کا اسکی جو مین لاکر
تجھے سکتا سا آجائے ابھی ناصح یہ صورت ہو

حسینونکو نہین دیکھا زمانے کو نہین برتا
وگرنہ تجکو بھی ای ناصحِ نادان نصیحت ہو

تمہین غیرونکے ملنے سی کبھی فرصت نہین ملتی
تعجب ہی کہ پھر مجھسے نہ ملنے کی شکایت ہو

کیا ہی رام حسرت نے اوس طفلِ پریرو کو

سمجھ رکھا ہے ہمنے یہ کہ تم ہی ایک حضرت ہو

ہمتو خوش ہیں یہ جیدی خواہانِ جاں ہو کوئی ہو — غیر ہو محشر ہو مرگِ ناگہاں ہو کوئی ہو
ہو چکا بس ضبط اے دل ہاں ترے لب پر رہے — نالۂ فریاد ہو آہ و فغاں ہو کوئی ہو
بتکدہ ہو یا کہ کعبہ یا تمہارا سنگِ در — ہمکو سجدے سے غرض ہے آستاں ہو کوئی ہو
وقت گر ہو تو سنا دیتا او نہیں اے قصہ خوان — قیس کا قصہ ہو میری داستاں ہو کوئی ہو
حور ہو انسان ہو جن ہو پری ہو یا ملک — تیغِ ابروے تمہاری نیمجاں ہو کوئی ہو
دل ہو میرا یا جگر یا پہلوئے خانہ خراب — آپکی مرغِ نگہ کو آشیاں ہو کوئی ہو

وہ کرے آباد اس دشتِ خراب آباد کو
قیس ہو حسرت ہو بے خانماں ہو کوئی ہو

سخت جانی نے مری شرما دیا جلاد کو — ہاتھ سے تنگ آ کے پھینکا خنجرِ فولاد کو
گر بھولا دوں صفحۂ خاطر سے تیری یاد کو — کس طرح تسکین دوں پھر اس دلِ ناشاد کو
صانعِ قدرت نے گویا خود دیے اپنے ہاتھ سے — نور کے سانچے میں ڈھالا اس ستم ایجاد کو
جانبِ دل وہ ہے کہ چبھ جائے رگ جاں میں اگر — پھر نکلنے دیں نہ باہر نشترِ فصاد کو

کیا غضب تو نے کیا میں تجھکو حسرت کیا کہوں
پھر بنایا دوست اپنا اس ستم ایجاد کو

حاصل کسی طرح سے تو ذوقِ نگاہ ہو — محشر ہو اور ہم ہوں تری جلوہ گاہ ہو
یوں ہو یہ بات دل سے اگر دل کو راہ ہو — تمکو خبر نہ ہو مری حالت تباہ ہو

سینہ سے ملنے اونکو لگایا تو یہ کہا
ایسا نہو ادھر کو کسی کی نگاہ ہو

نظارہ سوز جلوۂ رخسار ہی ترا
جب تو نہ ہو تو آنکھ مین نورِ نگاہ ہو

چھائی ہوئی ہی آنکھ مین الفت رقیب کی
ایسا نہ ہو کہ آپ سے کچھ رسم و راہ ہو

جو موردِ عتابِ صنم ہو خدا گواہ
ممکن نہین کہ اوسکو خدا کی پناہ ہو

مانا عدو ہین چشمِ عنایت کے مستحق
ای کاش قہر ہی کی ادھر کو نگاہ ہو

گر زہر کھانے پر تمہین آتا نہین یقین
مردہ اوکھاڑ دیکھو اگر اشتباہ ہو

خالی ہے بے نیازیِ معشوق ہی کہین
یوسف کو قعر ہی نہ زلیخا کی چاہ ہو

حسرت جنابِ داغ کا یہ فیضِ خاص ہی
یون ورنہ شاعرون مین تری واہ واہ ہو

نہ خوف اونکو نہ شکوہ آسمان کو
الٰہی کیا ہوا اپنی فغان کو

مٹاؤن کسکو آہِ نیم شب سے
عدو کو پاسبان کو آسمان کو

ہجومِ بیخودی سے کوئی کہدو
ہماری بندگی تاب و توان کو

جو پہنچے پاس اونکے کیا کہینگے
دعائین دیچکے سب پاسبان کو

نہ پایا حشر تک بھی کھوج ہمنے
بہت ڈھونڈا کیے اپنے نشان کو

تسلی گو بظاہر ہوگئی ہے
مٹاؤن کس طرح دردِ نہان کو

بھلا رکھا ہی کیا کعبہ مین حسرت
نہ چھوڑو سجدۂ کوئے بتان کو

اپنے بالون مین وہی طرز نکالی وسنو / جب سے دیکھا ہے ستمگر نے پریشان مجھکو

جرم الفت مین تری آج ہوا ہون جو اسیر / کم نہین گوشۂ فردوس سے زندان مجھکو

ضعف سے اُٹھ نہین سکتے ہین مرے دست جنون / تنگ کرتا ہے بہت اپنا گریبان مجھکو

بے سکونی ہے مری اتنا بھی نہین پاس مرے / اپنے مرنے کا بھی ملتا نہین سامان مجھکو

اور بھی زخم جگر پر یہ نمک ریزی ہے / دور سے تم جو دکھاتے ہو نمکدان مجھکو

باغ فردوس مین کیون لیکے اجل آتی ہے / مجھے جانا تھا سوئے کوچۂ جانان مجھکو

ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکھو / در اغیار پہ کرتا ہے نگہبان مجھکو

وصل کی رات ہی بیٹھے دعا مانگی تھی / موت آجائے الٰہی شب ہجران مجھکو

سامنے میرے وہ کرتے ہین عدو کی تعریف / یہ تو سننے کی نہین تاب مری جان مجھکو

ماہ و خورشید کے مانند مجھے چکر سے ہے / ٹھہرنے دیتی نہین گردش دوران مجھکو

پھر حرم مین نہین جانے کی تمنا حسرت
سر جھکانے کو ہی کافی در جانان مجھکو

حسرتین منتظر ہین آنے کو / دل ہی ملتا نہین لگانے کو

کھیل سمجھے تھے دل لگانے کو / اب وہ بھولے مرے بنانے کو

بیٹھ کر سامنے میرے / وہ چلے غیر کے ستانے کو

قصہ پڑ گیا زمانے مین / غم ہی ملتا نہین ہے کھانے کو

جو کبھی عیش مین گذارا تھا / یاد کرتے ہین اوس زمانے کو

یہی دلچسپ داستان ہے ایک / سن تو لیجے مرے فسانے کو

میری شامت نہین جو منع کرون — اونکو دشمن کے ساتھہ جانے کو

تمپہ کھلجائیگا عدو کا حال — تیغ کھینچو تو آزمانے کو

کچھہ ستانا نہین ہے مدّ نظر — آئے ہین پھر آزمانے کو

ہے جفاؤنکی آرزو ہمکو — تم کدھر جاتے ہو ستانے کو

لین برائی نہ آپ اپنے سر — چرخ کچھہ کم نہین ستانے کو

جس پہ گذری ہو یہ وہی جانے — مجھسے پوچھو مرے فسانے کو

آہی رہتی ہین میرے دل مین — حسرتین ڈھونڈکر ٹہکانے کو

دل تمنا کا ہوگیا مسکن — تھمتی ہے یاس آنے کو

شکور رہتے ہو جس جگہہ حسرت
ہم بھی دیکھہ آئے اوس ٹہکانے کو

یہ دل مین اب سمائی لکھنی اگر غزل ہو — سچی ہون ساری باتین مضمون بے خلل ہو

گذرا ہو جو قصہ سچی ہو سب کہانی — مضمون ہو جو اوسمین اپنی ہی برمحل ہو

یہ بات یاد رکھے انسان اس جہانمین — جو کام آچکا ہو ہرگز نہ اوسکو کل ہو

کہتا ہے یہ زمانہ انسان دل مین سوچے — نکلے جو بات منہ سے ہر موقع و محل ہو

جھوٹی ہین سب امیدین یہ کہہ رہی ہے حالت — جو آج ہوسکا ہے تمسے نہ کام کل ہو

واعظ کی باتین سنکر افسوس مجھکو آیا — کیا اوس سے کام نکلے جو آپ پر دغل ہو

مشکل ہوئی ہے آسان تدبیر لین سوچی — اب وہ کام کرنا جو آپ برمحل ہو

ساقی ہی پینے شب کو اک جام مے جو مانگا
وہ ہنس کے مجھ سے بولا کیا ایسے آجکل ہو

حالی کا تو مقالا ہم مستند سمجھ لیں
مقبول داغ اپنی اب کے اگر غزل ہو

تدبیر کوئی ایسی حسرت مجھے بتاؤ
دنیا بھی ہاتھ آئے دین میں نہ کچھ خلل ہو

جذبۂ دل کی مرے تاثیر الٹی ہو تو ہو
سیدہی قسمت چاہیے تدبیر الٹی ہو تو ہو

چارہ گر سمجھا نہیں اوندہی ہے کچھ قسمت مری
راس مجھکو ہاں تری تدبیر الٹی ہو تو ہو

ناصحا سیدھی مری باتیں ہیں تو سمجھا نہیں
ہاں مگر کچھ تیری ہی تقریر الٹی ہو تو ہو

لطف تو یہ ہے کہ واں تو بیگناہی جرم ہے
بے خطاؤں کو کوئی تعزیر الٹی ہو تو ہو

سخت جاں میں تو نہیں ہوں کیوں نہیں کٹتا گلا
کچھ مگر قاتل تری شمشیر الٹی ہو تو ہو

وصل کی تدبیر انکے اور تو ممکن نہیں
غیر کی لیکن کبہی تقدیر الٹی ہو تو ہو

نیکدل بیشک ہے وہ اسکی نہیں ہرگز خطا
میری ہی قسمت کی کچھ تحریر الٹی ہو تو ہو

اضطراب دل ترا انکو اثر ہوتا نہیں
تیری اس جلدی میں ہاں تاخیر الٹی ہو تو ہو

ساتھ سوتے انکو دیکھا یہ مگر دشوار ہے
ہاں ہماری خواب کی تعبیر الٹی ہو تو ہو

وہ اگر آبھی گئے تو بھی سنبھلنا ہے محال
اور کچھ حالت مری تغییر الٹی ہو تو ہو

غیر کی محفل میں جاؤ اور تمہیں عزت ملے
اسکے بدلے میں مگر تحقیر الٹی ہو تو ہو

ڈھنگ حسرت کے یہی ہیں تو ہے آزادی محال
پاؤں میں وحشی کے اب زنجیر الٹی ہو تو ہو

ردیف ہای ہوز

جو دل تمام عمر رہا تھا جگر کے ساتھ
آنکھوں سے بہہ رہا ہے برابر نظر کے ساتھ

منظور چھیڑ ہے مجھے زخم جگر کے ساتھ
نشتر بھی ہو ضرور مرے چارہ گر کے ساتھ

پرجوش یاس حسرت و اندوہ و درد ہے
کیا بے خبر ہوئے ہیں کسی کی خبر کے ساتھ

شور و فغان و نالہ و فریاد شام وصل
آتے ہیں خوب یاد خیال سحر کے ساتھ

غافل ہوئے ہیں آفت و آزار ظلم سے
الفت کا پھر خیال ہے اوس بدگہر کے ساتھ

پر خیال دعوت مژگان کا حوصلہ
اجزائے دل شریک ہیں لخت جگر کے ساتھ

حسرت یہ اضطراب نے مجھکو کیا خراب
پہنچا ہوں کوی یار میں پیغام بر کے ساتھ

شکوہ ہے پیچ پیچ ستم [illegible] کے ساتھ
ہنستے ہی اک کلام میں جور و جفا کے ساتھ

انکھیان تو قتل میں دیکھو قضا کے ساتھ
خنجر بھی وہ لگاتے ہیں تو کس ادا کے ساتھ

[illegible] چھپا [illegible] تری زلف دوتا کے ساتھ
افسوس دل گیا مرا کالی بلا کے ساتھ

[illegible] تری [illegible] کی بعد مرگ
تنکے کی طرح لاش اڑی ہے ہوا کے ساتھ

[illegible] خیال کبھی پاک دین کو
برباد دل گیا نفس [illegible] کے ساتھ

[illegible] آج فتنہ [illegible] خرام ہے
جاتی ہے جان ہاتھ سے آواز پا کے ساتھ

[illegible] سے بخت سیاہ کے
کرتا ہے ہمسری تری زلف دوتا کے ساتھ

حسرت کے لے گیا ہے جو عقل و حواس و ہوش

مٹتا نہیں مٹائے سے ظالم غضب یہ ہی — دل کے تری شباب سے اللہ کی پناہ

کہنا کسی کا مانو شبِ وصل بار بار
حسرت تمہارے پیار سے اللہ کی پناہ

ردیف الیاء

ایک مدت سے خیالِ روئے جاناں دل میں ہے — عمر گذری پر یہی مہرِ درخشاں دل میں ہے

پھر وہی سودا وہی آشفتگی ہے سو بسو — پھر خیالِ طرۂ طرارِ جاناں دل میں ہے

آسمان دشمن عدو تقدیر اوس سے وہ خفا — آہ میں کس سے کہوں جو رنجِ پنہاں دل میں ہے

کھینچلی تصویر اوسکی کیا ہماری جذب نے — جو کہ پنہاں آنکھ سے ہے وہ نمایاں دل میں ہے

پھر شکستِ توبہ کے دن آئے پھر آئی بہار — پھر کسی کافر سے ملجانے کا ارمان دل میں ہے

پھر ہوا مجروح چشمِ مہوشاں بے خودی — پھر خلش افگن کسی کا تیرِ مژگاں دل میں ہے

اشتیاقِ آمدِ وصلِ خیالی کیا کہوں — ایک مدت سے کوئی کافر تو مہمان دل میں ہے

بدگمانی کا برا ہو آچکا ونکو یقین — زخم تو ظاہر نہیں ہے داغِ پنہاں دل میں ہے

آمدِ فصلِ بہاری انقلابِ طبع ہے — ہائے اگلا سا وہی وحشت کا ساماں دل میں ہے

چارہ گر مشکل ہوا کیوں چاکِ دل کا التیام — کیا رگِ جاں کے عوض تارِ گریباں دل میں ہے

اضطرابی و پریشانی میں حسرت آجکل
جیب میں تارِ نفس تارِ گریباں دل میں ہے

قیامت ہے وہی پر قہر ہے جو دل سے ملتا ہے — مری جان سچ ہے تم ہو دل بڑی مشکل سے ملتا ہے

ہم چھیڑ سے پوچھیں کہ کہو حال ہے کیسا
الفت جو تجھے چور شمائل ہو کسی کی

یہ بھی ہے پتا فقط خوبیِ تقدیر کی یا نہیں
مر جائے کوئی آرزوے وصل حاصل ہو کسی کی

پھر کیوں وہ شب و روز چھپائے رہیں منہ کو
صورت ہی اگر دیکھنے قابل ہو کسی کی

وہ کونسا فتنہ ہے جو اٹھتا نہیں اسمیں
کیونکر نہ فزوں حشر سے محفل ہو کسی کی

جاتا نہیں جو ہو کے وہ آزار یہی ہے
الفت نہ تجھے حسرتِ مائل ہو کسی کی

کب تک خیالِ نقشِ کفِ پا کرے کوئی
سر کو رہیں کوچۂ اعدا کرے کوئی

دل ہی نہیں تو خواہشِ بیجا سے کیا حصول
اسکو مٹا کے خاک تمنا کرے کوئی

اندازِ حسن و عشق کا ایسا مزا ملا
دینے کا دل کو خوب تقاضا کرے کوئی

یہاں بیخودیِ شوق وہاں ضبطِ راز ہو
رسوا ہی ہو چکے تو نہ رسوا کرے کوئی

دل چاہتا ہے پھر پسِ دیوار ہو کوئی
پھر دور سے کسیکو اشارا کرے کوئی

کرتے ہیں وہ نیم طعن مگر یہی خوف ہے
کل کو نہ میری بات کا شکوا کرے کوئی

یہ کہہ رہی ہے اونکی نزاکت دمِ خرام
آنکھوں کا رہگذر میں بچھونا کرے کوئی

حسرت کو سب قبول ہے جو اوسپہ آ بنے
پر وصل کا کسی سے اجارا کرے کوئی

نہیں ہے موت جو فرقت میں نیمجان کے لیے
خدا سے نزع کو ہچکیاں جا رہی یہ گمان کے لیے

نہیں ہے حشر کہ ہم کوئی آسمان کے لیے
کہاں سے لائے اثر پھر کوئی فغان کے لیے

ہم ایک عمر سے جیتے ہین اس توقع پر | امید دلکو ہی روزِ جزا کے آنے کی

بگڑ نہ جائے کہین موت کا ای حسرت
خبر ہی نزع مین اوس بیوفا کے آنے کی

بے سبب زخم مری دل کے نہ خندان ہونگے | ساتھہ وہ اپنے لئے آج نمکدان ہونگے
ہم یہان حسرت دیدار مین گریان ہونگے | غیر کے ساتھہ وہان وصل کے سامان ہونگے
چار دن کے لئے غیرون سے ہوئی ہے الفت | ہم وہی ہونگے وہی عیش کے سامان ہونگے
حشر مین آئیگی ساتھہ اونکے اگر فوج ادا | میری ہمراہ بھی لاکھون کے ارمان ہونگے
مژدہ ای جوشِ جنون آئیگی پھر فصلِ بہار | وہی ہم ہونگے وہی کوہ و بیابان ہونگے
گر یہی شوق ہے بے پردہ دری کا ہوگا | سیکڑون میری طرح چاک گریبان ہونگے
ظاہرا تم محبت سے تنفر ہے اونہین | دل مین کیا کیا نہ مری چاہ کے ارمان ہونگے
جذبۂ دل نے مری کچھہ جو دکھائی تاثیر | اونکے گیسو بھی مری طرح پریشان ہونگے
یہ وہ آفت ہے کہ جائیگی نہ بالا بالا | ہم بھی اکدن ہدفِ ناوکِ مژگان ہونگے

آئینگے قبر مین کیا کیا نہ مزے ای حسرت
وہ روانہ جو سوئے گورِ غریبان ہونگے

اوس نے میت پہ آہ و زاری کی | رہ گئی بات جان نثاری کی
دیکھکر اوس نے آہ و زاری کی | مل گئی داد بیقراری کی

اوسکی فرقت مین یہ حساب رہا
رات بھر بیٹھے دم شماری کی

خواب مین سنگدل کو تڑپایا
ہے یہ تاثیر بیقراری کی

کرنہ واعظ بیان زلف حور
چھائی جاتی ہے دلپہ تاریکی

میری اولٹی کرین خوشامد وہ
شان ہے یہ جناب باری کی

خوشنمائی کرے کمر مین تری
طبع حسرت مین ہے وہ باریکی

پیدا ہوئے ہین ناز و ادا یار کے لئے
پیش نظر جہان ہین اغیار کے لئے

آکر فلک سے حضرت عیسیٰ بھی بارہا
کیا کیا نہ کر گئے تری بیمار کے لئے

مقتل مین دیکھتا ہے عبث تو ادھر ادھر
حاضر ہے سر مرا تری تلوار کے لئے

بے وجہ احتراز تو پیدا نہین ہوا
کچھ بات بھی ضرور ہے انکار کے لئے

ہے عید وصل مین بھی تمھاری نہین نہین
آئیگا وقت کون اقرار کے لئے

نکلی نہ جان زہر بھی کھایا تو کیا ہوا
اب موت بھی نہین ترے بیمار کے لئے

اوسدن سے ہمکو سیف زبان کہتے ہین غیر
بوسے جو تھے ابروئے دلدار کے لئے

قاتل نے قتل کرکے مجھے ناز سے کہا
ایسی سزا ہوا کیے گنہگار کے لئے

رشک رقیب بھی خلش یاد یار بھی
کیا کیا مصیبتین ہین دل زار کے لئے

تسبیح سے غرض ہے نہ زنار سے غرض
گردن ہے میری خنجر خونخوار کے لئے

حسرت عدم کو دونون برابر چلے گئے

ہر ایک راہ کافر و دیندار کے لئے

چلا آیا ہے تو ناصح کہان سے
خدا کیواسطے اوٹھ جا یہان سے

نرالی ہی ادائی دلستانی
تری دینے کو دل لاؤن کہان سے

کہانتک صبر کی بہی انتہا ہے
کلیجہ جل گیا ضبط فغان سے

دکہادی عرصۂ محشر ہی مجکو
بہت ہون تنگ ای وحشت یہان سے

یونہین ہی ہنوز میری آزمائش
بڑہیگی بدگمانی امتحان سے

مژہ کیونکر اوٹہائے چشم بیمار
نہین اوٹہتا ہی تنکا ناتوان سے

جہان کہا قدم یہ سر پہ دیکہا
کہان مین جاؤن چہپکر آسمان سے

کریگا قتل مجکو کس خطا پر
کوئی پوچہو تو جا کر بدگمان سے

غلط ہی اوسنے جو لکہا ہی قاصد
ہوا ظاہر تجہی تیرے بیان سے

مبارک ہو یہ گلشن تجکو صیاد
اوڑی جاتے ہین ہم تو آشیان سے

کسی مین بہی نہین حسرت مروت
وفا کیا اوٹھ گئی سارے جہان سے

جب تیری بزم ناز مین اغیار آگئے
غیرت سی ہم زمین کے اندر سما گئے

کہتے ہین لوگ انکو کدورت نہین رہی
پہر کیون ہماری خاک کو آکر اوڑا گئے

چہوڑا انہون نے شکوۂ پنہان کے بعد ظلم
شاید کہ میری طرز سخن کو وہ پا گئے

آیا ہی دل لگی مین بیان رقیب بہی
آخر ہنسی ہنسی مین وہ مجکو رلا گئے

دل مین بھرا ہوا تھا قیامت کا جو غبار — ہو دل کی چھینٹے جو برسے وہ دن مین بہا گئے

تنہا مبتلای رنج و مصیبت دل حزین — ناصح تم اور آکے مری جان کہا گئے

پیری چلی گئی کچھ بھی نہ حسرت جناب کی
لیکر وہ تیغ ہاتھ مین جسوقت آ گئے

یہ شکل ہے جناب مشیخت مآب کی — چھٹتی نہین ہے ہاتھ سے بوتل شراب کی

تاثیر ہو چلی ہے انہین اضطراب کی — نکلیگی آرزو دل خانہ خراب کی

بل پڑ گئے جو آپ مری عرض حال پر — یہ بھی تھی کوئی بات بھلا پیچ و تاب کی

بہتر یہی ہے آپ کچھ اپنا کرین علاج — حالت بری ہے ناصح مشفق جناب کی

رکھی تھی بیٹھے یہ کسی دامن کیواسطے — باد صبا نے کیون مری مٹی خراب کی

آتا ہے جب نظر کوئی محبوب دلفریب — پیری مین یاد آتی ہین باتین شباب کی

دامن ابھی تو ہاتھ مین آیا ہے تو سہی — مین دھجیان اڑاؤن تمہاری نقاب کی

اچھا ہوا جو سینہ سے تیر ہی نکل گیا — یہ ہی سزا تھی اس دل خانہ خراب کی

رکھنا سنبھل کے ہاتھ دل بیقرار پر — صورت بدل گئی ہے مری اضطراب کی

حسرت ابھی تو اور پئے جاؤ بیدھڑک
کرو دن سے تمکو چاٹ لگی ہے شراب کی

جان و دل لیکے آشنائی کی — کوئی پوچھے تو کیا برائی کی

اب وہ آتے ہین ای دل مضطر — ٹل گئی ہے گھڑی جدائی کی

حالتِ نزع میں آئے تم — مرتے دم تک بھی بیوفائی کی
اٹھے آتے ہی وہ پھر گئے الٹے — طالعِ بد نے نارسائی کی
غیر کا ساتھ تم نہ چھوڑو گے — جھوٹ قسمیں ہیں پارسائی کی
قابلِ ترک ہے ستم آرا — روز کی بات کج ادائی کی

آج تم میکدے سے چلو حسرت
چھوڑ دو طرز پارسائی کی

زباں پر آبلے پڑ جائیں گر حالت بیاں کیجے — الٰہی کس طرح سے چارۂ سوزِ نہاں کیجے
بیاں کرتا ہوں حالِ دل تو مجھکو روکتے ہیں — اجازت چاہتا ہوں تو کہتے ہیں بیاں کیجے
نہ ہمکو تابِ کہنے کی نہ اونکو تاب سننے کی — یہ حالت دونوں جانب ہے تو کیا مطلب بیاں کیجے
وہاں دونا بڑہا سودا یہ ہم تدبیر سوچے تھے — ذرا تسکین ہو گی چلکے سیرِ بوستاں کیجے

بشر ہیں کوئی پتھر تو نہیں کیوں چپ رہیں حسرت
سنے جو بدزبانی آپکی اوس سے زباں کیجے

مر گیا ہوں سرمۂ تسخیر سے — خاک میری کم نہیں اکسیر سے
حالِ دل کہتا کسی تدبیر سے — پیش کچھ چلتی نہیں تقدیر سے
آپکو بھی کیا وہ ظالم مل گیا — ناصحا پھرتے ہو کیوں دلگیر سے
اوس لبِ جاں بخش نے مارا مجھے — اب شفا ممکن نہیں اکسیر سے
کیا چمک ہے آپکے رخسار میں — ماہ شرمندہ ہوا تنویر سے

کچھ نہین حاصل بجز تذلیل کے
دوستی اچھی نہین بے پیر سے

کھل پڑا تھا اونکی خاموشی سے حسن
چپ ہوا ہون شوخیِ تقریر سے

مجکو بھی کاٹ لون مین دیگا
دیکھ گیا ہی ہاتھہ گر شمشیر سے

ہر اشارے مین ہی اونکی نوک جھونک
چبھتی ہین میرے دل مین تیر سے

آپ رو بیٹھین گے حسرت جان کو
باز آؤ الفتِ بے پیر سے

تصویر خاک آئے نظر جلوہ گاہ کی
آنکھوں مین بھر گئی ہی مرے گرد راہ کی

ڈرتے ہین دیکھ دیکھ کے ابر سیاہ کو
اچھی ہوا بند ہی مری بختِ سیاہ کی

یان سوزِ نارِ ہجر عذاب الیم ہے
گر آتشِ جحیم سزا ہی گناہ کی

بے مہر و بے وفا و ستمگر بلا سی وہ ہو
ایسے سے کیا امید بھلا ہو نباہ کی

ہی اپنی چشمِ شوق کو دستِ مژہ کا کام
چھانی ہی کتنی خاک تری جلوہ گاہ کی

ہر لحظہ رنجشین ہین تو ہر دم عداوتین
صورت رہی ہی کونسی اونسے نباہ کی

ہم رنگ ہو چلا کسی زلفِ سیاہ سے
تقدیر دیکھنا مرے بختِ سیاہ کی

ملجائینگی ہزار تمنائین خاک مین
گر سوئے غیر ایک ہی تمنے نگاہ کی

ایسے نہین بگاڑ سے جس مین صلح ہو
صورت بنائی ہی نہ صورت نباہ کی

لین اوسنے شوخیون سے مرے دل مین چٹکیان
آواز وصل مین ہی رہی آہ آہ کی

اسکے سوا بہشت مین ہی کیا دھرا ہوا
تصویر کھنچ گئی ہی تری جلوہ گاہ کی

کیا جانے رنگ گردشِ لیل و نہار کا
حسرت کو کیا تمیز سفید و سیاہ کی

نغمہ دلکش ہے یہ یا دل کے بس مین شور ہے
مثلِ تارِ ارغنون ہر اک نفس مین شور ہے

وہ ہوے ہر ہم فغان نیم شب بے سبب
کسکو قابو آہ پر ہے کسکے بس مین شور ہے

کان رکھکر چپکے چپکے سنتی ہین وہ وقتِ ذبح
مرحبا کا ہیری ہر تارِ نفس مین شور ہے

حسن ایسا اور پہر چرچا ہو چلکر سنو
کسکا غوغا بیس مین ہے کسکا دس مین شور ہے

شکوہ بیرحمیِ صیاد سے بیجا ہے اگر
کیون اسیرانِ چمن کا پہر قفس مین شور ہے

فصلِ گل کیا آئی ہے گویا قیامت آئی ہے
خوب ہوا انکا حسرت اس برس مین شور ہے

ان سے کچھ کہنا زبانی اور ہے
یہ امیدِ زندگانی اور ہے

ہمکو ہوتی کسطرح سمجھا ہی کیا
اسکو واقفِ لن ترانی اور ہے

پہر دلِ وحشی کو سودا ہو گیا
کیا کوئی آفت اٹھانی اور ہے

جذبِ دل پہر وس سے آنکھین چار ہون
اسکے الفت آزمانی اور ہے

بے تکلف آزماؤ تیغ تم
کیا کبہی پہر موت آنی اور ہے

غیر جسکو ظلم کہتے ہین مگر
وہ نگاہِ مہربانی اور ہے

بعدِ مردن ہے تلاشِ قبر کیون
کیا کہین کچھ بدگمانی اور ہے

گالیان کہانے مین آتا ہے مزا
آپکی یہ بدزبانی اور ہے

سینہ سمجھو آہِ آتش زای دل
برق کی شعلہ فشانی اور ہے

کھولدیجے طرۂ عنبر فشان
گر بلا سر میری لائی اور ہے

یونہو کر لیجیے مضمون شعر سب
پر ہماری خوش بیانی اور ہے

تا عدم لو حسرت کشتۂ گیسوئے یار کو
گر ہو ادب کی کہانی اور ہے

غیرت کشتہ نہین ہماری تیری تقدیر سے
اپنا ہم بھی کم نہین ہین گر وہ ہم شہید تیر سے

آپکو پالا پڑا ہی اوس بت بے پیر سے
حضرت ناصح عیان ہی آپکی تقریر سے

یہ تو ظاہر ہی کہ وہ لکھتا نہین خط کا جواب
کیا کرون دل بار آتا ہی نہین تحریر سے

تنگ ہون ای جوشِ وحشت کیا کرون جاؤن کہان
کم نہین صحرا بھی مجھکو خانۂ زنجیر سے

کیا لکھے ہین میری ہی قسمت مین سب ظلم و ستم
کوئی پوچھے تو یہ جا کر کاتب تقدیر سے

جب کبھی وہ بات کرتا ہی تو کہلجاتے ہین آپ
کسقدر ہوتی ہی فرحت غیر کی تقریر سے

حضرتِ یوسف کی کیا کیا ہوگئی ہسکی شبیہ
جب ملایا اوسکو ہمنے آپکی تصویر سے

ہی سوال بوسہ اتنک لے لیا ہی ہمنے کیا
دیتے ہو تعزیر مجھکو بیشتر تقصیر سے

لو مبارک ہو کہ اب غیرون سے الفت ہوگئی
مجھکو ثابت ہوگیا ہے آپکی تقریر سے

لاکہہ ہو دنیا مین چل چل ہی ہی ہمکو یقین
کچھ نہین ہوتا ہماری آہ کی تاثیر سے

کس طرح ہووے بت بے مہر سے میرا وصال
میری قسمت کیا ملیگی غیر کی تقدیر سے

چارہ گر کو کیا ہوا سودا سے کرتا ہی قید
کب بھلا نکلے گی وحشت خانۂ زنجیر سے

شکر کی جا ہی ہوا میری محبت کا اثر
اونکو وحشت ہو چلی ہی نالۂ شبگیر سے

جسقدر کھچتا ہی نقشا اوسقدر کھچتا ہی دل
ہوش اوڑ جاتے ہین مصور کے تری تصویر سے

میری رسوائی و بدنامی و ذلت کے سوا
تجھکو کیا حاصل ہوا ہی غیر کی توقیر سے

مہربان رہتا ہی تجھپر وہ بت نامہربان
میری قسمت کیا ملی حسرت تری تقدیر سے

یان صبر و وفا وان ستم و جور و جفا ہی
سچ ہی کہ محبت کا نتیجہ ہی برا ہی

کیا رنجش و آزردگی غیر کا شکوہ
مجھسے تو مرا دل ہی مرا دم بھی خفا ہی

منظور نہین قتل تو مین زہر سی مر جاؤن
سفاک بتا تو ہی مرضی تری کیا ہی

پیارا ہو جسے چاہو کہ رہے دلکی تو بات اور
کیون عیب ہی کیا ہم مین ہنر غیر مین کیا ہی

خال لب جان بخش کا بوسہ مجھے دیجے
حق مین دل بیمار کے یہ حب شفا ہی

دیکھین گے نہ وہ خواب مین بھی اہل قیامت
فتنہ جو ترے عشق کا دنیا مین بپا ہی

حسرت نے کہا میر انہ آغاز مین مانا
پہلے ہی مین اس عشق کو کہتا تہا برا ہی

نالہای تپش دل سے جلا کر اوٹھے
غیر کی بزم مین ہم آگ لگا کر اوٹھے

وہ بھی تنگ آ گئے یون بزم مین جمکر بیٹھے
بزم اغیار سی ہم اونکو اوٹھا کر اوٹھے

بزم اغیار مین میرا نہ کیا کچھ بھی خیال
ہاتھ سے آپ جو دامن کو چھڑا کر اوٹھے

وصل کی رات ہی کل مجھپہ قیامت گذری
آنے پائے ہی تھے پاس کہ اکتا کر اوٹھے

آتی نہین ہی ضعف سی لبتک بھی دیکھیے
حالت بہت ردی ہی مری جانِ زار کی

آئے ہین جب بگڑکے وہ دشمن کے پاس سے
کیا کیا بن آئی ہے دلِ امیدوار کی

گھر دل مین کرلیا ہی مرے اضطراب نے
بگڑی ہی بات صبر و شکیب و قرار کی

آئے نہ آئے کچھ بھی شکایت نہین ہے مجھے
عادت ٹھہر گئی ہے یہ غفلت شعار کی

بیٹھے بٹھائے آپ ہی پسنے لگا ہی دل
کیون یاد آگئی مجھے رفتار یار کی

لپٹی نہین ہی آپکے دامن سے بے سبب
بیشک یہ خاک ہی کسی امیدوار کی

جاتا ہی کوے غیر مین اوس بیوفا کے ساتھ
مٹی خراب ہے مرے مشت غبار کی

اوسکے خرام ناز نے محشر بپا کیا
امید ہو چلی مجھے روز شمار کی

اوس فتنہ گر کے جور و ستم کی ہی یادگار
تحریر دیکھنا مرے لوحِ مزار کی

واعظ سنا ہی آپنے حسرت کا حال کچھ
حالت بہت خراب ہی اوس دیندار کی

بیٹھا ہی میکدہ مین وہ مسجد کو چھوڑ کر
یہ انقلاب شان ہے پروردگار کی

اک مہ جبین کی یاد مین بالکل ہوا چکا
وحشت رہی نہ پرسش روز شمار کی

گر چند روز اور یہی حالت یہی رہی
توخیر دیکھتی نہین اوس بیقرار کی

تمنای دل چاک بیدر ہوگئی
وہ صورت جو پیش نظر ہوگئی

نگاہ ترحم ادھر ہوگئی
تمنای سوز جگر ہوگئی

متنفر ہوا اونکو غیرون سے کیون
کسی کی فغان کارگر ہوگئی

وہ گھبرا کے بولے شب ماہ مین — سحر ہوگئی بس سحر ہوگئی
زمین سے نکل آئی گھبرا کے خلق — وہ رفتار محشر اثر ہوگئی
طبیعت کا بھی کچھ عجب حال ہی — جدھر ہوگئی یہ ادھر ہوگئی

تمنائے وصل و خیالات غیر
یہ حسرت کو فکر دگر ہوگئی

کیا رنگ انقلاب تمہاری نظر مین ہی — دل مین کبھی جگر ہی کبھی دل جگر مین ہی
وحشت کہین گئی ہی ہی مجنون عشق کی — سودا نئی طرح کا سر چارہ گر مین ہی
نظارگی سے پوچھیے اوسکا فروغ حسن — صد جلوہ ریز نور تجلی نظر مین ہی
بس ای ہجوم یاس نہ لجائے خاک مین — کچھ جلوۂ اثر جو فغان سحر مین ہی
مہتاب چھٹ گئی مری منہ پر شب وصال — چہرہ سفید شام سے فکر سحر مین ہی
افغان ہی ایک بات لب ہرزہ سنج کو — دل مبتلای درد و امید اثر مین ہی
چپلے کوئی دن مین نہ رکھیگا رشک عشق — باہم جو آشتی مری دل مین جگر مین ہی
ہر نقش پا کے ساتھ ہین آنکھین لگی ہوئی — نور نظر کا فرش تری رہگذر مین ہی

رکھتا نہین سہیم و عدیل اپنا آج کل
حسرت بھی فرد اہل کمال و ہنر مین ہی

نہین بے سبب لین آئے ہوئے — کسی کے ہین پیکان لگائے ہوئے
نگاہون سے مجھکو گرائے ہوئے — وہ جاتے ہین فتنہ اوٹھائے ہوئے

وہ رکتے[?] ہیں کب سے پھنسائی ہوئے
جو پیوند ہیں تیر لگائی ہوئے

یہ کیا پوچھتے ہو کیا کس نے ظلم
تمہارے ہی ہیں ہم ستائی ہوئے

نکلتے ہیں گھر سے پور شب وصل ہی
جوانیاں ہیں لیں سمائی ہوئے

کسی نے چرایا ہے اونکا ہی دل
وہ آتے ہیں آنکھیں چرائی ہوئے

یہ کرتے ہیں شکایت کا شکوہ مگر
کسی کے ہیں تم ہی سکھائی ہوئے

لگائیں وہ تلوار حاضر ہیں ہم
کہ بیٹھے ہیں گردن جھکائی ہوئے

کہیں اونکی حسرت سے ان بن ہوئی
جو بیٹھے ہیں وہ منہ بنائے ہوئے

کرم کیسی ہے کہانی میری
دیکھ تو شعلہ فشانی میری

بھول جانا ہے یاد اوسے
کوئی لیجائے نشانی میری

ہے تمنائے ستائش کسکو
خوب سے ہیچمدانی میری

قصۂ نالۂ شبگیر نہ پوچھ
رات بھر کی ہے کہانی میری

برق جستہ ہے مرا رنگ بہار
رنگ رفتہ ہے جوانی میری

دل میں صد جوش فغاں رکھتا ہوں
شور محشر ہے نشانی میری

میں وہ وحشی ہوں کہ تا قید حیات
سوت[?] کرتی ہے پشبانی[?] میری

قول حسرت ہے بقول غالب
ننگ پیری ہے جوانی میری

بھری ہی آتشِ داغِ درونی سے داستان میری
برنگِ شمع جو آتش دیدہ ہی گویا زبان میری

عجب یہ شہر ناپرسان ہی کس سے داد چاہون مین
دیارِ حسن مین سنتا نہین کوئی فغان میری

بجز اسکے کوئی قصہ زمانے مین نہ رائج ہو
حکایت یاد کر لے تو اگر ہی قصہ خوان میری

تمتع دولتِ دیدار سے کس طرح حاصل ہو
ابھی مشکل ہی آسان تو جو سن لے پاسبان میری

ہماہی بختِ دل بھی سرنگون قسمت جو اولٹی ہی
برنگِ کاسۂ واژون ہی چشم خون فشان میری

مجھے مارا ہی طرزِ شرم و اندازِ تغافل نے
نہ ظاہر ہو عدم تک جو حقیقت ہو نہان میری

عدو کا دل بھی ظالم کیا ہی سنگِ آستان تیرا
یہان عاجز جبین میری وہان عاجز فغان میری

اوڑینگے ہوش تیر اور کٹ جائینگے سب دشمن
چلیگی تیغ بن بن کر قیامت کو زبان میری

قیامت مین عدو کی ہو شکایت خاک ای حسرت
نہ دل میرا نہ وہ میرا نہ جانِ ناتوان میری

غیر کی اون سے لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی
اپنے طالع کی رسائی ہوتے ہوتے رہ گئی

دیکھتے ہی حشر مین ظالم نے کچھ پرچا لیا
دادخواہون کی دہائی ہوتے ہوتے رہ گئی

مار ڈالا تھا مجھے اتنے مین عیسی آ گئے
ان بتون کی بھی خدائی ہوتے ہوتے رہ گئی

کر دیا ٹھنڈا مجھے جلدی سے آبِ تیغ نے
پاے قاتل تک رسائی ہوتے ہوتے رہ گئی

تیغ نے آسان کی مشکل مری ہنگامِ ذبح
آج اونکی شل کلائی ہوتے ہوتے رہ گئی

قم باذنی کہتے کہتے لب ہلا کر رہ گئے
آپکی معجز نمائی ہوتے ہوتے رہ گئی

بیکسی پر میری کیون رحم آگیا جلاد کو
آج خنجر آزمائی ہوتے ہوتے رہ گئی

کوی دشمن کی طرف وہ جاتی جاتی پھر پڑے
اونسے ظاہر بیوفائی ہوتے ہوتے رہگئی

تجھ دیکھو وہ آج آکر تمسے حسرت مل گئے
ورنہ کل تو جگ ہنسائی ہوتے ہوتے رہگئی

تنگ آیا ہون فراق یار سے
موت آئے کاش اس آزار سے

رحم آیا کچھ نہ تجھکو ہائے ہائے
کاٹ لی گردن مری تلوار سے

دل گیا اپنا سا تیری چشم نے
دوستی اچھی نہین بیمار سے

نالہ مظلوم نے تاثیر کی
خون ٹپکا ہی نگاہ یار سے

صاف سُنلو دل نہ دینگے مفت ہم
فائدہ کیا روز کی تکرار سے

حسرت اس موقع مین اچھا ہی ملاپ
ربط اونکا بڑہ چلا اغیار سے

ماہتابی پہ کبھی سیر کو آؤ تو سہی
ماہ کو چرخ پہ حیران بناؤ تو سہی

اپنا اعجاز مسیحا کو دکھاؤ تو سہی
کوئی ٹھوکر مری تربت پہ لگاؤ تو سہی

دیکھ لیتے ہم بھی تو کیسی ہے تمہاری صورت
کبھی چہرے سے نقاب آج اوٹھاؤ تو سہی

ملک الموت سے پھر جانکے جھگڑے دیکھو
شب ہجران مین کبھی بھول کے آؤ تو سہی

سخت جان مجکو سمجھکر نکرو اندیشہ
آزماؤ تو سہے تیغ لگاؤ تو سہی

جیبہ سنا ؤ ان نہ سنین اور ملین تو پوچھین
کیا گذرتی ہے ذرا حال سناؤ تو سہی

ہم نہ کہتے تھے کہ حسرت کو نہ چھیڑو دیکھو

جھینپتے کیوں ہو ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی

تیغ پہ تو نے لگائی مرے قاتل کیسی
تجھکو دیتا ہے دعائین دل بسمل کیسی

دل لگانا کوئی آسان سمجھ رکھا تھا
کیون بنی جان پہ او حور شمائل کیسی

دیکھ لیلی پہ کہین ہو نہ غبار مجنون
خاک صحرا مین اوڑی جانب محمل کیسی

شور و غوغا تھا فقط میری ہی دم تک سارا
آج سنسان رہی آپکی محفل کیسی

زہر کرتا ہی اثر اور نہ زخم خنجر
جان دینی بھی ہوئی ہجر مین مشکل کیسی

عشوہ و ناز پہ اوس شوخ کے جانا ہی تھا
مول لی تو نے مصیبت یہ مرے دل کیسی

کیا کہین بام پہ وہ مہرلقا آیا ہے
آج بگڑی تری صورت مہ کامل کیسی

کون زندان مین نیا آن پھنسا ہی وحشی
آج آتی ہے یہ آواز سلاسل کیسی

شیفتہ جب ہو دل و جان کو تجھپر حسرت
دشمنی اوس سے پھر اے حور شمائل کیسی

چھان ڈالے تری فرقت مین بیابان کتنے
[illegible]

مثل مجنون ہوئے سرگشتہ و حیران کتنے
تیرے وحشی نے کیے چاک گریبان کتنے

تیرے باعث سے ہوئے شہرۂ عالم صاحب
پہلے فرماتے تھے آپکے خواہان کتنے

راتکو ماہ جو پھرتا ہی تو دن کو خورشید
تیرے ہی طالب دیدار ہین حیران کتنے

امتحان آج وہ کرتا ہے یہ دیکھین ہم بھی
کہ ٹھہرتے ہین مقابل سر میدان کتنے

تیر پر تیر نگاہون کے ہمیشہ کھانے
دل کے ناسور ہوئے دیکھ کے پیکان کتنے

چشم کافر وہ دکھائے تو یہ دیکھیں ہم بھی
اہل دیں کتنے رہے منکر ایمان کتنے

کچھ اوسی پر نہیں موقوف صنم خانہ میں
مر گئے مٹ گئے حسرت سے مسلمان کتنے

بیتاب دل ہے اور کلیجہ کباب ہے
سوز و گداز عشق غضب کا عذاب ہے

پھر تیر غم سے دل ہدف اضطراب ہے
پھر خانۂ خیال و تمنا خراب ہے

عشرت کے حال میں نہیں فکر مآل کچھ
سجادۂ نماز بھی رہن شراب ہے

پھر تار اشک شوق بنا رشتۂ حیات
پھر مرہم جراحت دل اضطراب ہے

فرصت کہاں ہے طالع خفتہ سے رات دن
دل کو عبث خیال و تمنائے خواب ہے

پروا نہیں ہمیں وہ تغافل کیا کریں
ناکامیوں سے خوب یہ دل کامیاب ہے

کرتا ہے چاک دامن صبح شب وصال
سچ تو یہ ہے رقیب مرا آفتاب ہے

افکار حور و خلد میں کٹتی ہے روز عمر
زاہد کو ذوق مستی و شوق شراب ہے

سودا ہے دل کو پھر کسی غفلت شعار کا
پھر آرزوئے وصل میں خانہ خراب ہے

بس اے ہجوم یاس سنبھلنے دے کچھ مجھے
نظارۂ خیال رخ بے نقاب ہے

حسرت کی سمت چشم حقارت نہ کیجیے
کیا جانتے نہیں کہ وہ عالی جناب ہے

ابر ہے ساقی ہے گلشن ہے بہار نغمہ ہے
تار بارش آج ہم آہنگ تار نغمہ ہے

صورت دریا ہے آواز ترانہ موج زن
اوس کے ہونٹوں سے رواں کیا جوئبار نغمہ ہے

اوندا اوندا کس طرح انڈا چلا آتا ہے راگ
آسمان کے [illegible] سے پہلا [illegible] نغمہ ہے

چھیڑتا ہی جب اسے تو بولتا ہے اسکا دل
رشتۂ تسبیح زاہد ایک تارِ نغمہ ہے

دل کو نفرت ہو نہ کیونکر اتقا و زہد سے
قلقلِ بادہ ہو اور دستانِ نغمہ ہے

میں دلِ افسردہ نہیں ہوں آپ چھیڑیں نغمہ سہی
جو نفس سینہ میں ہے گویا وہ تارِ نغمہ ہے

ہو گئی مسدود دنیا سے صدا ہی جان نواز
گوش مشتاق اس لحن میں سوگوارِ نغمہ ہے

لحن داودی میں گو اسرارِ حق پہونچتے
گوش سامع ہی مگر اک انتظارِ نغمہ ہے

مدرسہ میں شیخ پر کھلجاتے نکتے جو دقیق
انتہا جو بادہ ہو اور انتظارِ نغمہ ہے

چھیڑتے ہی اسکے دل ہوتا ہے کیا نغمہ سنج
جنبش [illegible] خون سے [illegible] نغمہ ہے

خوش نوازی سے کہ حسرت [illegible]

لب پہ ہیں بادہ ہو دل خواستگارِ نغمہ ہے

ساتھ اغیار کے ہیں وہ تو سفر میں پھرتے
ہم [illegible] تماشا [illegible] ہی گھروں میں پھرتے

خوف مٹ جائیگا ہو جائیگی کم اسکی لچک
کیوں نہیں بادہ کشی کے [illegible] میں پھرتے

حورِ جنت مری آنکھوں میں سماتی ہی نہیں
کس [illegible] کے [illegible] نظر میں پھرتے

رہ گئی چھید کے کلیجہ میں تو کچھ لطف نہیں
[illegible] میں پھرتے

اونکی شوخی سے ذرا چین نہ تھا خواب میں بھی
[illegible] میں پھرتے

چین ملتی ہی نہیں گردشِ افلاک ہمیں
عمر گذری ہے ہماری تو سفر میں پھرتے

جوشِ وحشت نے پریشان بنایا ہمکو
کسکے گیسو کے خیالات میں سر میں پھرتے

طوفِ کعبہ سے ہمین کام نہین اے حسرت
ہمتو زیارت رہے یار کے گہر مین پہرتے

گر مری خون سے تلوار وہ جلاد بھرے
دم ادہی کا ہے یہ ہر دن دلِ ناشاد بھرے

ہین وہ ہون بلبلِ نالان جو کری مجکو اسیر
چشمِ خونبار مری خانۂ صیاد بھرے

ضعف سے اب نہ رہی طاقتِ گویائی بہی
آہ کس طرح ترا عاشقِ ناشاد بھرے

پہر نہ محشر مین رہے حاجتِ محضر مجکو
خون سے میرے اگر دامنِ جلاد بھرے

قصہ لیگا مری کیا دیکھکے یہ حالِ زبون
اشک آنکھون مین تری پہلے ہی شہزاد بھرے

غیرتِ مہر و مہ و برقِ تجلی تو ہے
نور کیونکر تری تصویر مین بہزاد بھرے

کہکشان منہ کو دکہائے کبہی اے حسرت
مانگ مین اپنی جو موتی وہ پریزاد بھرے

خوب دیکھے تری مژگان کے اشارے ہمنے
تیر کیا کیا نہ کلیجے پہ سہارے ہمنے

تجکو معلوم ہے کیا تیری بلا واقف ہو
دن مصیبت کے گذارے سو گذارے ہمنے

کیون یہ کہتے ہو کہ ہم ترکِ جفا کرتے ہین
سب سمجھ رکھے ہین اطوار تمہارے ہمنے

دل کے آتے ہی بلا جان پہ آجاتی ہے
لوگ دیکھے ہین بہت گورکنارے ہمنے

حیف سلجھی نہ کبہی زلفِ پریشان ہے
کام بگڑے ہوئے کس طرح سنوارے ہمنے

آپ نے چنکے دکہائی ہین جبین پر افشان
دن مین نکلے ہوے دیکھے نہین تارے ہمنے

تیر کو پاس بٹہاکر یہ دکہایا تمنے
سر پہ چلتے ہوے دیکھے نہین آرے ہمنے

حشر کے روز خدا سے یہ کہینگے حسرت
خوب عصیان کئے رحمت کے سہارے ہمنے

لے لیجے خبر مریض غم کی
اب دیر نہیں ہوا ایک دم کی

کبتک وہ کرینگے جور بیدل
ہے کوئی تو انتہا ستم کی

یان روز ہی ہے بیقراری
بجلی کی تڑپ ہے ایک دم کی

کعبہ کا خیال دل سے چھوڑا
تصویر ہی سامنے صنم کی

مضمون کمر کا کسنے باندھا
تصویر ہی کھنچگئی عدم کی

سجدے جو کیے در بتان پر
تقدیر ہماری خوب چمکی

ہر روز ہی جا رہے ہین لاکھون
آباد ہے راہ کیا عدم کی

خواہان کبھی لطف کا نہو گا
لذت جسے ملگئی ستم کی

کل تو یہ تھی آج پہ سینہ میں شور حشر
کیا بات ہے آپکی قسم کی

اچھا اٹھو یہ رات سے کے نالے کیا کرے
دل تو تمام کر چکا تھا مر کے پاس آ گئے

لو عرض مختصر پہ ملا ہمکو یہ جواب
بک بک کے تم تو آج مری کان کھا گئے

وہ آکے رات بھر ہی رہے وصل ہی ہوا
تیرے نہ تولے دل پر دعا گئے

ہوش و حواس کب ہین کہ جو دلکو روک لین
دل کیا گیا جہان سے ہم ناصحا گئے

ناصح ہوا یہ عشق کے ہاتھون سے فائدہ
دل کے دیے تو سیکڑوں ارمان آ گئے

برباد کر چلے ہو مجھے تمنے کیا کیا
دل لے گئے ستا گئے دم پر بنا گئے

خالی کہان گئے ترے تیرِ نگاہِ ناز
دل مین اوتر گئے ہین جگر مین سما گئے

شکوہ نہ چرخ کا ہے نہ تقدیر کا گلا
حسرت جنون کے ہاتہ بربلی ہین آ گئے

صدمے بہت فراق مین اونکے اوٹھا چکے
دل کہو چکے ہین جان کو اپنی جلا چکے

مر جائیے یا کہ جان مگر کچھ تو چین ہو
جھگڑا شبِ فراق کا او بے وفا چکے

ہم جانتے تھے جنکو بہت نیک و پارسا
محفل مین اوسکی وہ بھی بہت پی پلا چکے

ہے نے خدا کے نام پہ دل وقف کر دیا
قرضے سے تیرے آج بت بیوفا چکے

وہ عمر وہ شباب وہ عالم نہین رہا
آنے تھے دل مین جسقدر ارمان آ چکے

اب دل مین اور کیا ہی تنا او تو میری جان
دل لے چکے ستا چکے دم پر بنا چکے

وعدہ پہ اونکے دل کو عبث انتظار ہے
اونکو تو بزمِ غیر مین جانا تھا جا چکے

سچ تو یہ ہے کہ اونکو ہے کعبہ سے کیا غرض
نقش قدم پہ تیرے جو سر کو جھکا چکے

کیسی وفا کہ اب تو جفا کو ترس گئے
ایسا کچھ اپنے دل سے ہین وہ بھلا چکے

بھٹکے ہوئے ہین آپ ہی کچھ حضرتِ خضر
گم گشتہ راہِ عشق کو رستہ بتا چکے

دیتے ہین نقد جان و دل اک بوسہ کے عوض
پوری ہم اسکی آج ہین قیمت لگا چکے

آنکھین چرا کے بیٹھے ہین جو بزمِ ناز مین
در پردہ ہین وہی مرے دلکو چرا چکے

ہو گی عدو کی بزم سے فرصت انہین کہان
وہ پہول میری قبر پر آکر چڑہا چکے

یاس سے قحط ہی یا تنگ تو تمناؤن کا — دل مین ارمان نہین ملتا ہی نکلنے کے لیے

پیچھے ہی نہین اور سفت نہ رہیگی دل کو — ایک بوسہ پہ یہ سودا ہی بدلنے کے لیے

درد ہی بیٹھہ نہ جائے مری حسرت ہوکر — دم ہی ارمان نہ ہو جائے نکلنے کے لیے

تیرا ثانی تو جہان مین نہ ملیگا ہمکو — کاش دل ہی کوئی ملجائے بدلنے کے لیے

داغ کے پاس ابھی دور کے پہنچے حسرت
کچھ بھی فرصت ہو اگر گھر سے نکلنے کے لیے

تمکو کہتے ہین یہ محشر مین گذرنے والے — وہ چلے آتے ہین دل لیکے مکرنے والے

تم سلامت رہو بیداد کے کرنے والے — اور جیتے رہین اس طرز پہ مرنے والے

یاد ہے کچھ تجھے او یاد نکرنے والے — ہم وہی ہین تری ہر روز کے مرنے والے

ساتھ لیجائے اوسے اولین گذرنے والے — یاد میری کبھی بھولے سے نکرنے والے

کیا غضب لائے تری زلف پریشان یکبہین — اور بن جاتے ہین بگڑی سے سنورنے والے

موت کی جنکو خوشی ہو وہ کہین مرتے ہین — خوب گذری تری کوچہ سے گذرنے والے

اونکے آتے ہی مجھے ہوش جو کچھ آیا ہے — وہ یہ کہتے ہین سنبھلتے نہین مرنے والے

حضرت عشق کے آتے ہی یہ صورت بدلی — آج سودائی سے پھرتے ہین سنورنے والے

دادخواہون کو نیا لطف ملے محشر مین — تمسے ملجائین جو دو چار مکرنے والے

نیکنامی سے بہت زندۂ جاوید ہوئے — حضرت خضر نہین ایک نہ مرنے والے

قرب معشوق مین ہی عشق کا دریا حائل — پار اس بحر سے اوترے ہین اوترنے والے

میکدہ مین بھی تو رہتے ہین حسرت خاموش
نیک بندے جو ہین اللہ سے ڈرنے والے

وہ کون ہے پھر جس پہ یہ بیداد کروگے
مرجاینگے جب ہم تو بہت یاد کروگے

یہ تو نہین اسید کہ تم یاد کروگے
مٹی بھی ہماری کہین برباد کروگے

جب یاد ہمارا دل ناشاد کروگے
دل جتنے گرفتار ہین آزاد کروگے

ہمکو بھی کبھی بھول کے کچھ یاد کروگے
یا غیر ہی کا بزم مین دل شاد کروگے

بیداد پہ بیداد ہے ظالم کا یہ کہنا
عاشق ہو ہمارے تو نہ فریاد کروگے

اللہ سے بے شبہ تمہین اجر ملے گا
گر شاد ہمارا دل ناشاد کروگے

یہ لطف تو دیکھو کہ وہ کہتے ہین دم قتل
کیون اب بھی مرا شکوۂ بیداد کروگے

کافی ہے مرے واسطے اتنا ہی تعلق
الفت کے عوض گر کبھی بیداد کروگے

بولے وہ دم قتل کہ تم حشر مین جاکر
فریاد کروگے کہ ہمین یاد کروگے

افسوس تمہین آئیگا اے حضرت اعظم
جب خلد مین دنیا کے مزے یاد کروگے

خالی نہین جائیگی کبھی عشق کی تاثیر
ہم یاد کرینگے کبھی تم یاد کروگے

کوچہ کو پھر اپنے کبھی جنت نہ کہوگے
تم یاد اگر قصۂ شداد کروگے

منت کے ترے طوق مگر یہ تو بتاو
جو قید مین ہین اون کو بھی آزاد کروگے

جسطرح گذرتی ہے غنیمت ہے یہ حسرت
اسوقت کو تم آگے بہت یاد کروگے

حسین بھی ہو وہ لاکھوں میں لاجواب بھی ہو
فروغ حسن بھی ہو حسن انتخاب بھی ہو

عدو کے ساتھ وہ گھر میں ہمارے آئے ہیں
ہماری جان کو راحت بھی ہو عذاب بھی ہو

الٰہی خیر ہو سامان ہے کسکے آنے کا
کہ آج بزم میں ساغر بھی ہو شراب بھی ہو

تمہیں بتاؤ تو کس پر مرے کوئی جاکر
خدا کے گھر میں تمہارا کوئی جواب بھی ہو

یہ صاف صاف تمہاری نگاہ کہتی ہو
کہ رنگ لطف بھی ہو اور کچھ عتاب بھی ہو

سوال وصل پہ خاموش کیوں ہو کچھ کہدو
ہماری بات کا آخر کوئی جواب بھی ہو

ہزار گالیاں دیتے ہو ایک بوسہ پر
تمہاری داد و دہش کا کوئی حساب بھی ہو

ذرا ابھار دیا ہو کسیکی شوخی نے
مگر ابھار پہ آیا ہوا شباب بھی ہو

یہی سبب ہو کہ آنکھیں چرائے جاتے ہو
کہ آج آپ پہ جوبن بھی ہو شباب بھی ہو

اثر کیا ہو کسی دل جلے کی آہوں نے
ملا ہوا تری شوخی میں اضطراب بھی ہو

یہ جانتے ہیں کہ دشنام ہیں زبان پہ چڑھے
لگی ہوئی ترے منہ کو مگر شراب بھی ہو

ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں چلمن میں
وہ بے حجاب ہیں باقی مگر حجاب بھی ہو

عجیب طرح سے چلے ہیں ادھر جناب شیخ
لگا ہو ریش مطہر میں کچھ خضاب بھی ہو

ہماری قبر پہ آکر وہ غیر سے بولے
کسیکی فاتحہ پڑھنے کا کچھ ثواب بھی ہو

لکھے ہیں یہ تری رحمت کے سب پر وکے پر
ملا ہوا مرے عصیان میں کچھ ثواب بھی ہو

جدھر کو چشم گئی پوری ہی چوٹ کرتی ہے
تری نگاہ میں تمکین بھی ہو شتاب بھی ہو

کوئی بتائے تو یہ ہو سوال حسرت کا

جنابِ داغؔ کا دنیا میں اب جواب بھی ہے

تیری آنکھوں میں اضطراب بھی ہے
[illegible] آنکھ میں سیماب بھی ہے

مست بھی ہے وہ بے نقاب بھی ہے
اور باقی کوئی حجاب بھی ہے

شوخ بھی ہے وہ لاجواب بھی ہے
اور ہزاروں میں انتخاب بھی ہے

دل لگی بھی ہے دل لگانے میں
دل بھی ہے دل میں اضطراب بھی ہے

کوئی پوچھے تو میری مرگ کے بعد
اب زمانے کو انقلاب بھی ہے

صبح ہوتے ہی تم سے چلے جانا
ابھی شب بھی ہے وقتِ خواب بھی ہے

صاف کہتی ہے گردشِ ساغر
کہ شب میں آفتاب بھی ہے

آنکھ ملتی ہے تو حجاب کے ساتھ
لطف کرنے میں اجتناب بھی ہے

وصل میں منہ وہ پھیر لیتے ہیں
بے حجابی میں کچھ حجاب بھی ہے

پوچھتا کیا ہے تو تری تلوار
خوبصورت بھی ہے خوش آب بھی ہے

اونکی ہر بات ہے قرینے سے
کچھ کرم بھی ہے کچھ عتاب بھی ہے

سچ تو یہ ہے کہ آج کل حسرتؔ
حال ابتر بھی ہے خراب بھی ہے

ہجر کی شب سحر نہیں ہوتی
زندگی یوں بسر نہیں ہوتی

حال سنتے تو رحم آتا ہے
میری اونکو خبر نہیں ہوتی

ہجر کی رات کیا قیامت ہے
نہیں ہوتی سحر نہیں ہوتی

مرگ دشمن کی ہمنے جب مانگی
کب دعا بے اثر نہین ہوتی

جب مرض کی ہی کچھ نہو تشخیص
پھر دوا چارہ گر نہین ہوتی

جسکی صورت کو چاہتے ہین ہم
اب وہ پیش نظر نہین ہوتی

ترک مے خوب ہے مگر زاہد
بے پیے ہی گذر نہین ہوتی

زلف اونکی سنور نہین سکتی
یہ لڑائی تو سر نہین ہوتی

وحشت دل نکال جنگل کو
اب تو تسکین گھر نہین ہوتی

وہ اگر مل گئے تو پھر حسرت
مجھکو اپنی خبر نہین ہوتی

پسند آگئی اچھی صورت کسیکی
مزا دل کو دیگی محبت کسیکی

جبھی تو یہ حور و نہ مرتے ہو زاہد
نہین تمنے دیکھی ہے صورت کسیکی

یہ ہے حال پیر خرابات زاہد
نہین ایسی چشم مروت کسیکی

تسلی ہو کیا حور جنت سے اپنی
نگاہون مین پھرتی ہے صورت کسیکی

شب وصل دشمن کا شکوہ عبث ہے
ہماری ہی قسمت ہے قسمت کسیکی

بتاتے ہین دشمن کو وہ دوری سے
نظر آرہی ہے وہ تربت کسیکی

مرے کام کیا آئیگا چارہ گر تو
کوئی بانٹ لے گا مصیبت کسیکی

اثر کچھ تو آخر ہوا آہ کا بھی
مرے حال پر ہے عنایت کسیکی

اثر کر گئی صحبت غیر ایسی
نہین ہے وہ اگلی سی عادت کسیکی

اسی ڈر سے لکھتا نہیں حال قاصد
کہیں ہو نہ میری ہی حالت کسیکی

یہ شئی کس طرح سونپدون آنکوین
کہ ہی جان آخر امانت کسیکی

لب بام وہ جلوہ گر آج ہونگے
اگر کھل گئی کچھ یہی قسمت کسیکی

نہ کرتے تھے بے شور سے بات پہلے
نہیں سنتے اب تو وہ حسرت کسیکی

شور و شیون ہون موثر جو دل افگارون کے
ہوش ہون باختہ مکار و نگے عیارون کے

رنگ دیکھیں جو تری چاند سے رخسارون کے
ہوش اڑ جائیں فلک پر ابھی سیارون کے

راہ پر رات ہی کہنے میں لگا لیتے ہیں
ڈھنگ دیکھے ہی نہیں تمنے ابھی یارون کے

دیکھ پائیں جو مرے دیدۂ خونبار کہیں
ہوش اڑ جائیں چمن میں ابھی نوارون کے

زاہدا جرعہ کچھ اسکا ہی ملیگا تجھکو
صبر جو تو نے سمیٹے ہیں یہ میخوارون کے

تحفہ آج تو برسات ہی ہو جانے دے
عیش جو تم میں ہی جلسے ہون میخوارون کے

یہی رسم جفا خوب نکالی صیاد
پر ہی ثابت نہیں کمبخت گرفتارون کے

لگ گئے چرخ چہارم پہ مسیحا چھپکر
ڈھنگ دیکھے جو تبسے آپکے بیمارون کے

مجھکو آتی ہے نظر آج کچھ اچھی صورت
خواب میں پائے ہیں جا بوسے ترے رخسارون کے

تیغ سے بچ گئے ہیں سو تیری نگاہیں جب تم
زخم ہر دل میں لگے ہیں انہیں تلوارون کے

مجلس وعظ میں کیا رکھا ہے حسرت یہ کہو
نکلے چھوڑ کے جاتے ہو جو میخوارون کے

ہ مری بزم مین بیٹھے ہین قریب اچھا ہی — ابتو مین بہی یہ سمجھتا ہون نصیب اچھا ہی

جسکا دشمن یہ ہوا ہوش سنبھالا اوس نے — سچ تو یہ ہی کہ زمانہ بہی ادیب اچھا ہی

ابل رسم ہی اس درجہ ہماری حالت — دوست کہتے ہین یہ مرجائے غریب اچھا ہی

ل ہین جاہ مین اقبال مین اور قسمت مین — مجھسے سب طرح سے کمبخت رقیب اچھا ہی

ام اک وقت نکلجائیگا زاہد بنکر — ساتھہ مین جبہ و دستار و جریب اچھا ہی

رض ہجر کی اس سے ہی دوا ہوتی ہی — ملک الموت بہی کہتے ہین طبیب اچھا ہی

صا تو ہی بتا اس مین برائی کیا ہے — مجھسے راضی مرا ہوجائے حبیب اچھا ہی

سقدر تو نے جلایا ہی مجھے او ظالم — یون ہی تجکو بہی جلائے جو رقیب اچھا ہی

سکو حاصل ہین عجب درد و محبت کے مزے — مجھسے میرا دل آزار نصیب اچھا ہی

چین دیتی نہین یان گردش قسمت حسرت
اک نجومی تو یہ کہتا تھا نصیب اچھا ہی

عدہ کیا ہی وصل کا اسکی خوشی سہی — اچھا ہے آج رات ہی دل لگی سہی

شکر کی ہی جا کہ طبیعت بری نہین — مانا کہ میری غیر سے قسمت بری سہی

ن کہہ رہا ہون غیر کی تصویر دیکھکر — صورت کو کیا بنائیے یہ اچھی کچھی سہی

یا بحث اس سے بچکے کیون قتلگاہ مین — قاتل کی کچھ کمی سہی کچھ زندگی سہی

لوار گرہی ہین تو کھلجائیگا تجھے — میرا رقیب تیرا شفیق دلی سہی

ظو کیجئے دل بیتاب جو سکے — میری خوشی سہی نہ تمہاری خوشی سہی

سائل کو آپ نام خدا کچھہ تو دیجیے | بوسہ اگر نہین ہی تو دشنام ہی سہی
کیا خون بیگناہ کی اونکو سزا نہین | مانا کہ تم بشر نہین حور و پری سہی
بے شبہہ آپ تو ہین بہت منکسر مزاج | مجکو بھی آج کچھ آپکے گھر کی چھیڑ ہی سہی
یہ تو مجھے بتاؤ پھر آؤ گے اسکے بعد | تم ایک پل کی کہتے ہو لو اک گھڑی سہی

قائل کیا ہی ہمکو حضرت نے [illegible]
زاہد سہی وہ غوث سہی یا ولی سہی

سمجھتا دل مین تو کیا جانے کیا ہو | تمہاری گفتگو کیا جانے کیا ہو
ہوا وہ تند خو کیا جانے کیا ہو | [illegible] کیا جانے کیا ہو
وہ کہتے ہین نہین معلوم ہمکو | [illegible] کیا جانے کیا ہو
کہین وہ شئے نہ ہو زاہد کے گھر مین | مجھے آتی ہے بو کیا جانے کیا ہو
نہین کھلتا ہے کچھہ احوال اونکو | کہ مجکو جستجو کیا جانے کیا ہو
ہماری دیدہ خونبار سے اب | نہین آتا لہو کیا جانے کیا ہو
نہین ہے تو مگر ہے کچھہ تصور | ہمارے روبرو کیا جانے کیا ہو
نہ شعلہ ہے نہ بجلی ہے نہ تلوار | نگہ ہے تند خو کیا جانے کیا ہو
کیا ہے وصل کا وعدہ تو لیکن | خیال حیلہ جو کیا جانے کیا ہو

رموز عاشقی حضرت سے پوچھو
اسے ای خضر تو کیا جانے کیا ہے

قیامت دلوں پر گذر جائیگی — جدہر تیری ترچھی نظر جائیگی

مصیبت جو ہمپر گذر جائیگی — وہ سمجھے تہے دشمن کے سر جائیگی

فلک سے کسی دن گذر جائیگی — کہین یہ فغان بے اثر جائیگی

شب ہجر مر کر گذر جائیگی — طبیعت یونہین بس ٹھہر جائیگی

وہ پرسان نہین ہی اسی زعم مین — کہ آئی طبیعت کدہر جائیگی

رہیگا نہ کچھ دید بازی کا شوق — طبیعت کچھ آخر کو بھر جائیگی

تجھے اس سے کیا کام ہی ناصحا — اسی طرح اپنی گذر جائیگی

رکیگی نہ آئی طبیعت مری — خبر ہی نہین یہ کدہر جائیگی

سنا ہی کہ بگڑی گئی دخت رز — تو کمبخت زاہد کے گہر جائیگی

شب غم سے واقف ہو تیری بلا — گذرتی ہی جن پر گذر جائیگی

تمنا کے دیکھوگے مدفن ہزار — جہان تک تمہاری نظر جائیگی

شب مہ مین اندہیرا ہو جائیگا — جو وہ زلف زنجیر بکہر جائیگی

وہ بگڑی کسی دن جو تجھ سے عدو — شب ہجر تیری ہی گہر جائیگی

رہینگے ملے یونہی باہم جو دل — ہماری تمہاری گذر جائیگی

اسی طرح ہونگے جو وعدے خلاف — تمنا یونہین گہٹ کے مر جائیگی

نہ نکلیگی حسرت کی حسرت کبھی
جوانی کسی دن گذر جائیگی

کیون نہ ٹھٹکا ہے بتا اب تری حالت کیا ہی
تجھ پہ ای دل یہ پڑی سخت مصیبت کیا ہی

خود گلا کاٹ کے مرجائینگے مرنے والے
تم جو تکلیف کرو اسکی ضرورت کیا ہی

نام ہی کوئی نہ لیگر جو مشتاق نہون
روکہی پھیکی ہوئی زاہد تو وہ جنت کیا ہی

مفت زاہد پہ لگاو نہ ترے کو الزام
دیکھ لے چکھ کے ذرا اسمین قباحت کیا ہی

لیچلا ہی مجھے کیون کھینچکے اوسکی جانب
آج ہی ہین تری ای شوق شہادت کیا ہی

ناز بیجا جو اوٹھا سکے تری اپنا ہے جگر
تجھسے وہ دن ہی نہ جو غیر کی ہمت کیا ہی

حضرت دل وہ بہت آج خفا بیٹھے ہین
مین جو چھیڑون تو نہین آئی مری شامت کیا ہی

خواہش وصل نہین جس سے ڈرے جاتے ہو
آپ سنئے تو ذرا میری حکایت کیا ہی

دل مین یان یاد ہی جو کچھ ہی زبان پر تیری
زاہد اس سے ہی بڑی اور عبادت کیا ہی

زاہد اتنی ہی نہین تجھکو سمجھ محشر مین
بخشے جاتے ہین گنہگار تو رحمت کیا ہی

گالیان بزم مین پہلے وہ سنا دیتے تھے
اب تو موقع نہین کچھ مجھ پہ عنایت کیا ہی

گر نہین تیر ظفر صاف جلانا اوسکا
کیون ہر اک بات پہ کہتے ہو کہ حسرت کیا ہی

اس طرح بزم مین شب کو نگہ یار پھری
مین یہ سمجھا کہ گلے پر مرے تلوار پھری

وعدہ غیر تو پورے ہی کیا کرتے ہو
میری تقدیر کبھی روز نہ سرکار پھری

لفظ اقرار ہی کا آج زبان سے نکلا
میری تقدیر پھری آپکی گفتار پھری

دل کا آنا ہی تو کمبخت بلا ہوتا ہے
سیر دیکھو کہ زلیخا سر بازار پھری

نکلے عاشق و معشوق کے لاکھوں ارمان
پہری گردش نہ مگر چرخ ستمگار پہری

تو نہ آیا تو شب ہجر تصور یہ جما
تیری تصویر نگاہوں میں مری یار پہری

خوب ہی جھوم کے گھنگور گھٹا اوٹھی ہے
لے مبارک ہو ہوا اب بت میخوار پہری

رحم ہی کچھ مجھے آتا ہے ستمگر ورنہ
عرش تک سے بھی مری آہ ہے سو بار پہری

گرمی دل کے سبب غیر کے گھر میں اکثر
آگ دیگی جو مری آہ شرربار پہری

دیکھکر اوس بت کافر کو ذرا سچ کہنا
تیری نیت بھی کبھی زاہد دیندار پہری

سخت جانی کے سوا اور سبب کونسا ہے
طبع کیوں مجھسے تری خنجر خونخوار پہری

دل ہی قابو میں رہا اور نہ طبیعت اپنی
پہری قسمت بھی مثال نگہ یار پہری

دل سے کچھ تیر نگہ کو ترے جنبش نہوئی
آنکھ سو بار ملا لی گئی سو بار پہری

غیر کے گھر میں کیا رشک نے جانا مشکل
رات بھر آہ ہماری پس دیوار پہری

اوسکے آنے کا تو کیا ذکر ہے حسرت یہ ہوں
موت بھی ہاے مری شکل سے بیزار پہری

ساقیا اور بھی ہاں آج ذرا تھوڑی سی
ابھی باقی ہے اونہیں اور حیا تھوڑی سی

یہ تو ظاہر ہے کہ مدت سے ہوں تائب ساقی
ابر میں تو مجھے کمبخت پلا تھوڑی سی

سیر ہوتا نہیں میرا دل مشتاق ستم
اور بھی کیجیے کچھ آج جفا تھوڑی سی

میرا افسانۂ غم سنکے سنا ہو لیکن
بات کچھ اور بھی ہے اسکے سوا تھوڑی سی

گھر کیا غیر کی الفت نے تماشہ یہ ہے
چسک اونکو بھی ہوئی نام خدا تھوڑی سی

آج لگتا نہین توبہ کا ٹھکانا زاہد
آسمان پر نظر آتی ہے گھٹا تھوڑی سی

جان لب پر ہے کوئی دم کا ہون مہمان مین تو
اور کر لیجے جو کرنی ہے جفا تھوڑی سی

لطف دیکھو کہ اسی پر ہی مرے جاتے ہین
ہمنے دیکھی ہے حیا مین وہ ادا تھوڑی سی

کچھہ تو ہو جائے مجھے موت کی حالت معلوم
نیند آئے جو شب ہجر ذرا تھوڑی سی

دل کو یہ صاف بتاتی ہین نگاہین تیری
بیوفائی تو بہت سی ہے وفا تھوڑی سی

وہ یہ کہنے لگے حسرت کی غزل کو سنکر
یاد ہے تجھکو تو کچھہ اور سنا تھوڑی سی

جذب دل رنگ لائے جاتا ہے
وہ تصور مین آئے جاتا ہے

جو مرا دل چرائے جاتا ہے
دیکھو وہ منہ چھپائے جاتا ہے

دیکھون چوری سے ہی تو کہتے ہین
آنکھون آنکھون مین کھائے جاتا ہے

کچھہ ہے امید جذبۂ دل سے
یہی ہمت بڑہائے جاتا ہے

لطف دیکھو کہ ولولہ دل مین
مفلسی مین ہی آئے جاتا ہے

یہ بھی اوس ہی کی اک عنایت ہے
میری دل مین جو آئے جاتا ہے

غیر اوس بزم سے چلا لیکن
رنگ اپنا جمائے جاتا ہے

ناصحا جس پہ جان دیتے ہین
ہاتھہ سے وہ ہی ہائے جاتا ہے

ساتھہ جاتا ہے غیر کے ظالم
آگ دل مین لگائے جاتا ہے

دیکھلو تم ہی حضرت ناصح
وہ قیامت اوٹھائے جاتا ہے

پی ہی لیتا ہون مروت سے کہا نکی توبہ
گہیر لیتے ہین جو دو چار مئے آشام مجھے

ناصحا ذکر نہ اس بات کا لانا ہرگز
دل تو مین دے ہی چکا دلسے ہے کیا کام مجھے

بات کہنے کی نہین تم سے کہون کیا حسرت
آج تو اوس نے بلایا ہے سر شام مجھے

یاد تیری مدام ہوتی ہے
صبح سے یون ہی شام ہوتی ہے

چین آتا نہین کسی کروٹ
نیند شب کی حرام ہوتی ہے

مے سے انکار زاہدا توبہ
کہین یہ شے حرام ہوتی ہے

دلکا آنا ہی اک قیامت ہے
پھر کہین روک تہام ہوتی ہے

کچھ خبر بھی ہے عشق کی جاگیر
آجکل اپنے نام ہوتی ہے

جب کسی کام کے نہون واعظ
پھر تو توبہ مدام ہوتی ہے

گالیان سے تحمل نہین دیتا
جسکے منہ مین لگام ہوتی ہے

کر چکے خوب ظلم جتنا تہا
اونکی تُرکی تمام ہوتی ہے

دل کا احوال اک ذرا سنلو
اب کہانی تمام ہوتی ہے

ہان اشارون سے پہر کے اونکی
بات کچھ لا کلام ہوتی ہے

دل مضطر کی ہے وہی حالت
جب سمک زیر دام ہوتی ہے

کسی کافر سے آجکل حسرت
آپ کی رام رام ہوتی ہے

ذرا کچھ اے دل ناکام اوسکا پاس بھی کہنا
چمن میں گل کو جا کر آسمان پر چاند کو دیکھا
طبیعت خاک بہلے ذکر سے حوران جنت کے
تڑپنا آہ کرنا لوٹنا غش کھا کے گر جانا
وہ کافر گالیاں دے اور ہم خاموش ہو جائیں
پریشان کر دیا جب سے کسی کاکل کے سودے نے
دل ناداں نہ جانا تو اوسکی بھولی بھولی صورت پہ
نہیں آتا سمجھ میں کچھ یہ کیا اندھیر ہے یا رب

سنبھلکر آہ کرنا وہ بہت نازک طبیعت ہے
نہ اوسمیں تیری خوشبو ہے نہ اوسمیں تیری نکہت ہے
مری پیش نظر زاہد کسی کافر کی صورت ہے
نہ دشمن کی بھی ہو ایسی ہماری جیسی حالت ہے
لگا کیا کیجیے آئی ہوئی اپنی طبیعت ہے
نہ وہ پہلی سی حالت ہے نہ وہ اپنی طبیعت ہے
نگاہیں صاف کہتی ہیں کہ کچھ دل میں شرارت ہے
اوسے مجھ سے تنفر ہے مجھے اوس سے محبت ہے

یہ کل کی بات ہے اوس نے جو مجھکو دور سے دیکھا
کہا ظالم نے دشمن ہے یہی کمبخت حسرت ہے

مجھکو ظالم ہوئی جس دن سے محبت تیری
نہ وہ انداز نہ وہ چال نہ وہ طرز جفا
یوں تو دنیا میں ہیں گو لیلیٰ و شیریں مشہور
ہو محبت کا برا اسے یہ آفت کیا ہے
دیکھکر غیر مری حال کو یہ کہتے ہیں
اوس سے غمخوار کی تنبیہ کو جانا کیسا
یہ تو مانا کہ ہماری تو بری ہے تقدیر

دل سے دم بھر بھی اوترتی نہیں صورت تیری
ہمسری کیا کرے آشوب قیامت تیری
چشم انصاف سے دیکھے کوئی صورت تیری
دل کے جانے پہ بھی جاتی نہیں حسرت تیری
اب تو دیکھی نہیں جاتی ہے مصیبت تیری
کمبخت آ گئی ہو کہیں شامت تیری
کمبخت دشمن تو تو بہتر نہیں قسمت تیری

ناتوان وہ ہون جو آتا ہون ترے کوچے مین — داب لیتا ہی ترا سایۂ دیوار مجھے
جیتے جی لطف مجھے خلد کا حاصل ہو جاتے — تمسے ملجائین کسی روز جو دو چار مجھے
ہچکیون کا مری ای کاش یہی باعث ہو — یاد کرتا ہو مرا شوخ ستمگار مجھے

پھر تو رہتی نہین قابو مین طبیعت حسرت
کوئی ملتا ہے اگر دلبر طرار مجھے

وفا پر ہین اون کی گمان کیسے کیسے — قسم قول ہین درمیان کیسے کیسے
کسی پر ہین اپنے گمان کیسے کیسے — پڑے آکے ہین درمیان کیسے کیسے
شب وصل نکلے تہے جو خار حسرت — ابھی تک ہین دل مین نشان کیسے کیسے
غم و آہ و فریاد و درد و مصیبت — ہمارے ہی ہین مہربان کیسے کیسے
عجب سیرگاہ عدم ہے الٰہی — روانہ ہوئے کاروان کیسے کیسے
کہون کیا شب وصل ذکر عدو پر — چبھے دل مین تیر و سنان کیسے کیسے
خلش بیکسی کاہش و یاس و حسرت — مرے دل مین ہین میہمان کیسے کیسے
کسی شوخ عیار سے تو نے ظالم — اوڑائے ستم آسمان کیسے کیسے
حیا پر نہین شیخ و واعظ ہی قربان — مٹے اس ادا پر ہین ہان کیسے کیسے
دہن سے دہن جب کسی سے ملا ہی — ہنر دے گئی ہی زبان کیسے کیسے
سوے میکدہ مین جو مسجد سے آیا — ہوے لطف پیر مغان کیسے کیسے
کبھی دل دیا اور کبھی جان اونکو — روانہ کئے ارمغان کیسے کیسے

سنا جب مرا حالِ دل وہ [illegible] ہنسے
پشیمان ہوئے رازدان [illegible] کیسے

مرے دل کا ارمان نکلا نہ کوئی
لئے تم نے گو امتحان کیسے کیسے

ہوئی ہائے نامنصفی کیسی کیسی
بنے حشر پر تھے گمان کیسے کیسے

جفا اب وہ کرنے لگے کیسی کیسی
کبھی ہم پہ تھے مہربان کیسے کیسے

تکلم کا دعوی ہے اوسکے دہن کو
اور اب ہونے لگے بے نشان کیسے کیسے

مین ای دادرس حشر تنہا کہونگا
کسی پر ہین مجھکو گمان کیسے کیسے

تمہاری نگاہین ہمارا کلیجا
پھر اوس پر ہوں ہم بدگمان کیسے کیسے

سرِ حشر تم کوئی چھیڑو تو قصہ
ملائینگے پھر ہان مین ہان کیسے کیسے

نئی ایک بے پر کی اوڑتی ہے ہردم
اوٹھتے ہین بے فکریان کیسے کیسے

تمہین ہمدم آتش پہ تو [illegible] حسرت
بہت اور ہین خوش بیان کیسے کیسے

تمہین لطف دے جب کہانی تمہاری
ہمارا ہو قصہ زبانی تمہاری

تسلی کی صورت یہی رہ گئی ہے
مٹے دل مین کچھ ہو نشانی تمہاری

نہ اوجڑے ہوئے دل کو پامال کیجے
یہی رہ گئی ہے نشانی تمہاری

شب وصل گالی سُنا او جو مجھکو
عجب لطف دیگی بدزبانی تمہاری

اثر کچھ ہوا ہے کسی کی وفا کا
کہ رنگت ہوئی زعفرانی تمہاری

جو کہنا ہو تحریر کیجے وہ بولے
سُنین گے نہ ہم منہ زبانی تمہاری

کسی کا شبِ وصل شوخی سے کہنا
کہ غارت کہین ہو جوانی تمہاری

نہ لطفِ ستم دل سے برباد جائے
بہت ہو چکی مہربانی تمہاری

یہ عشقِ بتان مین سمجھ جاؤ حسرت
نہ برباد جائے جوانی تمہاری

اگر دیکھین بانکی ادائین تمہاری
فرشتے بھی لے لین بلائین تمہاری

طبیعت اگر آج پائین تمہاری
تو کچھ تمسکو باتین سنائین تمہاری

نہین چھوڑ کر دل سے جاتے کہین تم
کوئی ہم سے پوچھے وفائین تمہاری

نہ ہو شیخ پھر حورِ جنت کا طالب
سُنے گر سریلی صدائین تمہاری

جو دیکھو تو آئینۂ دل مین اپنے
تمہین آج صورت دکھائین تمہاری

ہمین دل سے دونون پسند آگئی ہین
وفائین تمہاری جفائین تمہاری

برابر نہ ہونگی اگر کوئی دیکھے
وفائین کسیکی جفائین تمہاری

بھلا کون ایسا ہے پھر جسکو چاہین
اگر یاد دل سے بھلائین تمہاری

ستم مین نہ بدنام پھر آسمان ہو
اگر تم سے سیکھے جفائین تمہاری

محبت کی گھاتین کوئی تمسے سیکھے
وفا سے ہین بہتر جفائین تمہاری

کوئی ہمسے پوچھے کہ کیا لطف آئے
جو تصویر تمسے ملائین تمہاری

فزون اور کرتی ہین کچھ دل کی خواہش
مری التجا پر حیائین تمہاری

غضب ہے نہ آیا ذرا رحم تمکو
بہت ہمنے کین التجائین تمہاری

یہ چھوڑ دیں ہے کہ ہو نہ تمکو گے حسرت
اگر تمکو حالت بتائیں تمہاری

جو تصویر ہم دیکھ پائیں تمہاری — تصور میں صورت جمائیں تمہاری
پسند آ گئی ہیں ادائیں تمہاری — اوٹھا لینگے لاکھوں جفائیں تمہاری
تم انکار میں بھی نہ اوترو گے پورے — اگر بات ہم آزمائیں تمہاری
قیامت میں بھی کوئی گر ہم سے پوچھے — نہ ہم تو بھی باتیں بتائیں تمہاری
وفا کا ہے سارا طریقہ ہمارا — جفا کی ہیں ساری ادائیں تمہاری
خفا ہو تو ہم نام ہرگز نہ لینگے — قسم تو قسم ہی جو کہائیں تمہاری
کہاں پھر چھپوگے بتاؤ تو ہمکو — جو تصویر دل پر بنائیں تمہاری
سر حشر گر ہم سے چاہو گواہی — تو دشمن کو تہمت لگائیں تمہاری
دعا ہے خدا اسکو آباد رکھے — مرے سر پہ آئیں بلائیں تمہاری
نہ تسکین حوران جنت سے ہوگی — اگر یاد آئیں ادائیں تمہاری
تمہیں پر مریں اور کھلنے نہ پائے — تمہیں سے محبت چھپائیں تمہاری

تمہارا وہ اب ذکر کرتے تھے حسرت
اثر کر چلیں کیسے دعائیں تمہاری

یہ ہیں بار رکھنے کی راہیں تمہاری — غضب کی ہیں تیکھی نگاہیں تمہاری
عدو کے ہوسکے تم تو بس بندگی سے ہے — کہاں تک محبت نباہیں تمہاری

وہ کہتے ہیں ہمکو تو جب باور آئے
اگر پار دل کے ہوں آہیں تمہاری

ذرا تم ہی منصف ہو پھر کیسی اٹھکے
بُرائی اگر تمسے چاہیں تمہاری

نگاہ ہر جسم میں پنہان ستم ہے
ہمیں کچھ سمجھتے ہیں آہیں تمہاری

خزان نے گل و لالہ برباد کردیں
چمن میں جو تھیں کج کلاہیں تمہاری

غضب لائے گا یہ تبسم تمہارا
قیامت کرینگی نگاہیں تمہاری

تمہارے وہ پہلے سے تیور نہیں ہیں
کہ بدلی ہوئی ہیں نگاہیں تمہاری

ذرا آؤ دونوں لڑیں تو مزا ہے
کلیجا ہمارا نگاہیں تمہاری

بتاؤ تو تم بھی تسکین دوگے
اگر تمسے تصویر چاہیں تمہاری

خدا ہے ذرا میں بھی یہ رنگ دیکھوں
ملاقات دشمن نہ چاہیں تمہاری

تعجب ہے وہ مجھسے فرمائیں حسرت
کہ دلمیں کھٹکتی ہیں آہیں تمہاری

بسر عیش و عشرت وہ نہیں ہے
ہماری ہای حالت وہ نہیں ہے

تری جب سے عنایت وہ نہیں ہے
وہی ہم ہیں طبیعت وہ نہیں ہے

خدا کی شان وہ کہتے ہیں مجھسے
تمہیں اب تو محبت وہ نہیں ہے

ملے گو خلد بھی دنیا کے بدلے
مگر اسباب راحت وہ نہیں ہے

رہے شب کس جگہ آئینہ دیکھو
تمہاری آج صورت وہ نہیں ہے

سہے کبتک تمہارے جور و بیداد
کہ دلمیں تاب و طاقت وہ نہیں ہے

مجھے دیتا ہو دہوکا بیمروت
تجھے دشمن کی الفت وہ نہین ہو

کبھی ہم چاہنے والے تھے تو کچھے
مگر اب ہا ہی قسمت وہ نہین ہے

محبت مین کچھ ایسا ڈال پڑا
جو دیکھا ہے ہمنے حسرت وہ نہین ہو

دل کو غم آشنا کرے کوئی
آپ سے جب وفا کرے کوئی

کیا محبت بھلا کرے کوئی
جب جفا پر جفا کرے کوئی

دل ہی کرنے لگا دغا ہمسے
کسکا اب آسرا کرے کوئی

ہم نگاہون مین چال کہتے ہین
جان جانے نثار کرے کوئی

بہرے بیٹھے ہین ہم ہی محفل مین
چھیڑ کی ابتدا کرے کوئی

ساری باتین اسی کے ساتھ تو ہین
دل ہی بگڑے تو کیا کرے کوئی

راتدن یہ دعائین کرتے ہین
آ ملے اب خدا کرے کوئی

رزق کا جب کفیل رازق ہو
کسکی پھر التجا کرے کوئی

اسی پہلو مین حال دل کہدین
داستان پھر سنا کرے کوئی

دل ہمارا ہو طالب بیداد
پھر جفا جیف کرے کوئی

اب تیا کی تمنا ہو شعر ...
واہ واہ مرحبا کرے کوئی

صاف دل کو ذرا کرے کوئی
جب تصور ترا کرے کوئی

ماہ کامل ہو یا کہ ہو خورشید
آپکا سامنا کرے کوئی

بات جھوٹی چھپی نہین رہتی
غور دل مین ذرا کرے کوئی

حال کھلتا ہے سب زمانے کا
دیدۂ دل جو وا کرے کوئی

آشنائی چھپی نہین رہتی
لاکھ شرم و حیا کرے کوئی

آپ پر ہمتو جان دیتے ہین
کیا غرض دل دیا کرے کوئی

ناامیدی مٹائے دیتی ہے
کیا توقع بھلا کرے کوئی

جب ہوا انکار عذر ضد پیہم
پھر تمنا ہی کیا کرے کوئی

دوست کا دوست ہی تو دوست ہوا
آشنا آشنا کرے کوئی

ہمتو باتو نہین ناٹجاتے ہین
جھوٹا سچا گلا کرے کوئی

دل ہی جب دیدیا شکایت کیا
کیا کسی کا گلا کرے کوئی

ہمتو تم پر ہی جان دیتے ہین
تمسے اچھا ہوا کرے کوئی

دیکھنا ہی ہمین جگر اوس کا
اس ستم پر وفا کرے کوئی

دو طرف ہو تو لطف کیا ٹھہرا
بیوفا سے وفا کرے کوئی

جب بیا آئی تو ٹل نہین سکتی
موت کی کیا دوا کرے کوئی

آ بنے جبکہ جان پر حسرت
ایسی حالت مین کیا کرے کوئی

تم تو کرتے ہو دل لگی دل کی
کیا مٹاؤ گے بیکلی دل کی

اسکو کیا سونگھتا ہی دلکو سونگھ — بو ہی گل مین کہان ہی بو دل کی

گر نہین چھیڑتو نکالی کیون — پردی پردی مین گفتگو دل کی

جوش گریہ سے ہو گیا ظاہر — خوب جاری ہی آبجو دل کی

شب فرقت مین جلکے خاک ہوا — اب کرین خاک جستجو دل کی

یا تمہارا ہو یا ہمارا ہو — بات ہو جائی دوبدو دل کی

اسکی مٹی خراب کیون ہوتی — قدر کچھ جانتا جو تو دل کی

حیف ہی راز عشق چھپ نہ سکا — کھل گئی بات ہوبہو دل کی

دلربا ہو جو تجھسا ہرجائی — کیون نہ شہرت ہو کوبکو دل کی

مرغ بسمل کو تمنے دیکھا ہی — یہی حالت ہی ہوبہو دل کی

تیری آواز کیون نہ دلکش ہو — قدر کرتے ہین خوش گلو دل کی

ای بتو سے خدا کا گھر یہ بھی — سیر کرنا نہ بے وضو دل کی

کوئی گاہک نہین زمانے مین — ہم کرین کس سے گفتگو دل کی

کیا غضب ہے کہ تم گرو قیمت — غیر سے میری روبرو دل کی

عشق مین کیون نہ ناز ہو حسرت — قدر کرتے ہین شہرو دل کی

تم مری جان نہین جانتے حالت دل کی — دل لگانے ہی سے کھلتی ہی حقیقت دل کی

[illegible]

پر چھینٹا لگانی ہو وہی آکے بجھائے
مشکل ہے بہت آگ بجھانی مرے دل کی

رہتا ہو پہ جا جا کے حسینوں کی بغل میں
اب جوش پہ آئی ہے جوانی مرے دل کی

جسکو تو رہا ہی شب وصل میں شکوہ
افسوس کوئی بات نہ مانی مرے دل کی

بر قصۂ فرہاد و مجنوں کا فسانہ
سن لیجیے کچھ رام کہانی مرے دل کی

سو دل سے ابھی اسکے خریدار ہو گئے
پر شرط ہے صورت نظر آنی مرے دل کی

اس طور سے بکتا نہیں اس جنس کا سودا
پہلے کوئی قیمت نہ لگانی مرے دل کی

یوں ہی جو رہی تاک میں وہ چشم فسوں ساز
اک روز قضا پھر تو ہے آنی مرے دل کی

چھوٹوں ہی ہو جمع عشاق میں تنہا کب
منظور ہے گر بات بنانی مرے دل کی

لیجاؤ مرے دل میں جو ہیں لاکھ تمنا
رہ جائیگی کوئی تو نشانی مرے دل کی

سب نکلے ارمان و تمنا تو شب وصل
حسرت ہے فقط ایک نشانی مرے دل کی

پہلو رکھے فلک بیشمار کے بدلے
خزاں نے رنگ نکالا بہار کے بدلے

پسند کے پائے جتنا ہی شگوفہ جو چھوٹ گئے
اڑا انگارا چمن میں شرار کے بدلے

جو چار بوسہ پہ دل لو کہا تو وہ بولے
ہزار ایک ہی چیز ہے تو ہو چار کے بدلے

کریں شکایت اغیار کیا مصیبت ہے
غضب ہے آہ کہ ہم ہوں یار کے بدلے

پر انقلاب زمانے کی آج صورت ہے
عزیز زاغ ہوا ہے ہزار کے بدلے

غضب کیا کہ ترے حسن کی جو کی تعریف
کچھ آج رنگ مرے انتظار کے بدلے

ہمارا قتل ہو منظور ہے کہا مانو
لگاؤ ناوک مژگان کنار کے بدلے

وہ گھر سے غیر کے نکلے تو چرخ نے جلکر
ہماری خاک اڑائی غبار کے بدلے

ہمارے جذبۂ دل کو بھی ہو گیا دھوکا
عدو کو کھینچ کے لایا ہی یار کے بدلے

ہمین ہی یہ بھی غنیمت مگر نصیب کہان
کرین شکایت الفت ہی پیار کے بدلے

تمہاری عقل پہ پتھر پڑین کیا حسرت
بتون کو چاہتے ہو کردگار کے بدلے

آئی ہے عیادت کو مری ساری خدائی
اک وہ نہین آتے ہی اک وقت نہ آئی

پہلے تو مری جان فقط چور تہی دل کی
کیون آنکھ چراتے ہو کیا جی مین سمائی

بوسہ ترا دشمن نے لیا ہی مرے آگے
کمبخت کو دیتا نہین آنکھون سے دکھائی

کیا بات ہے کیون چھیتے ہو ذکر عدو پہ
ظالم نے مجھے آج یہ سب طور سنائی

بیٹھا ہے مرے سامنے دشمن کی بغل مین
اللہ رے ستمگر ترے پردے کی صفائی

جب دیکھتے ہو مجھکو چھپا لیتے ہو منہ کو
اچھی نہین ایسی بھی مری جان رکھائی

کیا خاک ہو پھر میری محبت کی کوئی قدر
اب تک کہین ظالم کی طبیعت نہین آئی

آتی ہی نہین ہو مرا اسوقت جہان مین
یہ بات ستمگر کے کبھی جی مین سمائی

کیون قتل پہ تیار ہو انصاف تو کرلو
چاہا تمہین کیا یہ بھی اک ہی برائی

کانون کو شکایت ہے تو آنکھین ہین محروم
آواز مجھے بزم کی ظالم نے سنائی

افسوس تو یہ ہے کہ بلا کر اسے دیکھا
لو موت بھی گھر مین مرے مہمان نہ آئی

دیکھا جو لبِ بام کسی شوخ کا جلوہ — بجلی سی چمکتی ہوئی مجھکو نظر آئی

آتا ہے نظر تو ہی ہیں جس سمت کو دیکھوں — صورت تری ایسی مری آنکھوں میں سمائی

سوچو تو ذرا دل میں ہی قول دیا تھا — دل لیکے مری جان جو کرتے ہو برائی

حسرت یہ فقط اپنے مقدر کی ہے خوبی
راحت جو کبھی ہمنے محبت میں نہ پائی

کرتے ہیں اور کبھی وصل کے سامان کبھی کبھی — دل لیکے وہ ہیں مٹاتے ہیں ارمان کبھی کبھی

لاتا ہے رنگ خونِ شہیدان کبھی کبھی — ہوتے ہیں بعد قتل پشیمان کبھی کبھی

حسرت بتوں کے بھی ہیں خواہان کبھی کبھی — آتے ہیں مفلسی میں بھی ارمان کبھی کبھی

آتا ہے یاد وصل کے میرے سوال پر — کہنا کسی کا جلد ہی ہان ہان کبھی کبھی

بھولے سے آ ہی رہتا ہے کوئی کسی کے پاس — ہوتی ہے صبح شامِ غریبان کبھی کبھی

ہم اس امید پر ہی اوٹھاتے ہیں سب ستم — کرتے ہیں وصل کے بھی وہ پیمان کبھی کبھی

آشفتگی ہے خاطرِ برہم میں اس لیے — آتی ہے یادِ زلفِ پریشان کبھی کبھی

برسون اسی امید پہ ہوتی ہے زندگی — سنتے ہیں اونکے منہ سے جو ہان ہان کبھی کبھی

آتی ہے سامنے یاس کے امید گاہ گاہ — کچھ دل میں گدگداتے ہیں ارمان کبھی کبھی

حسرت کسی کی چاہ نے برباد کر دیا
آتے ہیں یاد لگے وہ سامان کبھی کبھی

لائی یہ بلا دل پہ ملاقات کسی کی — اب یاد ہی رہنے لگی دن رات کسی کی

بات سیدھی ہی تو ہو نظر ترچھی
کچھ رضامند کچھ خفا ہی ہے

دل چرا لے ہو منہ چھپاتے ہو
ایسی چوری کا کچھ پتا ہی ہے

سخت بدنام کیوں ہوئی حسرت
کچھ نہیں اوس سے مدعا ہی ہے

دل کی کس دھوم سے حسرت نکلی
سر پٹکتی شب فرقت نکلی

اون سے ملنے کی جو صورت نکلی
سخت قابو سے طبیعت نکلی

ہو گئے حشر کے آثار عیاں
آپ کی چال قیامت نکلی

قتل کے بعد مجھے روتے ہیں
آخری وقت محبت نکلی

غلط ہی سمجھے تو دیکھا واعظ
ایک ہی ایسی نصیحت نکلی

لوگ کہتے ہیں جسے روز قیام
وہ تو میری شب فرقت نکلی

بیوفائی کی شکایت کیسی
یہ تو اک آپ کی عادت نکلی

مجھسے وہ اچھا پر بگڑے
شکر کرتے ہیں شکایت نکلی

جب گلے اوس نے لگایا مجھکو
دل سے بیساختہ حسرت نکلی

ہم محبت کو برا سمجھے تھے
زندگی کی یہی دولت نکلی

ہم کریں ضبط کہاں تک حسرت
اب تو قابو سے طبیعت نکلی

گر شب ہجر کی سحر آئی
تو قیامت رقیب پر آئی

گو جہان مین چین پائے ہوئے ہین
پر طبیعت ہے تو آپ پہ آئی

کوئی شکوہ نہ تھا تو کیون بگڑے
بات دل کی زبان پہ آئی

عشق کو ہم تو کھیل سمجھے تھے
یہ مصیبت تو جان پہ آئی

غیر کے غم مین وہ پریشان ہو
یہ بلا بھی ہمارے سر آئی

لے وہ دشمن کے ساتھ جاتے ہین
شرم کچھ آپ کو بے اثر آئی

غصہ آنے سے بڑھ گیا جوبن
اور رنگت تری نکھر آئی

مجھ پہ پھر کیون جفائین ہوتی ہین
جب طبیعت رقیب پہ آئی

منہ چھپایا ہے چھین کر دل کو
اونکی صورت نہ پھر نظر آئی

آہ کرنی غضب ہوئی حسرت
چوٹ جو دل مین تھی ابھر آئی

آئینہ سے تیری صورت دیکھ لی
بس حیا اے بے مروت دیکھ لی

اک ذرا سی بات پر برہم ہوئے
آپ کی ہم نے محبت دیکھ لی

سر کو ٹکرایا تو کیا حاصل ہوا
شیخ صاحب کی عبادت دیکھ لی

ذکر پر حورون کے وہ کہنے لگے
آپ کی بھی نیت دیکھ لی

کیا بتائین دل پہ کیسی بن گئی
جب کسی کافر کی صورت دیکھ لی

جب عدو کے ساتھ وہ جانے لگے
ہم نے آنکھون سے قیامت دیکھ لی

اور پر وہ جان اب دینے لگا
آپ نے دشمن کی الفت دیکھ لی

حضرت دل آپ اتنو خوش ہوئے
بیوفا سے کرکے الفت دیکھ لی

بدگمان کو اوس گھڑی آیا یقین
آنکھ سے جب میری حسرت دیکھ لی

کر دیا رخنہ نگاہ شوق نے
ہمنے پردے مین بھی صورت دیکھ لی

نقد دل دیتے ہین ہمکو مفت عشق
اب ہماری تمنے ہمت دیکھ لی

اک قیامت آگئی دربان پر
جب مری کافر نے صورت دیکھ لی

آج اس پر تھی تو کل اوس پر فدا
سبنے حسرت کی طبیعت دیکھ لی

شمع بجھتی ہی تو کچھ دیر دھوان رہتا ہی
مٹنے والونکا اسی طرح نشان رہتا ہی

لب پہ ہر وقت یہان شور و فغان رہتا ہی
صبر کس چیز کو کہتے ہین کہان رہتا ہی

ہمنے مانا کہ تمنا کا نکلنا ہے محال
مٹتے مٹتے بھی مگر دل مین نشان رہتا ہی

خود بین چھپتی ہین کہ کیون مجھپہ ہی حالت میری
اب فقط نام ترا ورد زبان رہتا ہی

کون کہتا ہی ترا چاہنے والا مجھکو
بھید وہ ہی کہ کھل کر بھی نہان رہتا ہی

زخم تلوار کا بھر جاتا ہی لیکن پیارے
دل مین انسان کی باتونکا نشان رہتا ہی

دیکھ لیتا ہی جو وہ دور سے گاہے گاہے
ہوش جن کا ہی اسکو پھر بھی گمان رہتا ہی

شعر کہتی ہین جسکا انداز لئے جو سے
یہ وہ فتنہ ہی جو آنکھونسی نہان رہتا ہی

کوچہ زلف مین ہی دل کا پتا کچھ نہ ملا
نہین معلوم کہ کمبخت کہان رہتا ہی

یان شب ہجر کو رہتے ہوئی مدت گذری
اتنے دن تک کوئی مہمان کہان رہتا ہی

[illegible]
وہ یہ کہتے ہین کہ کمبخت کہان رہتا ہی

دلبری کی طرز ہی کچھ بندہ پرور اور ہی
جسکو دل ہاتھ دیا ہی وہ ستمگر اور ہی

فرق ظاہر ہے مگر چشم بصیرت چاہیے
ماہ کامل اور ہی روی منور اور ہی

فرق ہی دونون مین گو ملتی ہوی انداز ہین
صبح ہجران اور ہی ہی صبح محشر اور ہی

دل کا آنا اک بلای جان آخر ہو گیا
کچھ ہمارا آجکل تو حال ابتر اور ہی

چھیڑتا مین تو نہین ہون کیون ہنسی جاتی ہو تم
کچھ تمہاری دل ہی مین ای بندہ پرور اور ہی

چلتے ہو رک رک کے کیون تیزی روانی کیا ہوئی
مجھ مین دم باقی ہی ای تیغ و خنجر اور ہی

ہمنے مانا غیر سی قول وفا ہوتے رہین
جو عنایت خاص ہی اونکی وہ مجھپر اور ہی

داستان حرف طلب آج سن تو لیجیے
ساری قصون سی مزا کچھ اسمین ہمدم اور ہی

وصل دشمن کو میسر اور رہین فرقت نصیب
میری قسمت اور ہی اوسکا مقدر اور ہی

دل اگر تمکو نہ دون پھر یہ بتاو کیا کرون
کون تمسا اب جہان مین ماہ پیکر اور ہی

عشق مین اس گھر کی سب کچھ خانہ ویرانی ہوئی
اک تصور آپ ہی کا دل کے اندر اور ہی

ایک مدت سیر کرتا تھا گو عالم خراب
حسرت وحشی مگر کچھ آج مضطر اور ہی

کرتا ہی تنگ اب دل پر مدعا مجھے
ای یاس ہائی بھول گئی تو بھی کیا مجھے

ہر دم جو دھیان ہی نگہہ قہر کا مجھے
کچھ آگیا ہی درد مین شاید مزا مجھے

دو کافرون نے لوٹ لیا دل غضب ہوا
اک معرکہ پڑا ہی یہ ایک بلا ہے مجھے

دیکھا صنمکدہ مین یہ تقدیر دیکھنا
ابتک وہ جانتے تھے بڑا پارسا مجھے

بیڈھب پھنسا ہی کاکل پیچان مین دل مرا
ابکے کسی طرح سے بچا لے خدا مجھے

وہ کہہ رہے ہین حشر مین بھی تیرے ساتھ ہون
ملتا نہین ہی تجھسا کوئی دوسرا مجھے

بنتی نہین ہی شکوۂ جفا بھی کئے بغیر
جب سے نہین ہی ہاے امید وفا مجھے

جسکی نگاہِ ناز نے دل چاک کر دیا
وہ ہی تو آج دور سے دیکھا کیا مجھے

دلبر نہین چھپا سی یہ قاتل تو پاس ہے
اپنے ہی دل سے آج پڑا سامنا مجھے

وہ غیر کی بغل مین ہون اور مین ہون بیقرار
کچھ اب تو زندگی کا نہین ہے مزا مجھے

یہ چاہتے ہو تمکو نہ چاہون تو یون سہی
اپنا سا پھر بتاؤ کوئی دوسرا مجھے

جب یہ نکل گیا تو کٹیگی نہ زندگی
لیجائے اپنے ساتھ مرا مدعا مجھے

یان جان سینے تک ہی اوسان ہی نہین
رکھا نہ تمنے ہای کسی کام کا مجھے

تیری نگاہِ ناز کا پامال ہو گیا
وہ دل کہ ہاے جس پہ بہت ناز تھا مجھے

قاصد سے کہہ رہا ہون کہ اتنا تو تو بتا
کرتا ہی یاد بھی وہ کبھی بے وفا مجھے

حسرت خدا کی شان ہی اونکو ہوا عتاب
شاید کہین لگی ہے مری بد دعا مجھے

منظور ہی ہم ہوا و نہین ہم جان سے گئے
بات تو کچھ بھی نہ تھی جسکا برا مان گئے

ملے مجھسے کہ شکوے ہی تو کہان
دیکھکر دور سے اونکو مرے اوسان گئے

چھپا اس واسطے کہ بغل مین

اوس چشم نرگسی کو جو دیکھا ہو دور سے
مرتی ہو آج نرگس بیمار لیجیے

تنگ آگیا اخیر کو صیاد شور سے
ہوتے ہین ذبح مرغ گرفتار لیجیے

پچیس ہمکو کوی بتان مین ہی لے گئے
کوئی ملا نہ دل کا خریدار لیجیے

پہلے نہ کیجیے مری محبت کا فیصلہ
اس باب مین رقیب کے اظہار لیجیے

حسرت سے دیکھتی تھی مگر اب یہ حال ہے
ہوتی ہے بات بات پہ تکرار لیجیے

جسوقت کہ آتی ہے اسے یاد کسیکی
سنتا ہی نہین یہ دل ناشاد کسیکی

کیا تجھکو لگی ہے دل ناشاد کسیکی
اسوقت ہمین آئی ہے کیون یاد کسیکی

کرنا نہ شکایت دل ناشاد کسیکی
اب ہمکو پسند آئی ہے بیداد کسیکی

جس طور سے بن بن کے بگڑتے ہین مرے کام
امید ہی ایسی نہو برباد کسیکی

کس سوچ مین بیٹھے ہو تعجب تمہین کیا ہے
کیا عرش پہ جاتی نہین فریاد کسیکی

اے موت یہ کب کہ وہ مری قبر پہ روئین
افسوس جوانی ہوئی برباد کسیکی

وہ ناز سے ٹھکرا کے مری قبر کو بولے
یون خاک کیا کرتے ہین برباد کسیکی

جلوہ جو لب بام پہ دیکھا ہے کسی کا
گھٹنے لگی اب حلق مین فریاد کسیکی

جی مین ہے کہ موقوف رکھین حشر پہ اسکو
سنتے ہی نہین آپ تو فریاد کسیکی

آیا ہے بہت داور محشر کو ترحم
اب حشر مین ملتی ہی نہین داد کسیکی

ارمان نکلجائے نگاہون کا کسی کی
لے آج دکھا حسن خداداد کسیکی

رضوان سے سوا جبکہ ہون دربان کسی کے
کیون ہونے لگی جنت شداد کسیکی

لازم ہے کہ اسکا بھی رکھو دل مین تصور
سن لیجیئے کوئی حشر مین فریاد کسیکی

آتے نہین اس سمت کسی طور دکن سے
یہ عرض تو سنتے نہین استاد کسیکی

کیا بات ہے کیون جان ہے [illegible]
اسوقت تمہین آئی ہے کیا یاد کسیکی

اور [illegible] دل کو ہم اپنے لگا لینگے
[illegible]

دیکھین تو کیسے آپکو آتی نہین ہے نیند
ہم اپنے دل کی آج کہانی سنائینگے

بیٹھے ہوئے تو آپ یہ فتنے اوٹھاتے ہین
اوٹھ جائینگے بزم سے تو قیامت اوٹھائینگے

جھینپے ہوئے ہین آج وہ وصل رقیب سے
آنکھین ملائینگے نہ کبھی سر اوٹھائینگے

ہر قیس و کوہکن کی کہانی سُنی ہوئی
اپنا تمہارا اب کوئی قصہ سنائینگے

ہر بار تم کہا کئے خاموش ہم رہے
اب کے کہو گے ایک تو لاکھون سنائینگے

توبہ ہے اب دگر کبھی بھی جو [illegible] کرین
مر جائینگے مگر نہ کہین دل لگائینگے

حسرت بہت ہے آپکو وحشت بُری ہوئی
سودا ہی رہا تو بریلی کو جائینگے

حسرت ہمارے ساتھ ابھی دیکھتے رہو
جیتے رہے تو تمکو تماشا دکھائینگے

ہزار بار تو دیکھا ہے آ [illegible]
اب [illegible]

غریب و بیکس و مجبور ہون یہ سن رکھو
حصول تمکو بھی ہوگا نہ کچھ ستا کے مجھے

عدو کو پاس بٹھایا تو مجھ سے کیا مطلب
ذلیل و خوار کیا آپنے بلا کے مجھے

وہ بولے شرم تمہین حشر مین نہ آئیگی
کرو گے پیش یون ہی سامنے خدا کے مجھے

کہین رقیب ہی آ ہی گیا خبر سنکر
وہ بغلین جھانکتے ہین آج تو بلا کے مجھے

انہین یہ ضد ہے کہ دیکھین تو آتی ہے کیونکر
لو اٹھوا لے پڑی اپنی ہی قضا کے مجھے

امید ہے یہی یاران بادہ پیما سے
کرینگے یاد کبھی کچھ تو پی پلا کے مجھے

کسی کے مار ہی رکھنے کی یہ ادائین ہین
وہ منہ چڑانے لگے گالیان سنا کے مجھے

کہون مین کس سے کہ کیا دل پہ بنگئی حسرت
ہوئے وہ گھر کو جو رخصت گلے لگا کے مجھے

دل کے آنے کی قیامت دیکھی
آپ نے میری طبیعت دیکھی

دو قدم وہ جو چلے ہین اٹھکر
آج آنکھون سے قیامت دیکھی

ناصح دعوی یکتائی ہے
تیری تصویر کی صورت دیکھی

اوسکے جلوے نے کیا یہ بیخود
پہرون اوس نے مری صورت دیکھی

واقعی کرب و بلا یاد ہوئی
حضرت دل کی شہادت دیکھی

جور کے ذکر پہ وہ کہنے لگے
جانیے آپکی نیت دیکھی

جسکو چاہا وہی دشمن نکلا
ہمنے الفت مین عداوت دیکھی

شکوہ جور پہ وہ کہنے لگے
دیکھی بس آپکی چاہت دیکھی

غیر باتون ہی مین پہسلاتے ہین
تمنے اپنی ہی طبیعت دیکھی

کوئی بھی جینے کے آثار نہیں
اور بھی فکر خود آرائی ہے

بندہ پرور مری حالت دیکھی
اوسنے آئی جو طبیعت دیکھی

جب یہ آئی تو نہیں ٹلتی ہے
تمنے حضرت کی طبیعت دیکھی

سخت یہ عشق کی بیماری ہے
پیچھے مرنے کی تیاری ہے

آپکو شغلِ دل آزاری ہے
ہمکو دل دینے کی بیماری ہے

دل کہیں دینے کی تیاری ہے
یہ نئی طرح کی بیماری ہے

پنڈلیوں پر جو چڑہائے ہیں گل
کیا کہیں جانے کی تیاری ہے

اسقدر آپکے پڑا ہجر کا بوجھ
جان سی چیز بھی اب بھاری ہے

جان دیتے ہوئے میں ڈرتا ہون
یہی اک مال تو سرکاری ہے

خنجر و تیغ سے کیا لگنے ڈرون
دیکھی بھالی ہوئی ترکاری ہے

جان و دل ایک ہی بوسہ پہ لیے
آپکی فیس بہت بھاری ہے

عرض مطلب پہ ملا ہمکو جواب
آپکو بکنے کی بیماری ہے

روزِ محشر بھی سفارش کر دی
یہ رقیبوں کی طرفداری ہے

نیچی ہی نظرون سے لوٹا دل کو
خوب یہ آپکی عیاری ہے

کیجیے آپ مرے دل پہ ثبوت
یہ گنہگار تو انکاری ہے

گالیاں بھی جو سنائیں ہمکو
یہ بھی اک آپکی سرداری ہے

بن سنور کر جو چڑھے کوٹھے پر
کس کے لیے اب قتل کی تیاری ہے

تم ہو اور غیر کا ارمانِ وصال
ہم ہیں اور رات کی بیداری ہے

وہ عیادت کو جو آئے تو کہا
کہئے کب مرنے کی تیاری ہے

دل و جان بوسہ سمجھ کے مانگا
ایسی قیمت ہمیں کیا بھاری ہے

دیکھکر دل کو ہمارے بولے
بند اس شے کی خریداری ہے

لیجئے دل تو کہا شرما کر
ایک شے لینے کی تیاری ہے

جو ملا اوسکو سنائی دشنام
واہ اچھی یہ ملنساری ہے

مٹ گئے حسرت و ارمان ہمارے
اب تو چلنے ہی کی تیاری ہے

دیکھئے اوس شوخ کی ٹھوکر کھا کر
جسکو کل حشر کا انکاری ہے

اون سے ظاہر کا ہے ملنا حسرت
وضعداری سے یہ ناچاری ہے

یہی حالت رہی گر آسماں کی
بدل جائیگی صورت ہر جہاں کی

یہی حالت ہے گر سوزِ نہاں کی
تسلی ہو چکی آشفتگاں کی

چلے دل سے یہ کہنے اب فغاں کی
ہوئی ہے شکل نیلی آسماں کی

ترے کوچے میں لایا کھینچکر شوق
بگڑ کر بن گئی تاب و تواں کی

تمھارے پاس بیٹھیں او رخاموش
نئی صورت نکالی امتحاں کی

ذرا سی پی اگر واعظ نے آ کر
تو لائیگا خبر سیرِ آسماں کی

ہوا ہی مجھ سے بہی کچھ حال بدتر
کوئی صورت تو دیکھے رازدان کی

ہوا خاموش وہ سائل سمجھکر
بہت کی ہی خوشامد پاسبان کی

ہوئی جب جان سے بیزار عاشق
نکالی خوب تمنے امتحان کی

کسی کی جب نکلجاتی ہی حسرت
بدلجاتی ہی رنگت آسمان کی

نہین کہلتا کسیکو حالِ حسرت
خدا جانے کہ مٹی ہے کہان کی

ضد سے ہے اونکو وصل کا انکار اور بہی
لوٹ رہ چلی ہے بات مین تکرار اور بہی

وہ اوٹھے بزم مین مری تعظیم کے لئے
بگڑے ہین آج تو مرے اغیار اور بہی

فرماتے ہین یہ مجھ سے کہ اک آپ ہی نہین
مرتے مری ادا پہ ہین دو چار اور بہی

سو بار میرے حلق پہ خنجر روان کرو
نکلے گی پھر صدا یہی سو بار اور بہی

سمجھو نہ حشر مین دلِ بیتاب کو گواہ
لاؤنگا ڈہونڈ ڈہانڈ کے دو چار اور بہی

آنکھین جھکائے لیتے ہو کیون میرے قتل پہ
کیا قتل کر کے آئے ہو دو چار اور بہی

تقدیر ہی مری کہ ہوا مین ہی کامیاب
خواہان ہین تیرے وصل کے دو چار اور بہی

گو دے رہے ہو پر ابہی بس مین نہین ابہی
دشنام دیجئے مجھے دو چار اور بہی

وہ وقتِ خاص تم سے جو چلکے گالیان
اور مین کہون کہان مری سرکار اور بہی

آنکھین دکھائین تمنے اگر باغ مین ذرا
بیمار ہوگی نرگسِ بیمار اور بہی

وعدہ تمہارا تک آنے کا اور ہو نا گئی
مرنا ہوا ہی آج تو دشوار اور بہی

بوسہ لیا تو خوبی تقدیر دیکھیے
کملا گئے وہ پھول سے رخسار اور بھی

بسمل تڑپ رہا ہے تمہارا شہید ناز
ہان ہان لگا دو ایک تو تلوار اور بھی

نیچی نگاہ کا مجھے بسمل نہ چھوڑ تو
قاتل خدا کیواسطے اک وار اور بھی

اس موسم بہار مین لللہ ساقیا
ساغر پلا دے آج تو دو چار اور بھی

میری وفا کو دیکھ کے دشمن یہ کہتے ہین
ایسے ہی اب تو ہمکو ہین درکار اور بھی

یہ بات تو نہین ہے کہ مشتاق ہین اک ہمین
اس جنس کے بہت سے ہین بازار اور بھی

دل بیچنا ہی ٹھہرا تو کیا قید برج کی
ملجائینگے جہان مین خریدار اور بھی

وہ ایک ہی نہین ہے کہ جسپر مٹے ہین آپ
حسرت بہت ہین برج مین طرار اور بھی

زور تحمل نہین اگر اتنے ستائے جاتے
گالیان ہی مجھے دو چار سناتے جاتے

ہو گئے سختی غم سے جگر و دل پتھر
رک گئی سانس مرے سینہ مین آتے جاتے

تم ہی وہ شخص کا کچھ نام و نشان بتاؤ
ہمنے دیکھا ہے کسیکو نہین آتے جاتے

یہ تو واقف نہین کیا شکل ہو انداز ہو کیا
دور سے ہمنے تو دیکھا اوسے آتے جاتے

نیم بسمل جو رہے اور بھی اک وار کیا
کر دیا خاتمہ جلاد نے جاتے جاتے

دل کے ویرانے کو گلشن نہ بنایا تمنے
عمر گذری اسی گھر مین تمہین آتے جاتے

کیا سمجھے کہ واقف نہ ہون اغیار کہیں
آخر اوس راہ سے ہم ہی تو ہین آتے جاتے

عقل تھوڑی سی ہی کچھ [illegible]
خوف کہاتے ہین ترے کوچہ مین آتے جاتے

خوب ہوتا جو مرے کاتب اعمال سے بھی
میری گذری ہوئی ہر روز سنائے جاتے

جذبۂ دل تجھکو مبارک ہو کہ وہ آج کی رات
رہ گئے محفل اغیار مین جاتے جاتے

عاشقون سے بھی وہان پرسش اعمال ہوئی
اور جھگڑا یہ لگا خلد مین جاتے جاتے

محفل عیش مین کرتا جو طلب وہ حسرت
ہم بھی نوحہ دل مرحوم کا گاتے جاتے

آپ نے چھیڑ نکالی ہے یہ آتے جاتے
گالیان مفت سنا دیتے ہو جاتے جاتے

وہ یہ کہتے ہین کہ ملتا ہی مزا کچھہ اونکو
گالیان ہی مری گر آج وہ کہاتے جاتے

لطف تو جب ہے سر حشر مین چھپتا پھرتا
پیچھے پیچھے مجھے وہ آپ بلاتے جاتے

وان وہ کیا تھا جو اغیار کا شکوا کرتا
آپ ضد سے نئے دو چار بلاتے جاتے

میرے گھر آئے تھے تمہین تو یہ کرنا تھا
کام بگڑے ہوئے دو چار بناتے جاتے

نہین انصاف ہی منظور تو چلتے چلتے
تہمت الزام ہی دو چار لگاتے جاتے

ہم گوارون کو مرے لطف تو کچھہ آجاتا
وہ چنار سے پہ سر آگ جگاتے جاتے

سر قدمین مری روح شگفتہ ہوتی
نہ سہی پھول وہ تیوری ہی چڑھاتے جاتے

یہی رہنا ہے تو حسرت سے چھوگے کب تک
دیکھہ لیگا کبھی وہ ہی نہین آتے جاتے

تری طرز جفا اوس سے لڑی ہے
فلک سے بحث پہ مجھکو پڑی ہے

تمہاری گفتگو سم سے کڑی ہے
طبیعت غیر سے بیشک لڑی ہے

تری گردن مین موتی کی لڑی ہے / یہ کیا تحفہ پہ موتی کی لڑی ہے

سنا کرتے تھے گھر کی خانہ جنگی / حیا سے آنکھ آپس مین لڑی ہے

بہت بگڑے ہوئے ہین اوسکے تیور / نظر کیا جانے کس کس سے لڑی ہے

مرے گھر مین وہ آئے شان اوسکی / بہت دن مین مری قسمت لڑی ہے

تمنا ہے گلے ملکر یہ پوچھون / کہ یہ چمپا کلی بات لڑی ہے

مری شامت نہین جو اوسسے پوچھون / کہ اب کس سے طبیعت جا لڑی ہے

کہون کیا دل کا آنا ہی برا ہے / پڑی آفت وجود آکر پڑی ہے

وہ کہتے ہین ملو تم غیر سے بھی / یہی تو ایک ضد انکو پڑی ہے

عدو پر آسمان پر پاسبان پر / ہماری آہ کس کس پر پڑی ہے

نہ پوچھو حال دل کا غیر کے ساتھ / سنے جب وہ تو اک بجلی پڑی ہے

کسیکا وصل کی شب نہی کہنا / تمہین تو اپنے مطلب کی پڑی ہے

یہ کہتے ہین جو اون کا حال پوچھو / تمہین ایسی ہماری کیا پڑی ہے

چھپاتے ہین اک نگہہ مین چھین کر دل / کہون کیا آج اونکی بن پڑی ہے

خبر لے اپنی چشم سرمہ سا کی / تجھے ظالم ہماری کیا پڑی ہے

نگہ سے دل چرانا اور مکرنا / یہی تو آپ کو عادت پڑی ہے

کیا کرتے ہو جانبازون پہ بیداد / بری یہ آپ کو عادت پڑی ہے

وہ کہتے ہین سبب اسکا بتا دو / یہ چوٹی کس لیے پیچھے پڑی ہے

کہین جاتی نہین اونکی تمنّا ہمارے دل مین اوسکی بن پڑی ہے

تفکر مین ہون مین نکلیگی کیونکر گرہ جو آپکے دل مین پڑی ہے

اوسے کیا فکر ہے اوسکی بلا سے مصیبت جو پڑی ہم پر پڑی ہے

وہ بولے دیکھکر چوٹی کو اپنی بلا یہ کیون مرے پیچھے پڑی ہے

نچوڑے گی شب غم زندہ مجھکو کہ پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑی ہے

کسی سے مین سر محشر کہون گا کسی پر آنکھ بھی تیری پڑی ہے

بہت مشہور ہین جنکے فسانے اب اونکی خاک وہ دیکھو پڑی ہے

لیا دل اور بوسہ بھی نہ دوگے تمہاری ہر طرح سے بن پڑی ہے

خبر ملنے لگی یہ محتسب کی کہ اوس سے دختر رز بھڑ پڑی ہے

کہان کا عشق اور کسکی محبت یہان تو جان کی اپنی پڑی ہے

مرے مرنے پہ ٹھہرا وصل دشمن یہی ساعت بڑی آکر پڑی ہے

لگا جب سے کسی بے مہر سے دل کہین کیا اک مصیبت آپڑی ہے

تمنّا کے بنے ہین لاکھ مدفن کڑی سینہ کی تربت کی کڑی ہے

کسیکی زلف کو اے دل سمجھ لے کہ زنجیر جنون کی اک کڑی ہے

کسیکی سخت جانی کیا کریگی تمہاری تیغ تو منہ کی کڑی ہے

نکلتے دم مرا دیکھا ہے اوس نے تری تصویر کیا دل کی کڑی ہے

طلب [illegible] جان کی بھی [illegible] دل سے یہی تو ایک فرمایش کڑی ہے

خبر بھی ہے عدم کے جانے والو
یہی منزل مسافر کو کڑی ہے

نہ پوچھو ہمسے تم عشق کی راہ
کٹھن ہر سخت مشکل ہر کڑی ہے

پسند آئی ہے جو شاہ دکن کو
زمین شعر یہ بیشک کڑی ہے

ستارے ہین شب مہ مین نمایان
کہ اے تیرے پرے افشان جڑی ہے

ہمارا سخت دل اس کام کا ہے
تمہاری گر انگوٹھی بے جڑی ہے

کہا تھا غیر نے وہ بے وفا ہین
پسکا اون ظالم نے جڑی ہے

نظر آتے ہین وہ آزردہ مجھکو
کسی نے کچھ مری چغلی جڑی ہے

اوچکے لے گئے ہین آج پیکش
کہ سر پر دول اعدا کے جڑی ہے

شکایت ہجر کی فرصت مین سنتا
کہ شب کم ہے کہانی یہ بڑی ہے

تمہارا ذکر تھا جو آ گئے تم
تمہاری عمر اب بیشک بڑی ہے

سر محفل نگاہین لڑ رہی ہین
بڑی ہے غیر کی قسمت بڑی ہے

جو آنا ہے تجھے ظالم تو آچک
ہماری سانس سینہ مین اڑی ہے

ہماری زشتی قسمت سے حسرت
مصیبت عشق کی آ کر پڑی ہے

تصور جب سے تیرا ہر گھڑی ہے
جدھر دیکھین وہی صورت کھڑی ہے

شرارا جس سے پیدا ہر گھڑی ہے
ہماری آہ اون کی پھلجھڑی ہے

جگر مین دل مین پہلو مین نظر مین
تری تصویر ہر جانب کھڑی ہے

کہاں دل شاد ہیں حور دن سے پہلے — کوئی تصویر آنکھوں میں کھڑی ہے

ہمیشہ یاد یہ انسان رکھے — کہ سر پر موت کی ساعت کھڑی ہے

کوئی ساتھی نہیں ایسا جہان میں — کہ جب دیکھو شب فرقت کھڑی ہے

ہمارا وصل جب ساعت پہ ٹھہرا — وہی تو مرگ دشمن کی گھڑی ہے

وہاں آنے کا وعدہ دو گھڑی کا — یہاں جینے کی اپنی اک گھڑی ہے

ذرا تو اور بھی ظالم ٹھہر جا — کہ اپنی زندگی کوئی گھڑی ہے

خبر ہر وقت کی دیتا ہے ہمکو — ہمارا دل بھی اک جیبی گھڑی ہے

جسے ناداں سے کہتے ہیں قیامت — وہی تو تیرے ملنے کی گھڑی ہے

اسی باعث چلی ہے آج آندھی — شہید ناز کی تربت جھڑی ہے

جسے برسات کہتے ہیں جہان میں — مرے اشک مسلسل کی جھڑی ہے

ذرا باتوں میں ہوتے ہو مکدر — زمین دل تمہاری بے جھڑی ہے

پہنچے ہوئے کشتوں میں جا کے اعظ — تمہاری آج ہی بادی جھڑی ہے

خدا جانے کہاں شکوہ رہا ہے — کہ چہرے کی ترے رونق جھڑی ہے

ہوئے کب کشتۂ بیداد کشتہ — تمہاری تیغ پھولوں کی چھڑی ہے

فلک کا رنگ کیوں نیلگوں ہے — کسی کے لب پہ مسّی کی دھڑی ہے

پھبی ایسی ہو گئی پہ جنس ارزاں — کہ سودا عشق کا بیسے دھڑی ہے

کسی کا ہی [illegible] سے یہ کہنا

کہ تیری زندگی کوئی گھڑی ہے

کسی سے ہوئی آشنائی کسیکی
کریں دل سے کیونکر جدائی کسیکی

کسیکو ادا دل سے بہائی کسیکی
طبیعت کسی پر اب آئی کسیکی

جفا سہتے سہتے نتیجا یہ نکلا
ہمین کھل گئی بے وفائی کسیکی

نہین ہای افسوس کچھ یاد اوسکو
کبھی کس سے تھی آشنائی کسیکی

شب وصل غیرون کے ارمان نکلے
کھٹکنے لگی کج ادائی کسیکی

قیامت ہے اپنے نہ ارمان نکلین
تعدد سے نہی آشنائی کسیکی

رہا واسطہ کچھ نہ چوری چھپے کا
ہمین کھل گئی پارسائی کسیکی

یہ مانا کہ مجبور ہو تم بھی حسرت
رولائیگی تمکو جدائی کسیکی

مگر پھر بھی ہشیار ہو دل مین سمجھو
طبیعت جو دشمن پہ آئی کسیکی

تو کیا اُنکو امید بہبود کی ہے
ہوئی چھین اپنی پرائی کسیکی

یہی حال ہے پھر تو ہم ہی کرینگے
کسی سے لگائی بجھائی کسیکی

خستہ ہم ہو شہ الم ہو نہ یہ حالت اپنی
اپنے بس مین تو ہو کمبخت طبیعت اپنی

آپ سے صاف یہ کہتے ہین مصیبت اپنی
اپنے قابو مین نہین آج طبیعت اپنی

تم سے کس منہ سے کرین آپ شکایت اپنی
سچ تو یہ اپنا مقدر ہے یہ قسمت اپنی

اسکے ہی ہاتھ سے سب طرحکا نقصان ہوا
ہمکو برباد کیے دیتی ہے ہمت اپنی

کر دیا صدمہ فرقت نے ہمانتک لاغر
اپنی پہچان مین آتی نہین صورت اپنی

اضطرابی ان سے [illegible] کہ لگ نہ سکے
ملتی جلتی تری شوخی سے ہے صورت اپنی

ہم بھی مجبور [illegible] اخر [illegible] بھروسا کس کا
دل ہے اپنا نہ تم اپنے نہ طبیعت اپنی

کیا غرض تھی کہ جو پیدا ہو ادائیں ایسی
کیا کریں آپ پر آئی ہے طبیعت اپنی

اس قدر ہو گئی برباد ہماری ہستی
کہ قیامت کو بھی ملتی نہیں تربت اپنی

گو کہ ظاہر ہے کہ [illegible] بھی تھی چیز میں ہم
جا بجا پھر بھی ہوئی جاتی ہے شہرت اپنی

اب بھی باقی ہے یہی دل میں تمنا حسرت
ہای افسوس نہ نکلی کوئی حسرت اپنی

طبیعت اگر اپنے بس میں ہے
چمن کا مزا پھر قفس میں ہے

شب وصل نازک بدن وہ بنے
نہ بسمیں سے چھوٹے نہ بسمیں رہے

وہی آدمی ہے کہ جسکو یہاں
تری یاد ہر اک نفس میں ہے

بہت سے ہیں جنکی بر آئی ہوس
بہت وہ بھی ہیں جو ہوس میں رہے

نہ گلچین کا ڈر تھا نہ صیاد کا
بہت چین سے ہم قفس میں رہے

بڑھیگا تمھیں کو شب وصل شوق
ہماری جو ارمان بسمین رہے

یہ سوچو کہ کیا [illegible] جائیگی
کسی کے اگر کوئی بسمین رہے

مرے دلمیں ارمان دو دن سے گڑے
جو تیر مژہ چبھ کے نسمین رہے

غضب ہے کہ جو تیر [illegible]
بہت ہم تو بدنام دس میں رہے

سنا ہی ہے لو پارسا بن چلے

وہ حسرت جو بدنام و رسوا ہوئی ہے

صورت کسی کی دل میں سمائی ہوئی سی ہے
تصویر یعنی نقش بنائی ہوئی سی ہے

شعلہ رخوں کے عشق کے آثار ہیں عیاں
دل میں جو آگ سی وہ لگائی ہوئی سی ہے

ممکن نہیں کہ دور تمنا کی ہو خلش
پیکان اس کا جگر میں سمائی ہوئی سی ہے

کہتے ہیں سن کے صاف مرے حالِ دل کو وہ
یہ تو کہانی آپ کی بنائی ہوئی سی ہے

دیکھا ہی مجھ کو بزم عدو میں تو اس طرح
نیچی نگاہ [illegible] ہوئی سی ہے

تم نے شراب اوڑائی سے بزم رقیب میں
یہ سن کے [illegible] آنکھ چرائی ہوئی سی ہے

کیا طور ہو گیا ہے تری گفتگو کا آج
ہر بات اک لگائی بجھائی ہوئی سی ہے

یوں عذر کر رہے ہیں وہ بزم رقیب کا
بگڑی ہوئی سی بات بنائی ہوئی سی ہے

اب دل میں یاس سے یہ تمنا کا حال ہے
مٹی ہوئی سی شکل مٹائی ہوئی سی ہے

کھاتے ہیں آپ وعدۂ فردا پہ کیوں قسم
جو چیز مدتوں ہی کی کھائی ہوئی سی ہے

وہ اور میرے خط سے ہوں نہیں اضطراب ہو
قاصد کی یہ تو بات بنائی ہوئی سی ہے

کچھ کان بھر دیے ہیں ترے غیر نے ضرور
تقریر آج سیکھی سکھائی ہوئی سی ہے

وہ اور فاتحہ کے لیے آئیں قبر پر
اوڑتی سی یہ خبر اوڑائی ہوئی سی ہے

اب دل سے کیسے [illegible] طلب
یہ بات وہ [illegible] ہوئی سی ہے

کیا بیکسی کا پوچھتے ہو حال واعظو
مدت کی [illegible] ہوئی سی ہے

کھلتا نہیں کہ حضرت حسرت کو کیا ہوا

حور کی صحبتِ ناجنس اک آفت ہوگی / ہم جہنم سے سمجھتے نہیں جنت اچھی

کام یہ تیرے تصور نے نکالا میرا / دل لگی دونوں جہان سے مجھے فرصت اچھی

یہ سمایا ہے مرے دل میں کسیکا جادو / کہ شب وصل سے ہے اب شب فرقت اچھی

ان حسینوں کا بناؤ تو ہے اچھا لیکن / لاکھ وہ لاکھ حسین ہیں تو ایک کی سیرت اچھی

نیند آجائیگی فوراً ابھی سنو تو اسکو / دل کے قصے سے نہیں کوئی حکایت اچھی

بنگئے حضرتِ موسیٰ اسی باعث سے کلیم / آگئی کام سر طور پہ لکنت اچھی

حشر تک حور کی امید پہ خاموش رہوں / آپنے آج سنائی ہے مجھے جنت اچھی

ہم سمجھتے ہیں بہت صاحبِ قسمت اسکو / اس زمانے میں ہو جس شخص کی صحبت اچھی

آپ کے گرد رہے اور رقیبوں کا ہجوم / سچ ہے اچھوں کی بھی ہوتی نہیں صحبت اچھی

میں تو کہتا نہیں تم آپ سمجھلو دل میں / بری عادت ہے بری اچھی ہے عادت اچھی

حال کھلجائے تو دم بھر کا نہیں کرتا انساں / اس زمانے میں محبت سے عداوت اچھی

ہے شبِ وصل کہاں شرم و حیا کا موقع / ان نگاہوں میں نہ اسوقت شرارت اچھی

شکوہ گردشِ افلاک ہے جس کو سنئے / اپنی دنیا میں کسی کی نہیں حالت اچھی

پھنس گئے کوچہ کاکل میں کسیکے جا کر / حضرت دل سے ہوئی آج حماقت اچھی

پاؤں پھیلا کے بہت چین سے سویا آکر / دل گئی خواب عدم میں مجھے راحت اچھی

شامت آئی کہ پہنچ جا کے وہ میخوار وہیں / ہوگئی حضرت واعظ کی مرمت اچھی

بنگئی وہ [illegible] ایک قاتل آخر / [illegible] تربت کی [illegible] اچھی

منہ بنا کر اونھین دیتا ہون عدو کا پرسا | تجا و اسوقت یہ سوجھی ہے عیادت اچھی
ہوکے بدنام مین بیٹھا ہوا خانہ نشین | پارسائی کی مری ہوگئی شہرت اچھی
غیر کو ساتھ لیے پھول چڑھانے آئے | مل گئی بعد فنا یہ مجھے عزت اچھی

وہی حسرت جسے دعوی تھا زباندانی کا
نہین کمبخت کی کچھ اب تو طبیعت اچھی

تم خفا جب سے ہوئے ہو گئی قسمت اولٹی | اب ہراک کام مین ہوتی ہے مری مت اولٹی
ہمکو دعوی تھا کہ دل حشر مین ساتھی ہوگا | لو یہ کمبخت بھی دیتا ہے شہادت اولٹی
شکوۂ جور سے ہے عار نزاکت اونکو | لطف دیکھو کہ وہ کرتے ہین شکایت اولٹی
اپنا جرم ہو کب آپکی تقصیر ہے کب | میری تقدیر بڑی میری ہے قسمت اولٹی
جذبۂ دل کی شکایت ہے نہ آتے ہین انھین | مفت کی اور ہوئی مجکو ندامت اولٹی
خوگر جور ہون ایسا کہ ستم سے اونکے | مجکو تکلیف مین ملجاتی ہے راحت اولٹی
عیش کے واسطے دل ہمنے دیا تھا اونکو | عشق مین اور پڑی آکے مصیبت اولٹی
شکوۂ اغیار کا کرنا تھا کہ توبہ توبہ | آگئی مفت مین ناحق مری شامت اولٹی
شیخ کر وون بت کا ذکر کہا کی توبہ | بدلی جاتی ہے مسلمانون کی نیت اولٹی

میکدہ چھوڑ کے کعبے جو چلے ہو حسرت
آج کچھ ہمت تو نہین آپکی حضرت اولٹی

کرتے ہین فریاد کیون کیسی ہوئی | دل ہوا ناشاد کیون کیسی ہوئی

ہو گیا دل شاد کیون کیسی ہوئی | بھول تیری یاد کیون کیسی ہوئی
چال چلکر وعدۂ دیدار کی | یہ ہوا ارشاد کیون کیسی ہوئی
وصل کی وہ رات جو گذری کبھی | آپکو ہے یاد کیون کیسی ہوئی
مدتون سے چھوڑ بیٹھے تھے جسے | آگئی پھر یاد کیون کیسی ہوئی
کر دیا پامال اور کہتے ہین آپ | خانمان برباد کیون کیسی ہوئی
مرگِ دشمن پر ہم آکر یون کہین | پھر مبارکباد کیون کیسی ہوئی
وصل کی شب جھگڑون مین کٹ گئی | مفت مین برباد کیون کیسی ہوئی
جب نہ دل ہی ہو تو کیا دل کی امید | زندگی برباد کیون کیسی ہوئی
اب طبیعت خوگرِ جور و جفا | اور ستم ایجاد کیون کیسی ہوئی
تجھکو اے فرہاد اب بھی یاد ہے | عشق کی افتاد کیون کیسی ہوئی
اوڑ گئے سب طائرانِ نغمہ سنج | آہ اے صیاد کیون کیسی ہوئی
ظلم کا تیرے ہے قصہ ہر زبان | پھر کہی فریاد کیون کیسی ہوئی

چاہتا ہے دل کہ دے حسرت یہ داد
یہ غزل استاد کیون کیسی ہوئی

اشعار متفرقات

اپنی آواز تو اے یار سُنتے جاؤ | کہتے ہین تو سب دیدہ و شنید ہو
نہین دیدار دکھاتے ہو تو مشتاقون کو | دل ہی جب ہو دیدار سنتے جاؤ

دل دیا انکو تو بیشبہ خطاوار ہین ہم — قتل کا حکم ہی سرکار سناتے جاؤ

دیگر

یہ تو یقین ہے ترا آنا تو ہے محال — سو سو ترے خیال مگر آئے جاتے ہین

اک موت ہو کہ وہ بھی نہین بس مین آپکے — ورنہ ہزارون مجھپہ ستم ڈھائے جاتے ہین

ہم ہین کہ جان دینے سے انکار ہی نہین — وہ ہین کہ بات بات پہ جھنجلائے جاتے ہین

کیا جانیے وصال مین کیا بات ہو گئی — آنکھین نہین ملاتے وہ شرمائے جاتے ہین

حسرت نہین ہو نام جو منہ دیکے پھر ترا

لے آج تیرے سر کی قسم کھائے جاتے ہین

دیگر

سوچتے ہین وہ کہ پھر آئین کیا — لے چکے ہین دل طلب فرمائین کیا

جب ملائک لکھتے ہین ناگفتہ بات — رند یارب شرم سے مر جائین کیا

دیگر

چھوڑ دین کیون مے پرستی روز محشر دور ہے — ہوش مین پہلے ہی سے ہم ساقیا آجائین کیا

دیگر

غلط ہے ہم تمہارا شکوۂ بیداد کرتے ہین — جو کچھ گذری ہوئی باتین ہین انکو یاد کرتے ہین

یہ عیاری تو دیکھو وہ کسی کا ہو کے بیٹھا — کبھی فرصت جو ہوتی ہے تو انکو یاد کرتے ہین

دیگر

سر برہنہ رو رہی ہوگی قیامت میں کہا شبیر نے
حلق پر پھیرے روان خنجر ہوا اچھا ہوا

ماتم شبیر میں رو کر خزانہ مل گیا
اشک کا قطرہ ہر اک گوہر ہوا اچھا ہوا

آنکھ سے جو اشک نکلا ماتم شبیر میں
رشک لعل تر عقیق گوہر ہوا اچھا ہوا

کیوں نہ ہو افسردگی ماہ محرم آ گیا
مضطرب ہر اک دل مسلم ہوا اچھا ہوا

قبر میں شاہ و گدا کا سب تفاخر مٹ گیا
خاک میں ہر ایک کا بستر ہوا اچھا ہوا

کیا قیامت ہے کہ فوج اشقیا میں تھی یہی
آج ابن فاطمہ بے سر ہوا اچھا ہوا

ہو سکا جس سے نہ سائل کا کبھی رد سوال
حشر میں وہ ساقی کوثر ہوا اچھا ہوا

اس مکان کے واسطے شایان تھا ایسا ہی مکین
تو جو پیدا کعبے کے اندر ہوا اچھا ہوا

آسمان سے کچھ زمین کی سرفرازی بڑھ گئی
جب پیمبر خاک کا سرور ہوا اچھا ہوا

بات تو جب تھی کہ کہتے ماتم شبیر میں
آج ٹکڑے ٹکڑے باب در ہوا اچھا ہوا

اللہ اللہ کوئی دیکھے خاکساری کا عروج
پیشرو خاکی ہی پیغمبر ہوا اچھا ہوا

اشقیا کہتے تھے اب تو مار لو شبیر کو
کشتہ خنجر علی اکبر ہوا اچھا ہوا

ڈوبتا جاتا تھا کس کے دریا میں امت کا جہاز
ناخدا اب سبط پیغمبر ہوا اچھا ہوا

مغفرت کا حشر میں حسرت بہانہ مل گیا
تو مدیح آل پیغمبر ہوا اچھا ہوا

مصنفہ	قطعات	سنہ ۱۸۹۳ء

طبیعت میں انقلاب ہوا
شعر کا لطف کھو دیا تم نے

مفلسی قرض اور ناداری		عیش سارا ڈبو دیا ہمنے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۳ء
تجکو شاباش ہو زمینداری سود لینے کی فکر دینے کی	۲	خوب تو نے ڈبو دیا ہمکو دین دنیا سے کھو دیا ہمکو
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۳ء
باقی رہا ہی گنج فقط ابتو نام کا پوچھے کوئی تو صاف یہ کہنے کی بات ہے	۳	ٹھیکا بھی ہو محال بہت کچھے کام کا ٹوٹا ہو سلطان علیہ السلام کا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۳ء
حیف صد حیف کہ بدلی ہر [illegible] ہو جو انصاف تو خود دلمیں سمجھ لیں اپنے	۴	[illegible] احباب کو [illegible] کا [illegible] کیسی آبنی جان پہ اپنی تو عداوت کیسی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۳ء
ہاے منتشر ہیں وہ احباب کا جلسہ نہ رہا یاد آتا ہے تو کچھ دل پہ گذر جاتی ہے	۵	عیش و عشرت کا وہ وہ نزہت کا چرچا نہ رہا کیا کہیں آپ سے وہ اپنا زمانا نہ رہا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۳ء
بڑھ گئی حد سے سوا ابتو مصیبت میری آپ ہی غور سے گر دیکھوں تو اللہ اللہ	۶	حسن باقی ہے نہ وہ پہلی سی حالت میری میری تصویر سے ملتی نہیں صورت میری
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۳ء

بزم اغیار مین شامل وہ اکیلا ہوگا گو کہ مرتا ہون مگر مجھکو خوشی ہو اسکی	۷	تنہائی و مونس تنہا کی بھی پروا ہی جھمیلا ہوگا میرے مرنے کا بھی اوس کوچہ مین میلا ہوگا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
لشکرِ حسرت و افسوس کا ریلا ہوگا مفلسی کی یہی صورت ہو تو حسرت تمکو	۸	حیف صد حیف کہ غمخوار اکیلا ہوگا کچھ کفن کے بھی تو ملنے مین جھمیلا ہوگا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
پوچھتے کیا ہو مری جان شکایت دلکی بعدِ مردن بھی تربت سے صدا آئیگی	۹	ابتو کچھ ایسی ہے بگڑی ہوئی حالت دلکی حیف صد حیف نہ نکلی کوئی حسرت دلکی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
اسلام مین پیدا کیا گو ہمکو خدا نے تعظیم نہ کیون برجِ مقدس کی کرین ہم	۱۰	اس بات کو لیکن کوئی سمجھتا ہوا جانے دل چھین لیا ہی کسی کافر کی ادا نے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ء
عالم الغیب پہ ظاہر ہے مصیبت میری گو گنا ہون مین گرفتار ہون لیکن حسرت	۱۱	وہی واقف ہی جو کچھ آج ہی حالت میری ہاے افسوس نہ نکلی کوئی حسرت میری
مصنفہ	دیگر	سنہ ۹۵ و ۱۸۹۶ء
ایسی برسات سے کیون ہو نہ زمانہ غمگین اوس سے پیاس کا بجھنا تو ہے دشوار مگر	۱۲	ڈوبتے کو نہین تنکے کا سہارا بھی کہین کیا قیامت ہی کہ گرتی ہی یہان اوس نہین

مرتے ہیں سبتے کی تو اب کوئی بھی امید نہیں
اوس پہ لو سی بھی پہنچی ہے یہ تماشا کیسا

دیگر — مصنفہ — سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء

۱۹
خشک آتی ہو نظر جبکہ ہر اک سمت زمین
ایسی حالت مین نہ کیونکر ہو زمانہ غمگین
ابکی برسات کا کچھ حال ہو ایسا حسرتؔ
ابر آتا ہی مگر ہای برستا ہی نہین

دیگر — مصنفہ — سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء

۲۰
فکر محصول کی گر کیجیے تو ہیہات کہان
اور باقی جو اوگھا لیتے تھے وہ بات کہان
تم زمیندار ہو تو صاف سمجھو حسرتؔ
خشک سالی کا یہ عالم ہو تو دیہات کہان

دیگر — مصنفہ — سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء

۲۱
یہ خشک زمانہ ہی کہ ہین سخت جگر خشک
ہر چیز نظر آتی ہے اسوقت مگر خشک
لازم او سے پھر ہوتا ہے خشکی کا جو اثر
تنخواہ ملازم کی مقرر ہو اگر خشک

دیگر — مصنفہ — سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء

۲۲
خشک سالی ہو موت سے بدتر
حال یہ ہے جہان کا ابتر
کیون نہ مخلوق پھر کہے حسرتؔ
کال آیا نہ کال بھی آکر

دیگر — مصنفہ — سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء

۲۳
قحط کے حال پہ رونا تھا سو وہ بھی نہین
ہو گئے خاموش کہ جو کچھ ہو خدا کی مرضی
خشک سالی کا یہ عالم ہو کہ دل خشک ہوا
اشک بھی آنکھ مین آتے نہین بارش کیسی

دیگر — مصنفہ — سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء

دیگر

٣٠
ایسا جہان مین اب کے پڑا خشک سال ہی — معشوق کے بھی چھوڑنے کا احتمال ہی
عشاق منہ کو پھیر کے کہنے لگے ہین اب — اس دور مین تو دل کا بھی دینا محال ہی

دیگر

٣١
نہین معلوم کہ کیا دیتے تھے کیا رکھتے تھے — ہم بھی وسانہ کوئی تیرے سوا رکھتے تھے
قحط مین اپنی زبان پر ہی یہ مصرع حسرت — ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

دیگر

٣٢
یہ تو ظاہر ہے کبھی چین زمانے کو نہین — جو کہ گذری ہوئی باتین ہین وہ آنے کو نہین
اب کے کچھ سال کا لیکن ہی فسانہ ایسا — کیا قیامت ہی یہان زہر بھی کھانے کو نہین

دیگر

٣٣
ہائے کیا کھائین آج ہم کھانا — کیون نہ معلوم پھر ہو سم کھانا
جب رعایا کا حال ہو ایسا — اون پہ مشکل ہوا قسم کھانا

رباعیات

مصنفہ — سنہ ١٨٩٣ع

رباعی ١
آئے ہین بڑی دھوم سے ماہ رمضان — روزہ کو ہے تیار ہر اک پیر و جوان
تقدیر نے لیکن یہ کہا ہے حسرت — روزہ کے سوا اور ہے کھانے کو کہان

دیگر

مصنفہ — سنہ ١٨٩٣ع

٢
یارب نہین معلوم وہ کیا کیسا ہی — ہے ذائقہ اچھا کہ برا کیسا ہی

کچھ اسکے عجب طور کی برسات آئی جو کچھ کہ بنے تھے مکان تھے اپنے	٨	اور اپنی تباہی بھی لگے ہات آئی یہ اونکے لئے مرگ مفاجات آئی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تقدیر کو دیکھا ہے بہالا ہمنے ٹلتا نہیں تقدیر کا لکھا لیکن	٩	تدبیر سے گو کام سنبھالا ہمنے ابتک تو بہت کام نکالا ہمنے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
افسوس مری ہے وہ حالت نہ رہی کچھ تفرقہ افلاک نے ایسا ڈالا	١٠	وہ عیش نہ وہ احباب کی صحبت نہ رہی وہ رنگ مرا اور وہ صورت نہ رہی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تکلیف بھگتتے ہوے گذرے وہ سال گر ایک ہو تو نام بتاؤں اوسکا	١١	اور ایسے کہ ہے رات کو سونا بھی محال دو چار ہیں امراض اکھٹے فی الحال
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تکلیف مرض اور وہ قرضے کا خیال تصویر بھی اوسکی کوئی دیکھے تو کہے	١٢	آمد نہ ہو دو پیسے کی جسکو فی الحال کیونکر نہ ہو اس شخص کو جینا جنجال
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
حسرت کا کوئی ہمنے نہ پوچھا احوال یا تو کبھی آزاد رہا کرتا تھا	١٣	کمبخت پہ کچھ ایسا پڑا آکے وبال یا فکر میں ہے قید بدن کا سربال

سردی ہی نہ گرمی ہی تماشا یہ ہے | حسرت ہے کسی چیز کا ہو لطف نہ کہاں

دیگر

۲۰
ظاہر نہین سوزشِ نہانی میری | برباد گئی عبث جوانی میری
مانا کہ نہ آئیگا ترحم تمکو | سُن لیجیے پر رام کہانی میری

دیگر

۲۱
اک قہر ہوا عجب قیامت آئی | بے طور کسی جگہہ طبیعت آئی
آرام بھی چلدیا اوسی کے ہمراہ | دل دیکھیے یہ ایک اور آفت آئی

دیگر

۲۲
ارمان سا بھر رہا ہی دل مین | اک درد سا اوٹھ رہا ہے دل مین
کیا جانیے ہوئی یہ کیا قیامت | کیون شور سا مچ رہا ہے دل مین

قطعہ در تعریفِ فلفلِ سبز

ہو چلی تھی جو مری کند ذرا طبع روان | فلفلِ سبز کا دل نے یہ کہا کیجیے بیان
فلفلِ سبز کی تعریف کوئی کیا لکھے | سبز بختی کا بھی ہند کی ہی ایک نشان
رنگ وہ رنگ ملاحت وہ ملاحت کیسی | دیکھکر جسکو ہوا ایک زمانہ قربان
ہای وہ قد کہ جو چھوٹا ہو تو غنچہ کہیے | اور جو بالا ہو تو کہہ دیجیے پھر سرو روان
سرو کی گر کوئی پوچھے کہ روانی کیسی | توڑ لے اسکو تو کھلتا ہی ابھی رازِ نہان
یا تو کچھ باغ کی رونق تھی اوسی کے دم سے | یا ہوئی آکے ابھی زیب دہ دسترخوان

قدر دان اوسکے زمانے مین ہین اہل دلی
سرخ ہو جای تو یاقوت کی کچھ اصل نہین
سبز پتون مین نظر آتی ہو سرخی اسکی
ذائقہ چکھیے تو تیزی سے تمہین کھلجائے
گول ہو کر جو کبھی شاخ پہ رہجاتی ہے
قد کی پوری ہو تو پھر اوسمین تامل کیا ہے
آجتک اسکی ہے حورون کو تمنا باقی

آشنا اسکے [illegible] سے ہی کچھ اوسکی زبان
رنگ سے اسکے مشابہ نہین شاخ مرجان
دان کے کھیت مین یا عکس شفق کا ہے عیان
شوخ معشوق کی جس طرح ہو تیز زبان
ہم سمجھتے ہین اوسے عقدۂ راز پنہان
سبزہ رنگونکی زمانے مین ہے تصویر عیان
اسکے جلوے سے جو محروم رہا باغ جنان

اسکے کھانے سے وہ کچھ ملتی ہے لذت حسن
جیسے گویا کسی مایوس کا نکلا ارمان

قطعہ در تعریف پٹاخہ

کچھ عجب چیز ہین پٹاخے بھی
نام سے اسکے چونک پڑتے ہین
کیا سُریلی صدائین آتی ہین
واہ وا مرحبا تعال اللہ
جب چھوٹے ہین ڈنک وہ آکر
اونکی ہر بات اک تماشا ہے
کان پر یا صدائین دیتے تھے

[illegible]
آشنا جو ہین خواب غفلت کے
گانے والے ہین ہین دھرپت کے
کان کاٹے ہین صاف ارگن کے
ڈرتے ہین اوٹھتے جوبن کے
ابھی اوڑ گئے ابھی آئے
ہات اوٹھاؤ تو بس نہین ملتے

زور ان پہ ذرا نہین چلتا — یہ تو اوستاد سیکڑے رستم کے
ہو زبردست یا ہو کچھ کمزور — کاٹے کان ہین یہ دونون کے
کیسے آرام سے نہ پھر سوئین — ہمسے ہوجائے دوستی ان سے

جب ہوا آگئی تو پھر حسرت
نہین ملتے پتے بھی پھر کے

قطعہ دربیان خواب غفلت

نیند بھی ہے جہان مین اک چیز — جس سے ملتی ہے کسقدر راحت
کیسی ہی آدمی ہو آفت مین — جب یہ آئی تو ہوگئی غفلت
عاشقون کے لئے تسلّی ہے — کاٹتی ہے یہی شب فرقت
اس کا آنا ہے موت کا آنا — موت سے کچھ نہین مگر نسبت
کیسے ہی شیر دل ہون رستم ہون — ہار دیتے ہین اس سے سب ہمت
جب یہ آنکھون مین آگئی پوری — خوف دشمن نہ دوست کی حاجت
اسکے آتے ہی ہوگئے خاموش — جنکو شور و بکا کی تھی عادت
راحت روح عاشقان ٹھہری — گو کہ آتی نہین شب فرقت

اسکی تعریف کوئی کیا لکھے
اس سے بہتر نہین کوئی نعمت

در شکریہ جناب میر ابوالحسن صاحب سابق تحصیلدار استھرا

مصحفِ رخ سے ترے یہ جو ملا اے نوشاہ — اب تو بے شبہہ بنا حافظِ قرآن سہرا
اسکو بھی نقش کے جھڑنے سے خلش ہوتی ہے — رخِ نازک پہ ہے نوشہ کے جو نمایان سہرا
چھڑکے زخمِ دلِ حاسد پہ یہ جنبش سے نمک — تیرے حسنِ نمکین سے ہے نمکدان سہرا
یہی باعث ہے کہ کانوں سے لگا ہے تیرے — تا کہ ظاہر کرے کچھ خواہشِ پنہان سہرا
نغمہ و دف ہے کہیں ساغر و بادہ ہے کہیں — لیکے آیا ہے بہت عیش کا سامان سہرا
رخِ نوشاہ سے مل مل کے ہوا کھائی ہے — کیون نہ پھر فرطِ طرب سے ہو یہ رقصان سہرا
مرتے رشک سے یہ بات گوارا نہ ہوئی — حاسدوں کی تو ہوا جان کا خواہان سہرا
کچھ عجب بات ہے ان دونوں سے بڑھکر ہے چمک — مہِ تابان ہے نہ خورشیدِ درخشان سہرا
جسطرف دیکھئے آتی ہے نظر ایک بہار — آج یہ بزمِ طرب میں ہے گل افشان سہرا
بزمِ شب میں ہے خورشید کے آثار عیان — یا ہوا ہے رخِ نوشہ پہ درخشان سہرا
رکھ رکھاؤ سے ہے یہ دولہا و دولہن کی ثابت — عشق اور حسن سے ہے دست و گریبان سہرا
رخِ نوشاہ پہ آیا ہے تو عزت یہ ہوئی — سب سے تعظیم کا ہونے لگا خواہان سہرا
مفت میں خوبیِ قسمت سے یہ عزت پائی — نہ تو دامن ہی بنا اور نہ گریبان سہرا

آج پوری ہوئی حسرت کی تمنا یہ تھی
باندھیں سر پر ترے فیاض علیخان سہرا

دیگر

خدا کی شان دکھائے یہ آسمان سہرا — تمہارے سر پہ بنا ہے جناب بہ عز و شان سہرا

بندھا ہی سر پہ ترے اب یہ عز و شان سہرا
خوشی سے [illegible] آستان سہرا

ہوا ہے رونقِ محفل جو بے گمان سہرا
تو انجمن مین کرے کیون نہ گرمیان سہرا

ہوا سے ہلتی ہین لڑیان یہ ہی خیال غلط
خوشی سے آج بجاتا ہے تالیان سہرا

عروج اسکو ملا ہی یہ تیرے سر چڑھکر
زمینِ حسن کا ہے آج آسمان سہرا

اسی سبب سے ہر اک تار ہو جدا اسکا
اُڑائیگا دلِ حاسد کی دھجیان سہرا

یہ سارے عیش و طرب تو اوسی کے طفیل ہین
بنا ہے منزلِ عشرت کا سائبان سہرا

خیال تھا رخِ نوشاہ تک وہ پہنچے
بنا ہے نظرِ بد کا پاسبان سہرا

کھلا ہے پھول رخِ روشن پہ تیرے پل ہلکر
گرائیگا دلِ حاسد پہ بجلیان سہرا

دولہن کے گھر پہ پہونچکر کھلا ہی یہ احوال
کھلائیگا نہین بے وجہ گلیان سہرا

یہی سبب ہے کہ کانون سے اور رخ سے ملا
رموزِ حسن کا ہے ایک رازدان سہرا

فروغِ حسن ترا دیکھکر پسِ شرم چھپی
زبانِ حال سے کہتا ہے الامان سہرا

سنینگے ہند کے شاعر تو یہ کہینگے ضرور
بہت نفیس ہے عشرت کا یہ بیان سہرا

مثنوی

سنیے ہمراز دوستو سنلو
اس طرف بھی ذرا خیال کرو

تمکو کچھ حال مین سناتا ہون
نئی ترکیب اک بتاتا ہون

رنگ جو ہو گیا زمانے کا
اس سے واقف ہے سب بڑا چھوٹا

ہو گئے اور ہی علوم و فنون — بید لیلی کا بن گیا مجنون

یعنی جاری ہوئے علوم جدید — لوح سیمین بنی ہے لوح حدید

مشرقی جو علوم تھے سارے — جو فلک پر بنے تھے سیارے

جنکا پرتو جہان مین پہیلا — اک جہان جنسے فیض پاتا تھا

جنکی تھی اک جہان مین شہرت — جنکو مانے ہوے تھی سب خلقت

جنکا ڈنکا جہان مین بجتا تھا — جنپہ سارا جہان شیدا تھا

فلسفی اور نجومی اہل کلام — سب سمجھتے تھے اونکی بات الہام

جنکو مانا تھا آپنے لاریب — ابتو نکلے ہین او وہین ہی معیب

آسمان کا وجود ہی نہ رہا — بود و نابود بود ہی نہ رہا

گو نفس سے مجاہدہ ٹھہرا — سب سے افضل مشاہدہ ٹھہرا

یعنی جو کچھ خلاف نیچر ہو — مانتی عقل اب نہین اوسکو

کیون نہو اک جہان کو لغزش — ہوگئی ہے زمین کو گردش

یہ جو بدلی جہان کی حالت — شاعری کی رہی نہ کچھ وقعت

پوچھتا اب نہین کوئی اوسکو — آپ ہی آپ دل مین غور کرو

جسسے کچھ فن شاعری ہے مراد — اوسکو رکھا ذرا نہ تمنے یاد

یعنی پہلے وہ شاعران عرب — جنسے جاری ہوا ہے علم ادب

اونکا گر کچھ کلام دیکھو تم — اپنے ہی منہ کو آپ نوچو تم

جان سے جسنے ہی کھویا مجھکو — عشق مین جسنے ڈبویا مجھکو
کام سے جسنے چھوڑایا مجکو — یاد سے جسنے بھُلایا مجھکو
جس نے برباد کیا ہای مجھے — جس سے ناشاد کیا ہای مجھے
مضطرب جس نے کیا ہی مجھکو — رنج جس نے دیا ہی مجھکو
جس نے ارمان ہی کھویا سبکی — ایکدن ساتھہ نہ سویا سبکی
جس نے اسدرجہ ستایا مجھکو — مفت دیوانہ بنایا مجھکو
کھویا عشق کی بیتابی نے — جان لی چشم کی بیخوابی نے
دل نے بیتاب بنایا مجھکو — مفت مین ہای ستایا مجھکو
کیا کہون آہ کہ کیا مجکو ہوا — نہین کھُلتا کہ ہی باعث کیا
رنج کبتک مین وٹھاؤن ایسے — شور کبتک مین مچاؤن ایسے
صبر کبتک ہو تحمل کبتک — اوستمگر یہ تغافل کبتک
ہو عنایت تو تغافل بھی سہی — اور دلجو یہ تجاہل بھی سہی
روز کے رنج اوٹھاؤن کبتک — بات مین لب پہ نہ لاؤن کبتک
مجکو ہرگز نہ شکایت ہی کوئی — صبر کی کچھ نہ نہایت ہی کوئی
خیر ابتک تو مین خاموش رہا — دیکھیے تو کہ نہین کچھ بھی کہا
دل مین آئی نہ شکایت ہرگز — لب پہ آئی نہ حکایت ہرگز
مرچلا ہاے مین کبتک کہون — اب نہین تاب کہ چُپ بیٹھہ رہون

کیا کہوں آہ کہ اب تاب نہین | ہوش مین ہی دل بیتاب نہین
مین بھی ناچار ہون اب کہتا ہون | دوستو سنو جو غم سہتا ہون
یعنی کہتا ہون مصیبت اپنی | ابتدا ہی سے حکایت اپنی
جس نے کچھ رنج اوٹھایا ہوگا | کچھ مزا ہجر کا پایا ہوگا
وہی دیگا مری تقریر کی داد | مرحبا چرخ کے ہاتھون بیداد
قصہ کوتاہ کرون راز عیان | کھا گیا ہے مجھے سوز پنہان
مین بھی اب کھولون زبان کو اپنی | جوش مین لاؤن فغان کو اپنی
جو کہ گذرا ہے سراسر کہدون | قصۂ عشق ستمگر کہدون
یعنی اک شوخ پہ ہم مرتے تھے | دل و جان اوسپہ فدا کرتے تھے
اور وہ دشمن ارباب وفا | جسکی عادت ستم و جور و جفا
کج ادائی کو ادا جانے وہ | بیوفائی کو وفا جانے وہ
خواب مین بھی نہ تصور آئے | نام عاشق سے تنفر آئے

در تہنیت پیدایش نبیرہ جناب راجہ محمد باقر علیخان صاحب رئیس پنڈراول

واہ کس لطف سے اس جشن نے پائی ترتیب | [illegible] آگے ہوئے جشن عزیز و قریب
یعنی اللہ نے فرزند کو فرزند دیا | راجہ صاحب کو ہو یہ آج مبارک یہ نصیب

قطعہ در تعریف ناصر الدولہ [illegible]

ہای پیر ضعیف ناصر خان / دار دنیا سے سوے خلد گئے

سو برس کے قریب عمر ہوئی / پر قوا تندرست تھے سارے

کھیل رہتا تھا روز چوسر کا / ہاے کیسے مزاق کے وہ تھے

چال چلنی نہ اونکو آتی تھی / مہربان اور گوبنا تے تھے

وہ بگڑنا ذرا سی باتوں پر / اور کہنا کہ ہم نہین چلتے

گوٹ کو ایک گھر کے رکھنے پر / سیکڑون اونکو ہوتے تھے جھگڑے

ایک کوڑی کی صاف چت پٹ پر / ابھی راضی ہوئے ابھی بگڑے

ہار کر بازی اونکا اوٹھ جانا / اور کہنا کہ ٹھہرو کھیلین گے

یاد آ آکے روز اوٹھتی ہے
ہوک سی ایک دل مین حسرت کے

قطعہ تاریخ وفات ناصر خان مرحوم

میرے اک دوست تھے جو ناصر خان / نرد کا کھیل تھا جن سے جاری

پیش و پنج طبیعت کو ہوا / کچھ ہوئی تھی نہ اونکین بیماری

اوسکے مرتے ہی ہوا کھیل خراب / ہر گئی عقل کی چوسر ساری

فکر تاریخ جو حسرت کو ہوئی / یہ ہوا شعر زبان پر جاری

ہارت کہکر یہ کہا ہاتف نے
ملک الموت سے بازی ہاری
۸۷۳

قطعہ تاریخ رحلت جناب عمو صاحب نواب ممتاز الدولہ سر محمد فیض علیخان صاحب بہادر کے سی ایس آئی مرحوم رئیس اعظم قصبہ پہاسو ضلع بلندشہر نور اللہ مرقدہ

ہائے وہ فیض علیخان نامدار
ہائے [illegible] جنکے تھا [illegible]

تھیں امیدیں یہ کہ اپنے ہاتھ سے
اسکو چھوڑیں گے وہ ساحل پہ لگا

چلدیئے وہ خلد کو اور بیچ میں
رہ گیا یہ قوم کا بیڑا پھنسا

بدنصیبی ہی تری اے قوم یہ
سوچ تو یہ تو نے کیا کھو دیا

کون پچھلوں میں ہوا اس شان کا
اور آگے کو تو ہے امید کیا

کسکی یہ توقیر یہ عزت ہوئی
کسکو [illegible] [illegible] تمغا [illegible]

کون ایسا ہے کہ جسکے نام سے
نام روشن ہو گیا ہے قوم کا

وہ ہی ایسے تھے کہ جنکے ساتھ ہی
مٹ گیا جو کچھ کہ باندھا [illegible]

اب کہاں ہے اتحاد و اتفاق
کچھ نہیں ہے بغض و کینہ کے سوا

وہ ترقی ہے نہ وہ اسباب ہیں
اور ہی کچھ ہو گیا [illegible] سب

صاف تو یہ بات ہے اس قوم میں
اب نہیں ہے کوئی ایسا دوسرا

ہے یہی تاریخ اپنے ہاتھ سے
کھو گیا اک [illegible]

یہی حالت ہے تو اے حسرت [illegible]
اب اکیلا قوم کا باقی رہا

ولہ

رئیس پہاسو تھے وہ سبز بخت
ہرا قوم کا جن سے سب تھا چمن

سوئے خلد تشریف وہ لیگئے
یہان چھا گیا ابر رنج و محن

امیدین ترقی کی مٹنے لگین
تنزل نے چاہا کہ کیجے وطن

نشان مٹتے جاتے تھے اقبال کے
اور ادبار کرتا تھا جاری چلن

یہ حالت جو دیکھی تو اکبارگی
مرے دل مین پیدا ہوئی اک جلن

یکایک کہا ہاتف غیب نے
ذرا غور کر دل مین اے پر محن

وہ تھے بندۂ خاص پروردگار
بہشت اونکا ہے خاص پہلا وطن

کہینگے وہ درگاہ باری مین جب
یہ سب قوم کا جا کے حال کہن

سفارش ترقی کی ہو جائیگی
رہیگی نہ یہ قوم زیر محن

سمجھ سے ہے تجھے تو یہ تاریخ ہے
گیا ہے وہان پیک شیرین سخن
۱۲ ۱۳

ندا یہ جو آئی تو حسرت مجھے
ہوا دل سے کچھ دور رنج و محن

ولہ

ہائے وہ نواب جنکے فیض سے
ہند کا شاداب رہتا تھا چمن

خلد کو وہ تو سدھارے اور یہان
گل ہوا ہے اب چراغ انجمن

فکر ہے تاریخ کی حسرت اگر
کہہ بھی دے تو بھی ولی روشن سخن
۱۲ ۱۳

ولہ

پہلے ہو حسد کو نواب ہو گا … تمہارا احمد مختار ہادی
پہونچنے کی کہوں تاریخ حسرت … سوی جنت ہوا غفار ہادی

قطعہ تاریخ وفات اہل خانہ مصنف ۱۳۰۱ف

عصمتی زوجہ کا مرنا ہے ستم … کیوں نہ ویران ہو دیار خاتون
فاتحہ پڑہ کے یہ حسرت نے کہا … ہوئی تاریخ مزار خاتون

قطعہ تاریخ رحلت جناب حاجی محمد انور شاہ صاحب مرحوم مغفور ۱۳۰۵

حیف یہ آج کس کا ماتم ہے … آسمان جس سے ہو گیا ہے سیاہ
کیوں تلاطم ہوا ہے دنیا مین … کون اوٹھ گیا ولی اللہ
سب پریشان آج پھرتی ہے … خلق کا کیوں ہوا ہے حال تباہ
یہی کچھ فکر تھی کہ حسرت نے … مجکو اس طور سے کیا آگاہ
تجکو ابتک نہین خبر کمبخت … دو گھڑی کو کھلی تھی خلد کی راہ
کسلئے کیون کھلی سبب کیا ہے … تجکو اس بھید سے کرون آگاہ
جو کہ پابند تھے شریعت کے … اور طریقت کی جانتے تھے راہ
وہ گئے آج دار فانی سے … سوئے خلد برین بحشمت و جاہ

صاف اونکا ہوا یہ سال وصال
نور عرفان محمد انور شاہ ۱۳۰۵

ایضاً

حیف حاجی محمد انور شاہ — جو یگانہ تھے مرشدِ کامل
کر کے تلقین سب مریدون کو — آپ خود حق سے ہو گئے واصل
حور و غلمان ہو صاف گفتہ تھے — جب ہوئے جا کے خلد مین داخل
فکر تاریخ کیون ہے حسرت کو — وہ تو پہلے ہی ہو گئی حاصل

نامِ نامی سے یک باجدم
غیب سے لفظِ مرشدِ کامل
١٢ھ

تقاریظ و قطعاتِ تاریخ دیوان حیرتکدۂ حسرت از شعراے نازک خیالان فصیح البیان

قطعہ تاریخ از تراوشِ قلم معجز رقم شہنشاہِ سخن ناسخ زبانہاے کہن
استاد عالی شان بلیغ بیان جوہر تیغ زبان آوری و نکتہ دانی
ج محافلِ سخن سنجی و محاورہ بیانی دُرّۃ التاج شاعران زمانہ
مہرِ دستارِ دانشمندانِ فرزانہ مصلحِ کاشانۂ فصاحت و بلاغت
تلح دکاکین سلاست و متانت المخاطب دبیر الدولہ فصیح الملک

ناظم یار جنگ جہان اوستاد بلبلِ ہندوستان اوستادی فصیح الملک
جناب نواب مرزا خانصاحب بہادر داغ دہلوی دام ظلہم

دے حسنِ قبول اسکو یارب
مطبوع ہوا کلام حسرت

جیسا ہی مصنف اسکا ذیقدر
ایسی ہی کلام مین ہی شوکت

اس رتبہ کی ہو یہ جسکی تصنیف
کیونکر نہ کرین ہم اسکی مدحت

وہ معدنِ حلم و علم و دانش
وہ مخزنِ فیض و جود و ہمت

وہ اخترِ آسمانِ اقبال
وہ گوہرِ بحرِ جاہ و حشمت

یہ باغِ سخن ہی وہ فرح بخش
پہنچی ہی مشامِ جان مین نکہت

گلزارِ سخن ہی روح افزا
نظارہ سے جسکے دلکو فرحت

معشوقون سے پوچھو اسکی شوخی
عشاق سے پوچھو اسکی لذت

اشعار کا جابجا ہے چرچا
دیوان کی جابجا ہی شہرت

الفاظ مین کسقدر ہی شوخی
معنی مین ہی کسقدر نزاکت

ہر سطر ہے اوسکی زلفِ لیلیٰ
پھر ہین سطور مہر طلعت

کیا کیا ہی ترقی مضامین
کہتے ہین اسی کو بڑہتی دولت

ای داغ یہ لکھدے مصرع سال
موجودہ خزینۂ فصاحت

۱۵ ھ ۱۳

نظیر طرزِ سخن لطیفہ شاعرِ نازک خیال ظہوری ظہور ظہیری

نظیر ہمپایہ سحبان در فصاحت و بلاغت جناب مولوی عنایت علی صاحب متخلص بہ عنایت ساکن بانس بریلی

الحمد للہ علی کمال الذات والصفات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر البریات

وعلی آلہ واصحابہ الف الف مرات الراقمہ

خدا کی ثنا اور نعت نبی ۔۔۔ ہوئی ہے کسی سے نہ ہوگی کبھی

کرے مدح اصحاب کسکا ہے منہ ۔۔۔ بڑی بات ہے اور چھوٹا ہے منہ

سبحان اللہ وبحمدہ آج کیا اچھا روز میمنت اندوز ہے کہ کنور محمد اعجاز علیخانصاحب عالیجناب نازک خیال شیریں مقال شاعر زبردست نکتہ فصیح گفتار نکتہ پیداز اعجاز طراز رئیس سعد آباد خجستہ بنیاد ضلع متھرا کا دیوان معجز بیان کی تقریظ کا مجھکو خیال ہوا ہے جسکا ہر شعر إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً کی ایک نفیس وعمدہ تفسیر ہے تصریح اس مقال اور تشریح اس اجمال کی اس منوال پر ہے کہ یہ مجہول حسب معمول واسطے حصول مجمول کے کہ عبارت روزینہ معینہ سالیانہ سے ہے سعد آباد گیا خانصاحب موصوف نے دیوان اپنا دکھایا بیشتر خصمانہ بنظر تعمق و غور مشاہدہ کیا تو شعر سے خالی از رقاقت سے تہی فصاحت سے مالامال بلاغت سے بھرا پایا جب من اولہ الی آخرہ مشاہدہ کیا الواقعہ

پھر کہا اوسنے مجھسے یوں شاد ۔۔۔ اے رفیق شفیق اے اوستاد

سال تاریخ تو بھی کہہ اسکا ۔۔۔ سب اٹھی جہان میں نمبرا

مین یہ بولا کہ ای فصیح زبان | مجکو اوّل تو قدرت اتنی کہان
اور سوا اسکے اب وہ شوق کہان | شعر گوئی کا مجھکو ذوق کہان
شعر ہے ولولہ جوانی کا | پیر فانی کو اس سے نسبت کیا
اب ہوا مین ضعیف و زار و نزار | ایک مصرع بھی لکھنا ہی دشوار
عمر اسّی سے ہو گئی ہے زیاد | باقی اب حافظہ رہا ہے نہ یاد
کیسے اشعار کیسی تاریخین | کیسے قطعے کیسی تقریظین
عمر اب ہو چکی رہی ہے قلیل | کیسے ارشاد کی کرون تعمیل
بولے تقریر کو نہ دیجیے طول | طول بے فائدہ ہے اور فضول
سال تاریخ کیجیے ارقام | کہ یہ ہے بہترین ختم کلام

پہر مینے پہلو تہی کیا اور بمنت و سماجت اس کار دشوار سے بچنا چاہا اور یون عرض کیا سہا کی کیا تاب کہ آفتاب عالمتاب کے سامنے تاب اپنی دکھائے چراغ کو کہان فروغ کہ مشعل ماہ کے آگے فروغ پائے یعنی کہان یہ سفال ریزۂ بیمقدار اور کہان وہ جواہر آبدار کہان یہ خزف پارہاے ناہموار کہان وہ لآلی شاہوار۔ مصرع: بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ پہر فرمایا تبرکاً و تیمناً جیسا لکھا جائے لکھیے تاخیر نہ کیجیے لہٰذا

مین بہی پہر تو قلم دوات اوٹہا | لکہنے بیٹہا تو پہلے کی یہ دعا
رہین حضرت بعیش و عزّ و وقار | اور دشمن رہین ذلیل و خوار

گو سپہر قلم مین بوجہ ضعف کہن سالی کی طاقت نہتی اور یارا نہین طاقت نہتی مگر بمقتضاے الامر فوق الادب

نگاہ مین آتا ہی اور جس سمت نظر کیجیے پریزادانِ سحر بیانی اور شاہدانِ سخندانی اور فسونپردازی
اور جادو طرازی جو شوخی و فروشی کرشمہ کرتی ہوئی ہر سمت نظر آتا ہی اگر اس نگارستان سخنوری
و جادوگری کو کہیے تو زیبا ہے اور چاہے ساحری نام رکہیے تو زیبا ہے نہین نہین نسبت ساحری
محض بیجا ہے اور مثال جادوگرون کی سر بسر خطا ہے ۔ عصای کلیم کہنا روا ہی کہ تمام
خوارقِ عادات اوس سے ظہور مین آئے اور نخلِ موسی کہنا زیبا ہے کہ جسنے ایسے ایسے
گلہای معانی شگفتہ کہلائے ۔ اگر حسینانِ پریزاد آویزۂ گوش ہوش کرین تو مناسب ہے
اور عاشقانِ جانباز اپنی جانین نثار کرین تو واجب ہے ۔ بارک اللہ کیا اس ناظم سحر بیان نے
کیا مرتبہ رفیع پایا ہے اور اردوے معلی کو کس رفعت پر پہنچایا ہے ؎ حاسد نہ کرین بیان
تو شکایت ہی نہین ہے ۔ انصاف تو کہتا ہے خداوند یہی ہے ۔ زبان شستہ و رفتہ
مضامین گلدستہ فصاحت شیرین بیانی پر فریفتہ بلاغت نازک خیالی پر شیفتہ الحاصل للراقمہ

ہر اک شعر اسکا آبروی گلشن
ہر اک صفحہ بہارِ گلشن عشق

ہر اک مصرع ہی اک سرو دلاویز
ہر اک تختہ ہی گل نکہت آمیز

سبحان اللہ ہر نقطہ سواد مردمک دیدہ اہل بصیرت ہے ہر لفظ رشکِ تجلی نخل طور ہے سپیدی
صفحہ جبین حور سے پیشانی ہے سیاہی الفاظ مشکین خجلت دہ شبِ قدر ہے
یا یہ نہر آب حیات ہے اور یہ شب ظلمات ہے اور مجھ سے پوچھو تو یہ دیوان کیا ہی
ایک دُرِ یکتا ہی لعل بے بہا ہے مرآتِ پر ضیا ہے جام جہان نما ہی زیب رخسار زیبا ہے

مشتاق ... آتش ... ناسخ ... آتش ... جب ... تھا ... سے ... ہین ... یاد ... بیختہ ... کے ... متبحر ... اکثر ... ہین
پر آسنے اضافت فرماتے تو اس کلام کو فخر کلام ٹھہراتے تخلص شوارئ ہے کہ بوقت حیات
مدت چند الا اقتدار کنور محمد شاد علیخان صاحب مرحوم کہ جنکے شاگرد رشید تھے اور صنعت کے
والد ماجد مین اونکو کلام مجید حفظ کراتا تھا اور واسطے حصول فنون شاعری کے کتب منظوم مرتب
القدم پڑہاتا تھا اور عیدیان جو دیتا تھا صنعت توشیح مین کہ بیس بیس شعر سے زیادہ ہوتے تھے
تیار کر دیتا تھا اور وقتاً فوقتاً یاد کرا دیتا تھا بعد چند مدت کے کتب فارسی و صرف و نحو ضروری کی تحصیل
کی اور ریاست مین ملازم رکھکر انگریزی کی بھی شوقیہ تکمیل کی آپ کو عنایت الٰہی سے اٹھتیس برس کا
سن ہے کتب سیر سے شوق ہے اور قصص سے ذوق ہے طبع آزادانہ ہے مزاج شاہانہ
ہے شہرت کو بہانہ ہے خصلت حاتمانہ ہے عین ریعان جوانی و عنفوان شباب مین اکثر مختلف اشعار
قطعات و رباعیات تحریر فرمائین جب فنون شعر و حسن و قبح اوسکے سے طبع ماہر ہوئی تو ناپسند
آئین تقویم پارینہ جانکر پارہ پارہ کین اور ایسے ہی بہت غزلین اور مثنویان تحریر کین مانند اوراق
ناکارہ کے نوارہ فوارہ کین غرضکہ ہر علم و فنون مین یگانۂ آفاق ہین اور کمالات مین طاق ہین للواقعہ

لائق و فائق و ظریف و کریم — افصح و ابلغ و حلیم و فہیم
صاحب عز و جاہ رفعت و شان — فخر تمکین و نازش دوران
خوش سخن نغز گو ہنر پرور — دیدہ ور نکتہ جو سخن گستر
ہین تصانیف انکی حد سے زیاد — نام کیا کیا کرون مین اونکے یاد
ہین فصاحت مین اول سحبان — اور بلاغت مین ثانی حسان

بیان تازہ و نازک رنگیلے ہیں
رنگِ گل سے زیادہ نزاکت ہے

ہوئی تاریخ کی مجھسے جو فرمائش
عنایت پہ بہت اونکی عنایت ہے

لکھوں کیا وصف ونکا میں کہ کچھ مجھکو
لیاقت ہے نہ طاقت ہے نہ ہمت ہے

مگر ناگہہ فصاحت نے کہا لکھ دے
عجب شیرین زبانی و فصاحت ہے

ولہ

لکھا اشعار عاشقان نے عجب
وہ دیوان ہے مثالِ بستانِ خوشنما

ہر اک شعر میں وہ گلِ نو شگفتہ
کہ جسپہ ہو سو جان سے بلبل فدا

مضمون رنگین وہ ایسکی بہار
کہ رنگِ چمن دیکھکر ہو ہوا

تر و تازہ وہ وہ مضامین خوش
جسے دیکھکر غنچۂ دل ہو وا

ہر اک مصرعِ نو ہلالِ فلک
ہر اک شعر رخشان مثالِ سہا

نئی طرز ہے اور نئی بندشیں
طبیعت کا کچھ رنگ ہی ہے نیا

لطافت سے خالی نہیں کوئی لفظ
فصاحت سے دیوان ہے سارا بھرا

وہ لطفِ کرشمہ وہ خوبیِ حسن
ہے دردِ دلِ عاشقان کی دوا

نقاط اوسکے خالِ لبِ دلبران
سخن جو ہے وہ اثر سے پُر صفا

عنایت کو تھی فکر ہر دم ہی
کہ تاریخ طبع اسکی لکھوں میں کیا

کہا ناگہہ کہا بلبلِ طبع نے
گلستانِ زیبا ہے حسرت فزا

ولہ

اوستاد بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ

زلالِ حمد و نعت اولی ست بر خاکِ ادب خفتن ۔ سجود بینوا ان کردن در رود بستون گفتن

ستایش و نیایش گوناگون اوس صنعتِ دیوان کن فیکون کو زیبا ہے جسنے اپنی صنعتِ کاملہ و حکمتِ بالغہ سے نسخۂ کائنات دو عالم کو ایک لفظِ کُن سے مزین کیا اور اپنی صنائع بدائع کو اوراقِ ارض و سما پر انشا کا لباس پہنا کر املا کی تسطیر کے لئے مشین کیا۔ اور نعت بینہایات اوس ناظمِ کلیاتِ دفترِ رسالت و نبوت کو سزاوار ہے جسنے بیت اللہ کو حشو خباثت بت پرستی سے پاک کیا اور مصرعِ تیغ اسلام سے چھپر فصاحت و بلاغت کا جوہر چڑہا ہے گمراہانِ وادیِ کفر و ضلالت کو نہ خاک کیا۔ اور منقبت اصحاب رسول مقبول کی جو رباعی کے مثال دیوان رسالت کے لئے موزون ہیں مقبولِ انام ہو۔

الحمد للہ کہ درین آوان فرحت اقتران کتاب لاجواب گلدستۂ مسرت دیوانِ حسرت جو اپنی خوبی میں آپ نظیر ہے چھپ کر رونق بخش دیدۂ مشتاقان ہے۔

سخنِ عشق پُر فصاحت ہے
دُرِ مضمون کا یہ خزینہ ہے
سادگی کی لطافت اسمین ہے
بندشِ نظم مین زبان کا لطف
لفظ شستہ زبان شایستہ
شعر مین شوخیان لطافت کی

نظمِ دلچسپ پُر نزاکت ہے
نظم کے بحر کا سفینہ ہے
رنگ و بوئی نزاکت اسمین ہے
سمع کو آئے ہے بیان کا لطف
شکل حُسنِ بتانِ بابستہ
جیسے خوبانِ پُر شرارت کی

مرزا فرخ صاحب متخلص بہ فرخ کہ از خاندان نواب افراسیاب خان مرحوم اند ساکن شاہجہان آباد عرف دہلی

شعر و سخن کا اوج کے اوپر کمال ہی — کتنا وسیع یان شعرا کا خیال ہی

موجود کیا عدم کی حقیقت بناتے ہین — جسکو نہ آنکھہ دیکھہ سکے وہ دکھاتے ہین

تاب و توان حد بشر سے گذرتے ہین — بے پر کے آسمان پہ پرواز کرتے ہین

غائب کی صورتین انہین خوب یاد ہی — نقش انکا چشم دل کے لیے سیرگاہ ہی

گر کچھہ کہا زبان سے تو دل شاد کر دیا — ویران گھر کو بات مین آباد کر دیا

جو کچھہ کیا کلام تو فرحت فزا ہوا — روتا ہوا بھی سنکے ہنسے وہ مزا ہوا

ناپید واقعات کو پیدا بناتے ہین — شاہد کو ایک آن مین شیدا بناتے ہین

اندھیر کرنے چرخ چہارم پہ جائین وہ — ظلمات مین دکھانے کو آئینہ لائین وہ

حائل نہین حجاب کوئی انکو راہ مین — جو وہ طبق کو دیکھتے ہین اک نگاہ مین

دانائے روزگار بتاتے ہین آپکو — شاگرد دگار بناتے ہین آپکو

دراصل شاعرون کو کچھہ ایسا ہی یارا ہی — اور یون تو جو کہے کوئی کسکا اجارا ہی

اسکے ثبوت پر کوئی چاہیے اگر دلیل — حاضر ہے یہ کتاب کہ خود اپنی ہی وکیل

بس لمع صاف نور برسنے کو دیکھیے — بے باغ اس بہار درسنے کو دیکھیے

فقرہ یہان ہر ایک فصاحت کا باب ہی — اغلاق کی تو فصل کی ہی خراب ہی

ڈالا ہے تیل صاف زبان کے چراغ مین — بیساختگی کا پہول کہلایا ہے باغ مین

کیا ناظروں کو عالم حیرت میں لاتی ہے
صاف آئینہ کی طرح صورت دکھاتی ہے

دیوان ہے کہ عشق کا گنجینہ جانیے
یا شوق عاشقانہ کا اسے سینہ جانیے

جس نظم دلستان میں دل آویز رنگ ہو
کیونکر نہ اوس سے نظم ثریا بھی دنگ ہو

اللہ یہ کلام ہے کیا پیارا پیارا ہے
کیا میر کی زبان کا چربا اوتارا ہے

غالب کی طرز کو کہیں پامال کر دیا
مومن کی نظم کا کہیں احوال کر دیا

حاجت نہیں ہے مشعل خور کو چراغ کی
آنکھوں سے دیکھ لو ہے زبان صاف داغ کی

ہوتے ہیں ایسے صاف ہی فقرے کہیں بھلا
سانچے میں جیسے طرح سے کہ الماس ہو ڈھلا

لفظ اوسمیں دیکھ اسکے جو کہا تو کہا بجا
یاقوت کے نگینہ میں یہ نصب جا بجا

حرفوں کے اتصال سے ہوتا ہے یہ عیان
ترشی ہوئی جڑی ہیں زمرد کی چھینیان

شعروں میں کیا مراد کا چشمہ ابلتا ہے
معنی میں کس بہار کا مطلب نکلتا ہے

مضمون خوب حال بتاتا ہے دور کا
بندش عجیب رنگ دکھاتی ہے نور کا

تمثیل بے مثال کی صورت دکھاتی ہے
تشبیہ غیر شبہہ کی بھی کیا صفائی ہے

نکتہ ہی خاص کچھ نہیں ہوتی کے سوا کا
دفتر ہی سارا ہے یہ جواہر کی تول کا

کس طرح سے کمال ہو اس نظم کا کمال
کیونکر نہو کہ حضرت حسرت کا ہے خیال

کو بحر علم و فضل کا پیدا نہیں کنار
ہے نادر سپہر کے اوسکو ہوا ہے پیار

میدان شاعری میں کہیں وہ یگانہ ہے
عالم عجم میں کہیں اوسکا فسانہ ہے

حکمت میں بھی ہے لائق صد قیل و قال وہ
تاریخ میں ہے سب سے سوا با کمال وہ

علمِ الٰہیات سے ہے باخبر بہت
معقول کی دلیلین ہین پیشِ نظر بہت

عالم ہے علمِ مجلس و اخلاقِ عام کا
ماہر ہے طرزِ بخشش و لطفِ تمام کا

شرم و حیا کی بزم مین مسندنشین ہے وہ
میدانِ خوبروئی مین ماہِ مبین ہے وہ

نواب اعتماد علیخانِ سرفراز
سو پشت سے ہے جسکو ریاست مین امتیاز

جس اصل سے سپاہ گری کو ہے افتخار
اوس نسل مین سے ہے وہ شجاعت کا تاجدار

فرخ نے لکھدیا جو حقیقت مین حال تھا
اسکو قلم سے لینے نہ ایسا خیال تھا

بس کہہ رہے ع دل سے بدرگاہِ کردگار
آباد و شاد رکھے اوسے دنیا مین برقرار

ولہ
قطعۂ تاریخ

دیوانِ شوخ حضرتِ مضمون نواز کا
دیکھا تو واقعی وہ عدیم المثال ہے

مطبع سے طبع ہو کے جو آیا حضور مین
فرخ بہارِ باغِ بقا اوسکا سال ہے
۱۳۱۵ھ

قطعاتِ تاریخ نتیجۂ فکر منشی غلام حسنین متخلص بہ عظیم متوطن موضع شہبازپور ڈھیر پرگنہ حسن پور ضلع مرادآباد ملازم ریاست سعیدآباد ضلع متھرا

اتفاقاً ایک دن دیوانِ حالی دیکھکر
دل کو تھا میرے نہایت ہی ملالِ شاعری

سوتا سمے وہ لکھنے مین کچھ یعنی ہند مین
ہے چراغِ صبح یا وقتِ زوالِ شاعری

ذوق و غالب میر و مرزا ہی پہ اسکا ختم ہے
محض اک فعلِ عبث ہے اب خیالِ شاعری

پڑھ کے یہ کہتا تھا دل مین ہائے وہ بھی وقت تھا
ایک یہ ہے جسکو کہیے انفعالِ شاعری

ناگہان اک صورت حسنی نظر آئی مجھے
جسکی ہمسر تھا نہ یان جسن جمال شاعری

دیکھتے ہی اسکو بیحد مجھکو اک حیرت ہوئی
یا الٰہی کسکا ہے یہ قیل و قال شاعری

آخرش کو غور سے ایسا ہوا مفہوم دل
حضرت حسرت کہ ہین ماہ کمال شاعری

شعر گوئی مین نہین ہے آجکل انکا نظیر
فی المثل ہے سند مین انکی مثال شاعری

کیون نہ کہیے انکو اقلیم سخن کا بادشاہ
کر چکے ہین کل زمین پر پائمال شاعری

خشک ہونے ہی کو تھا فیض زبان نے آپکے
سبز گویا کر دیا ہے پھر نہال شاعری

بلکہ تھی گم عدم مین از سر نو آپ نے
چرخ پہ پہنچا دیا اوج کمال شاعری

ہین مصنف واہ واہ اس کلام پاک کے
جسپہ ہو قربان جان عز و جلال شاعری

غور سے اہل زبان دیکھو کہ بحر شعر مین
موجزن ہے کیا صفا آب زلال شاعری

لفظ کا کیا ذکر ہے اک حرف تک بیجا نہین
نقطہ نقطہ اسکا ہے مصداق حال شاعری

شاعرون مین لکھنؤ دہلی کے جو کچھ ہے نفاق
انکو منصف ہے یہ پھر انفصال شاعری

حسن معنی کے لیے آئینہ اشعار مین
نقطہ نقطہ سے عیان ہے خط و خال شاعری

انکو دیکھین تو ہے صافی رنگین بیان
اسکو کہتے ہین کلام بے مثال شاعری

ہے دعا عظم کی کہ یارب باغ گیتی مین مدام
پھولتا پھلتا رہے یہ نونہال شاعری

اور مصنف ہین جو اسکے حسرت والا نژاد
پائین عمر خضر وہ اہل کمال شاعری

ولہ
تاریخ

ختم جب حسرت کا دیوان بے مثال طبع ہو چکا
[illegible] اہل [illegible] ہوا [illegible]

فکرِ سالِ طبعِ جب نجمِ تمم کو ہوئی [illegible] | سرسبز لطیفِ طبعِ حشمت ۱۲ ۱۵ [illegible] | بس یہ سن تاریخ [illegible] ۱۲ ۱۵

قطعات تاریخ تصنیف لطیف از نتائج طبع شاعر شیرین زبان فن شعر گوئی کے شائق جناب میر حشمت علی صاحب عاشق پنشنر السپکٹر پولیس حال ریجسٹرار سعد آباد ساکن محلہ تاجگنج من مضافات آگرہ

قطعۂ تاریخ سال ترتیب دیوان

دیوانِ حسرت است گلستانِ بے خزان | مقبولِ اہلِ معنی و مطبوعِ شاعران

با آب و تاب کلکِ زبان شد گہر فشان | ہر کہ و مہ گشت دہر تحسینِ او زبان

ہر حرف پاک معنی و مضمونِ بیکران | ہر نکتہ اش چو نکتۂ خالِ پری رخان

از ہر ورق فروغِ مہ و مہر زر فشان | ہر صفحہ الیست صفحۂ رخسارِ مہوشان

ہر بیت بیتِ کعبۂ مقصودِ عاشقان | ہر مصرع اش چو مصرعِ ابروے دلبران

عاشق نمود از سر پاکیزگی بیان | شد روشنا سخن ۱۲ ۱۳۰۰ ہجری بتعمیہ | ثمر بوستان جان ۱۲ ۱۳۰۰ ہجری بلا تعمیہ

تاریخ تعمیہ و بلا تعمیہ بدان | از نصف نصف مصرعۂ آخر شدہ عیان

ولہ

[illegible] | [illegible]

عجب ذہن رسا پایا عجب موزون طبیعت کے | ہوا پنے وقت کا یہ انوری سعدی و خاقانی

ہر اک اہلِ زبان نے نقدِ جان و دل فدا کر کے | خریدا یہ دُرِ نایاب دریاے سخندانی

ہر لفظ کے گھونگٹ مین زلیخای معانی — ہر شعر ہی اک یوسف کنعان بلاغت
جس شعر مین لکھا ہی کہین چوٹی کا مضمون — ہی شانۂ کش زلف پریشان بلاغت
ہر نقطہ ہے خال رخ محبوب کا نقشہ — ہر حرف ہی اک نیّر تابان بلاغت
بندش نئی مضمون نئے ڈھنگ نرالا — موجود ہی ہر رنگ کا سامان بلاغت
سادی یہ جگہہ بیچ مین سطرون کی نہین ہے — بہتا ہی بڑے زور سے عمان بلاغت
دیکھا ہو کسینے کبھی دیوان اگر ایسا — بتلائے قسم کہا کے بایمان بلاغت
واصف کو ہوئی فکر کہ لکھے کوئی تاریخ — ہی وہ بھی تو اک بلبل بستان بلاغت
دیکھا جو یہ دیوان تو ہاتف نے ندا دی — اب آپ پہ نازل ہوا قرآن بلاغت

ولہ

چھپا دیوان اوس بحر کرم کا — سمندر سے ہی بڑھکر جسکی ہمت
خوش اخلاق و خوش اطوار و خوش اسلوب — حیادار و حیا جو با مروت
جو دیکھے جی یہی چاہے کہ دیکھو — قسم قرآن کی ہی خوبصورت
مرصع ہر غزل ہر شعر عالی — عجب الفاظ کی ہی شان و شوکت
مضامین ہین کہین معنی کے انبار — کہین ہین ہر طرف گلہای جنت
ہر اک مطلع مین شوکت کے مضامین — ہر اک مقطع مین ہی حسرت ہی حسرت
غضب رفتار جانانہ کہین فکر — کہین مضمون قامت ہی قیامت
کہین مضمون کمر لکھا ہی ایسا — فدا جسپر حسینون کی نزاکت

ولہ

خوب حسرت نے لکھا دیوان فصیح لاجواب — ہر غزل جسکی مرصع ہی شگفتہ ہے کلام

سال سمت کلک شاطر نے لکھا بیساختہ — ہوگیا دیوان حسرت دلکشا بیاض عام

ولہ

چو شد ز فکرت حسرت مکمل این دیوان — شدہ بہ بزم سخن جابجا ثنا خوانی

نوشت مصرع تاریخ خامۂ شاطر — رقم نمود چہ دیوان فصیح لاثانی

قطعات تاریخ از نتائج طبع شعر فہم نکتہ دان گوبند سہای صاحب

فغان فرخ آبادی تلمیذ حضرت شور اکبر آبادی

سخنور دیکھکر کہتے ہیں جو حسرت کے دیوانکو — بیاض دیدۂ مشتاق ہی آنکھوں کا تارا ہی

تعلّی مضامین سے زمین شعر ہی گردون — کلام اچھا ہی بندش چست عمدہ روزمرا ہی

مبرا ہی کلام پاک یکسر جملہ عیبوں سے — کہین تعقید اسمین ہے نہ پھر کہین ہی ایطا ہی

نہ الفاظ ثقیلہ ہین نہ عیب شائگان ہین — عیوب ظاہری و باطنی سے یہ مبرا ہی

فصاحت سی فصاحت ہی بلاغت کا ہی کیا کہنا — مخمس کیا غزل کیا قطعہ کیا جو ہی وہ چیدا ہی

صنائع سے بدائع سے [illegible] خالی — خدا کے فضل سے جو چاہیے یان سب مہیا ہی

مع اسلام سے لکھا فغان تاریخ [illegible] — ہوئی سنہ عیسوی میں دیوان حسرت چھپکے نکلا ہی

ولہ

چھپ گیا حضرت حسرت کا کلام رنگین — آج ہر اہل سخن خوش ہو کر ارمان نکلا
مصرع سال کیا کلک فغان نے تحریر — چشم بد دور بڑی شان کا دیوان نکلا
۱۳۱۵

قطعات تاریخ من نتائج طبع صاحب فہم و ذکا جناب مولانا محمد بقا حسین خان صاحب منجم عالیجاہی المتخلص بفلکی و بقا ساکن فیروز آباد کہ در فن نجوم عدیل و نظیر خود ندارند من مضافات آگرہ

بہار لالہ و گل پر عجب عالم ہی نزہت کا — کھلا جاتا ہی نقشہ آنکھ میں پھولوں کی نکہت کا
جا ہر دیکھو چمن میں قمریان مشغول تحسین ہیں — زبان پر بلبلوں کی باغ میں نغمہ ہی مدحت کا
صدای بلبل و قمری سے حیرت بڑھ گئی میری — الٰہی آج کیوں گلزار میں سامان ہی عشرت کا
جو نالان چمن بولے بقا کیوں تجکو حیرت ہی — یہ اوسکی تہنیت ہی چھپ گیا دیوان حسرت کا
نہایت روزمرہ صاف ہے فضل الٰہی سے — بہت ہی پاک ہر معنی رنگ دیکھا ہی طبیعت کا
مضامین چلبلے ہیں بندشیں بھی پیاری پیاری ہیں — بجا ہی گر اسے کہیے کہ دفتر ہی فصاحت کا
ذکیا رہیت کو ہر بیت ابروی حسینان ہی — ہر اک مصرع نمونہ خاص معشوقوں کی قامت کا
مجھے بھی فکر تھی تاریخ اسکے طبع کی لکھون — نمونہ داغ کا ہی رنگ حسرت کی طبیعت کا
اسے بلبل سدرہ نے یکایک کان میں آ کی — خدا کا فضل ہی یہ وقت ہی یہ خیر و برکت کا
جنی ای بقا سنہ سے مرا ہال یون لکھ دے — تمنا و نکا گلدستہ ہی دیوان حسرت کا
۱۳۱۵

ولہ

چھپا دیوان جناب حسرت کا | چمن لازوال ہے لکھدو
سر آمد ہے ای بقا تاریخ | نسخہ بے مثال ہے لکھدو ١٣١٥ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف امین الفصاحت ناطق الملک سید الشعرا امیر مومن حسین صاحب صفی امروہی حال مقیم آگرہ کہ یکے از استادان مسلم الثبوت شہر مذکور اند

آج دیوان حضرت حسرت | نادر روزگار طبع ہوا
کہتے ہیں سب گہر شناس سخن | دفتر آبدار طبع ہوا
اے صفی پڑھ یہ مصرع تاریخ | سخن شاہوار طبع ہوا ١٣١٥ھ

قطعہ تاریخ من تصنیف سید لائق حسین قوی خلف الصدق ناطق الملک سید الشعرا امیر مومن حسین صاحب صفی امروہی حال مقیم آگرہ

یہ ہے کلام حضرت حسرت کا ای قوی | جسکا جواب ہی نہیں ممکن خدا گواہ
تاریخ اسکے چھپنے کی ہاتف نے یہ کہی | اچھا سخن مزے کا ہے گویا نبات واہ ١٣١٥ھ

قطعات تاریخ از تصنیف لطیف شاعر خوش بیان شیخ رحیم بخش صاحب

محمد حسن فروغ ساکن قصبہ اورنگ آباد ضلع بلندشہر شاگرد رشید قلق دہلوی

چھپا جبکہ دیوان سرکار کا
کھلا احسنِ بینش پہ پوشیدہ راز

کوئی لکھ سکے اوسکی تعریف کیا
کہ موصوف پہ وصف کو خود ہے ناز

بس اتنا ہی کافی ہے اہلِ بصر
کریں حسرت و داغ میں امتیاز

تامل ہے کیوں فکرِ تاریخ میں
یہ کیا سوچتے ہو نشیب و فراز

کہیں مشتاق کلکِ فروغ
گلستانِ نازک خیالی ہے باز

١٢ ھ ١٥

وله

چھپا ہے وہ دیوانِ حسرت کہ جب
بنا ہو نہیں [illegible] جسکی رقم

بنایا ہے نقشوں کو قرطاس کے
بیاض رشکِ باغِ ارم

وہ زینت کہ ہے باغِ مضمون شاداب
وہ شوخی کہ گل ہو فدا جسپہ ہم

حسینوں کو ہو جسکے دیکھے سے رشک
وہ مضمون میں لفظ کے پیچ و خم

بتائیدِ اصلاحِ نواب داغ
بیاض راقم فروغ ہے جب بہم

ہوئی فکرِ تاریخ مجھکو فروغ
کہا حق نے آسان ہے کار اہم

چھپا ہے یہ ان کا دیوان [illegible]
خزینۂ حسرت [illegible] قلم

قطعہ تاریخ از تصنیف شریف جناب قاضی باسط علی خان صاحب

متخلص بہ باسط قاضی شہر اکبر آباد

بلبل کے عجب چہچہے ہین — گلشن مین ہے کچھ عجب تری آج
کہتے ہین یہ ہر شجر سے پتے — کیون بند ہوا نہ بان تری آج
کہتی ہے بہار یہ خزان سے — نکلیگا خیالِ خود سری آج
غنچے لئے بھری ہین جہولیون مین — کلیان ہین نکہر کہری کہری آج
سرسبز نہالِ آرزو ہے — شاخِ امید ہے ہری آج
حسرت کا جو دیکہا ہے دیوان — ظاہر ہوئی اوسکی برتری آج
دیوان ہے لطیف و زینت آگین — ممکن نہین اسکی ہمسری آج
نظمِ دیوان کی کیا صفت ہو — ہے خاتمہ سخنوری آج
آورد کا ذکر ہی نہین ہے — بندش مین ہے کہلی دلبری آج
کیا خوب ہے آمدِ مضامین — تاریخ کی فکر ہے مری آج
ہو زیب سے عیسوی نمایان — ایسی تاریخ ہو مری آج
باسط نے لکہا مرادب سے — باغ شاداب شاعری آج

قطعہ تاریخ از تصنیفِ لطیف شاعرِ نازک خیال جناب منشی خیام سندرلعل صاحب کایستہ مرادآبادی مختارِ عام ریاست سعدآباد ضلع متہرا

ہوا تصنیف جب دیوانِ حسرت فکر تہی مجکو — کہا دل نے صریحاً بات ہے تو بیگمان کہدے